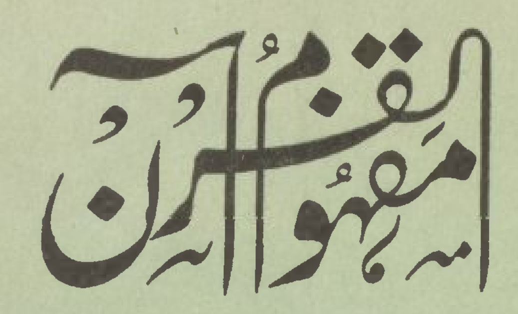


McGill University Libraries
3 102 470 580 Z



نواں پارہ

ناشران

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ

۲۷۔ بی۔ شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور

ہدیہ -/۲

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِكُلِّ شَيْءٍ

مفہوم القرآن

الحمد سے والناس تک مسلسل

قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز

از پرویز

یہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے، نہ تفسیر بلکہ اس کا مفہوم ایسے واضح مسلسل مربوط اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگہ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں



بسم اللہ الرحمن الرحیم

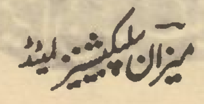
مفہوم القرآن کا نواں پارہ پیش خدمت ہے - دسواں پارہ زیر طبع ہے - جن حضرات کی نظروں سے اس سے پہلے پارے نہیں گذرے ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے اور نہ ہی اسکی تفسیر بلکہ یہ اُس کا مفہوم ہے جسے اپنے لفظوں میں اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی پوری تعلیم ، صاف - واضح - مسلسل اور مربوط شکل میں سامنے آجائے - اس میں مفہوم بیان کرنے والے کے ذاتی خیالات کا کوئی دخل نہیں - اس مفہوم کی سند ، لغات القرآن ہے ، جسے عربی زبان کی مستند کتب لغت سے مرتب کیا گیا ہے - اس میں جس لفظ کا مفہوم آپ کو مروجہ ترجموں سے مختلف نظر آئے ، اس کے صحیح ہونے کی دلیل اور سند لغات القرآن میں مل جائیگی - لغات القرآن چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے جن کی مجموعی قیمت ۵۷ روپے ہے -

۲ - قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو مختلف مقامات میں پیش کرتا ہے اور آیات کو پھیر پھیر کر لاتا ہے تاکہ ہر معاملہ کے مختلف گوشے سامنے آجائیں - مفہوم القرآن میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے - اس میں آپ کو جہاں جہاں دوسری آیات کے حوالے ملیں ، اس سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون کی مزید وضاحت اُن مقامات میں آئی ہے - وہاں بھی دیکھ لیں -

۳ - مفہوم القرآن ایک ایک پارہ کرکے شائع ہوتا رہے گا - اگر آپ نے پہلے پارے نہیں خریدے تو اسے جلد حاصل کرلیں - ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا - پہلے پارے کا ہدیہ تین روپے ہے کیونکہ اس کی ضخامت ۸۱ صفحات ہے - باقی تمام پاروں کا ہدیہ دو روپے فی پارہ ہے -

جنوری ۱۹۶۳

(میاں) عبدالخالق
آنریری مینجنگ ڈائریکٹر





قَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ اسْتَكْبَرُوا مِنْ قَوْمِهِ لَنُخْرِجَنَّكَ

يٰشُعَيْبُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَا أَوْ لَتَعُودُنَّ فِي مِلَّتِنَا ۚ قَالَ أَوَلَوْ كُنَّا كَارِهِينَ ﴿۸۸﴾ قَدِ افْتَرَيْنَا

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا إِنْ عُدْنَا فِي مِلَّتِكُمْ بَعْدَ إِذْ نَجَّانَا اللّٰهُ مِنْهَا ۚ وَمَا يَكُونُ لَنَا أَنْ نَعُودَ فِيهَا إِلَّا أَنْ

يَشَاءَ اللّٰهُ رَبُّنَا ۚ وَسِعَ رَبُّنَا كُلَّ شَيْءٍ عِلْمًا ۚ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا ۚ رَبَّنَا افْتَحْ بَيْنَنَا وَبَيْنَ قَوْمِنَا بِالْحَقِّ وَأَنْتَ

خَيْرُ الْفَاتِحِينَ ﴿۸۹﴾

۸۸ اِس پر اُن اکابرین نے 'جو دولت اور قوّت کے نشے سے بدمست ہو رہے تھے' کہا کہ اے شعیبؑ! دو باتوں میں سے ایک بات ضرور ہوگی۔ یا تو تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو پھر سے وہی قدیم مذہب اختیار کرنا ہوگا جسے چھوڑ کر' وہ تمہارے ساتھ ہو لئے ہیں۔ ورنہ ہم' تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو اپنی بستی سے نکال دیں گے —— تم خود سوچ لو کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اس پر شعیبؑ نے اُن سے کہا کہ خواہ تمہارے مذہب کو ہم ناپسند ہی کیوں نہ کریں' پھر بھی ہمیں' تمہارے ڈر کی وجہ سے' اُسے زبردستی اختیار کرنا پڑے گا؟

۸۹ اگر ہم تمہارے مذہب کو اختیار کرلیں' حالانکہ خدا نے اپنی وحی کی روشنی عطا کر کے' ہمیں اِس باطل مذہب سے نجات دلائی ہے' تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ یہ جو ہم کہتے ہیں کہ ہمیں خدا نے سیدھا راستہ دکھا دیا ہے' تو یہ سب افترا اور خدا پر بہتان ہی ہے۔ تم کان کھول کر سن لو کہ ہم تمہارے مسلک کی طرف لوٹ کر نہیں آسکتے۔ ایسا ہرگز ہرگز نہیں ہو سکتا[1]۔ ہم نے یہ دین' اُس خدا کی طرف سے ملی ہوئی راہ نمائی کی بنا پر اختیار

[1] اِلَّا أَنْ يَّشَاءَ اللّٰهُ رَبُّنَا کے یہی معنی ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی لکھا جا چکا ہے' اسلوب قرآن کریم میں "استثناء بالمشیّت"

(بقیہ فٹ نوٹ اگلے صفحہ پر دیکھئے)

وَقَالَ الْمَلَأُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَوْمِهِ لَئِنِ اتَّبَعْتُمْ شُعَيْبًا إِنَّكُمْ إِذًا لَّخَاسِرُونَ ﴿٩٠﴾ فَأَخَذَتْهُمُ
الرَّجْفَةُ فَأَصْبَحُوا فِي دَارِهِمْ جَاثِمِينَ ﴿٩١﴾ الَّذِينَ كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَأَن لَّمْ يَغْنَوْا فِيهَا ۚ الَّذِينَ
كَذَّبُوا شُعَيْبًا كَانُوا هُمُ الْخَاسِرِينَ ﴿٩٢﴾ فَتَوَلَّىٰ عَنْهُمْ وَقَالَ يَا قَوْمِ لَقَدْ أَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَاتِ رَبِّي وَ
نَصَحْتُ لَكُمْ ۖ فَكَيْفَ آسَىٰ عَلَىٰ قَوْمٍ كَافِرِينَ ﴿٩٣﴾ ۱۱ ع۹ ۱

کیا ہے جس کا علم تمام چیزوں کو محیط ہے۔ باقی رہیں تمہاری دھمکیاں، سو ہم ان سے بالکل نہیں ڈرتے۔ ہمارا بھروسہ قانونِ خداوندی کی محکمیت پر ہے۔

شعیبؑ نے پوری جرأت اور استقامت سے ان اکابرین کو یہ جواب دیا اور پھر کہا کہ اے ہمارے نشو ونما دینے والے! تو اپنے قانونِ مکافات کی رُو سے، ہم میں اور ہماری قوم میں، کھلا کھلا آخری فیصلہ کر دے۔ تو سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (کیونکہ تیرا فیصلہ قانون اور عدل پر مبنی ہوتا ہے۔ اس میں نہ کسی کی رعایت ہوتی ہے، نہ کسی کے خلاف تعصب اور انتقام کا جذبہ کارفرما)۔

۹۰ اب اس قوم کے اکابرین نے دوسرا حربہ اختیار کیا۔ انہوں نے شعیبؑ سے مزید بات کرنے کے بجائے اس کے متبعین کو دھمکانا شروع کیا کہ اگر تم شعیبؑ کا اتباع کرتے رہے تو یاد رکھو، تم سخت نقصان اٹھاؤ گے۔

۹۱ اس کشمکش کے بعد ہوا یہ کہ جن لوگوں نے شعیبؑ کو جھٹلایا تھا، انہیں لرزا دینے والے عذاب نے آگھیرا اور وہ اپنے گھروں میں، مٹی کے تودوں کی طرح بے حس وحرکت، پڑے کے پڑے رہ گئے۔

۹۲ وہ اس طرح نیست ونابود ہو گئے گویا وہ ان بستیوں میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔ (وہ شعیبؑ کے متبعین سے کہا کرتے تھے کہ تم اپنی روش سے باز آجاؤ، ورنہ نقصان اٹھاؤ گے۔ لیکن ہوا یہ کہ) نقصان اُنہی کا ہوا جو شعیبؑ کی تکذیب کیا کرتے تھے ——— قوانینِ خداوندی کی تکذیب کا یہی نتیجہ ہوا کرتا ہے۔

۹۳ شعیبؑ، اِس تباہی سے پہلے ہی ان سے الگ ہو گیا تھا۔ اس نے جاتے وقت ان سے

ثبوت اور استمرار کے لئے آتا ہے۔ یعنی جہاں إلّا کے بعد ماشآء اللہ وغیرہ ہو تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ جو کچھ کہا گیا ہے اس کے خلاف کبھی نہیں ہوگا۔ (ملاحظہ ہو لغات القرآن۔ جلد چہارم۔ صفحہ ۱۶۱۸۔ عنوان۔ ن۔ س۔ ی)

وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْیَةٍ مِّنْ نَّبِیٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَضَّرَّعُوْنَ ﴿٩٤﴾ ثُمَّ بَدَّ
لْنَا مَكَانَ السَّیِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتّٰى عَفَوْا وَّقَالُوْا قَدْ مَسَّ اٰبَآءَنَا الضَّرَّآءُ وَالسَّرَّآءُ فَاَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً وَّهُمْ
لَا یَشْعُرُوْنَ ﴿٩٥﴾ وَلَوْ اَنَّ اَهْلَ الْقُرٰۤى اٰمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَیْهِمْ بَرَكٰتٍ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ
وَلٰكِنْ كَذَّبُوْا فَاَخَذْنٰهُمْ بِمَا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ ﴿٩٦﴾

کہا تھا کہ اے میری قوم! میں نے تمہیں، اپنے نشوونما دینے والے کے پیغامات پہنچا دیئے میں نے بہتیرا چاہا کہ تمہارا بھلا ہو جائے لیکن تم نے ایک نہ سنی۔ (اور اپنی غلط روش پر برابر آگے بڑھتے چلے گئے)۔ اب اس کے نتیجہ میں جو تباہی تم پر آرہی ہے، میں اس پر کیا افسوس کروں!

٩٤ (یہ محض چند واقعات ہیں جنہیں اس مقام پر سامنے لایا گیا ہے۔ ورنہ تمام اقوامِ سابقہ کی تاریخی یادداشتیں اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ) ہم نے جب بھی کسی بستی کی طرف کوئی نبی بھیجا۔ (تو اُس کے اربابِ دولت و ثروت نے اس کی مخالفت کی ٣٤/٣٤ ؛ ٤٣/٢٣ جب تک ان کی غلط روش، اس درجہ تک نہ پہنچتی کہ وہ ان کی آخری تباہی کا موجب بن جاتے) ان پر ہلکی ہلکی مصیبتیں اور مشکلیں آتیں۔ مقصود اس سے یہ تھا کہ وہ اپنی غلط روش کا نتیجہ دیکھ کر، قوانینِ خداوندی سے سرکشی برتنا چھوڑ دیں، اور اُن کے سامنے جھک جائیں۔ یہ مصیبتیں اور مشکلیں خود ان کے غلط نظام کی پیدا کردہ ہوتی تھیں۔

٩٥ وہ ان قوانین کے سامنے جھک جاتے، تو ان کی مصیبتیں، خوش حالیوں میں بدل جاتیں۔ جب اُن پر اس طرح ایک عرصہ گزر جاتا، تو وہ پھر بھول جاتے کہ بدحالی اور خوشگواری، قانونِ خداوندی سے وابستہ ہے (٢/٤٧)۔ وہ کہتے کہ اس قسم کی تبدیلیاں، یونہی اتفاقی طور پر رونما ہوتی رہتی ہیں۔ ہمارے اسلاف کی بھی یہی حالت رہی کہ اُن پر کبھی اچھے دن آجاتے، کبھی بُرے۔ سلسلے قانونِ مکافات کوئی چیز نہیں۔ وہ اس طرح، اپنی غلط روش میں اندھا دھند آگے بڑھتے چلے جاتے، تاآنکہ ظہورِ نتائج کا وقت آجاتا، اور وہ اس طرح اچانک پکڑے جاتے کہ اُن کے وہم و گمان میں بھی نہ ہوتا کہ اُن پر یوں تباہی آجائے گی۔

٩٦ اگر یہ لوگ ہمارے قانون کی صداقت پر یقین رکھتے اور (اُس کے اتباع سے) زندگی کی تباہیوں سے محفوظ رہنے کی فکر کرتے، تو ہم اِن پر زمین اور آسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے (٥/٦٦ ؛ ٧/٤٠)۔ لیکن انہوں نے اُسے جھٹلایا تو ان کے اعمال کے

اَفَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰۤى اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ بَاۡسُنَا بَيَاتًا وَّهُمۡ نَآٮِٕمُوۡنَ ؕ ﴿۹۷﴾ اَوَاَمِنَ اَهۡلُ الۡقُرٰۤى اَنۡ يَّاۡتِيَهُمۡ
بَاۡسُنَا ضُحًى وَّهُمۡ يَلۡعَبُوۡنَ ﴿۹۸﴾ اَفَاَمِنُوۡا مَكۡرَ اللّٰهِ‌ ۚ فَلَا يَاۡمَنُ مَكۡرَ اللّٰهِ اِلَّا الۡقَوۡمُ الۡخٰسِرُوۡنَ ﴿۹۹﴾ ع اَوَلَمۡ يَهۡدِ
لِلَّذِيۡنَ يَرِثُوۡنَ الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِ اَهۡلِهَاۤ اَنۡ لَّوۡ نَشَآءُ اَصَبۡنٰهُمۡ بِذُنُوۡبِهِمۡ‌ ۚ وَنَطۡبَعُ عَلٰى قُلُوۡبِهِمۡ
فَهُمۡ لَا يَسۡمَعُوۡنَ ﴿۱۰۰﴾ تِلۡكَ الۡقُرٰى نَقُصُّ عَلَيۡكَ مِنۡ اَنۢۡبَآٮِٕهَا‌ ۚ وَلَقَدۡ جَآءَتۡهُمۡ رُسُلُهُمۡ بِالۡبَيِّنٰتِ‌ ۚ
فَمَا كَانُوۡا لِيُؤۡمِنُوۡا بِمَا كَذَّبُوۡا مِنۡ قَبۡلُ‌ ؕ كَذٰلِكَ يَطۡبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوۡبِ الۡكٰفِرِيۡنَ ﴿۱۰۱﴾

نتائج نے انہیں آن پکڑا۔

۹۷ (یہ ہیں وہ حقائق جو تاریخی شہادتوں سے ثابت ہیں) تو کیا اِس کے بعد بھی (یہ تمہارے مخاطب جو) مختلف بستیوں میں رہتے ہیں، اِس سے نڈر ہو چکے ہیں کہ ہمارا عذاب اِن پر رات کے وقت آئے جب وہ سو رہے ہوں۔

۹۸ کیا یہ اِس سے بالکل بےخبر ہو رہے ہیں کہ ہمارا عذاب اِن پر چاشت کے وقت آجائے جب وہ بےخبر کھیل کود میں مشغول ہوں۔

۹۹ کیا یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ انہیں خدا کی تدبیروں کی طرف سے امان مل چکی ہے؟ یاد رکھو! اپنے آپ کو اِس قسم کی خود فریبی میں وہی قوم رکھ سکتی ہے جس نے تباہ اور برباد ہونا ہو۔

۱۰۰ یہ لوگ، جو پہلی قوموں کی تباہی کے بعد، اُن کے ملک اور دولت کے وارث ہوئے ہیں، کیا اِن پر یہ بات اب بھی واضح نہیں ہوئی کہ ہمارا قانون، اِن کے جرائم کی بنا پر، انہیں مصیبتوں میں مبتلا کر سکتا ہے؟

لیکن یہ جو اس قدر واضح دلائل و شہادات کے باوجود ان باتوں پر کان نہیں دھرتے، تو اس کی وجہ یہ ہے کہ، اسلاف کی اندھی تقلید، اور مفاد پرستیوں کے جذبات، نے اِن کے سمجھنے سوچنے کی صلاحیتوں کو سلب کر دیا ہے۔

۱۰۱ بہرحال یہ ہیں وہ چند اقوامِ سابقہ جن کے حالات ہم نے تم سے بیان کئے ہیں۔ ان کے رسول، ان کی طرف واضح دلائل و احکام لے کر آتے۔ وہ لوگ بجائے اس کے کہ جو کچھ ان سے کہا جاتا اس پر غور و فکر کرتے، بلا سوچے سمجھے اُسے جھٹلا دیتے —— کبھی اس بنا پر کہ اِس سے پہلے اُن کے آباء و اجداد، اُسے جھٹلا چکے تھے۔ اور کبھی یوں کہ ایک دفعہ، جو بات یونہی مُنہ سے نکل گئی، اُس پر

وَمَا وَجَدْنَا لِأَكْثَرِهِمْ مِّنْ عَهْدٍ ۚ وَإِن وَجَدْنَا أَكْثَرَهُمْ لَفٰسِقِينَ ﴿۱۰۲﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِم مُّوسَىٰ
بِاٰيٰتِنَا إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِيْهِ فَظَلَمُوا بِهَا ۖ فَانظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُفْسِدِينَ ﴿۱۰۳﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ يٰفِرْعَوْنُ إِنِّي
رَسُولٌ مِّن رَّبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿۱۰۴﴾ حَقِيقٌ عَلَىٰ أَن لَّا أَقُولَ عَلَى اللّٰهِ إِلَّا الْحَقَّ ۚ قَدْ جِئْتُكُم بِبَيِّنَةٍ مِّن
رَّبِّكُمْ فَأَرْسِلْ مَعِيَ بَنِي إِسْرَاءِيلَ ﴿۱۰۵﴾ قَالَ إِن كُنتَ جِئْتَ بِاٰيَةٍ فَأْتِ بِهَا إِن كُنتَ مِنَ الصّٰدِقِينَ ﴿۱۰۶﴾
فَأَلْقَىٰ عَصَاهُ فَإِذَا هِيَ ثُعْبَانٌ مُّبِينٌ ﴿۱۰۷﴾

جم کر بیٹھ گئے — حقیقت سے انکار کرنے والوں کے دلوں پر یوں مہریں لگا کرتی ہیں۔ اسلاف کی اندھی تقلید اور اپنی بات کی پچ، انسان سے سمجھنے سوچنے کی صلاحیت سلب کر لیا کرتی ہے۔

۱۰۲ ان اقوامِ سابقہ میں سے اکثر کی یہی حالت رہی کہ وہ قوانینِ خداوندی کے وفا شعار نہ رہے۔ انہوں نے خدا سے جو عہد کیا تھا اس پر قائم نہ رہے۔ وہ صحیح راستے کو چھوڑ کر غلط راہوں پر چلنے لگ گئے۔

۱۰۳ ان اقوام کے بعد جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے، ہم نے موسیٰؑ کو اپنے واضح احکام و دلائل دے کر فرعون اور اس کے اکابرینِ قوم کی طرف بھیجا۔ لیکن انہوں نے بھی اِن سے سرکشی برتی۔ سو دیکھو! کہ اُن لوگوں کا، جو معاشرہ میں ناہمواریاں پیدا کیا کرتے تھے، کیا انجام ہوا؟

۱۰۴ موسیٰؑ نے فرعون سے کہا کہ (تم نے انسانوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر رکھا ہے۔ ایک گروہ کو پامال کرتے ہو، دوسرے کو سر پر چڑھاتے ہو۔ اس سے معاشرہ میں سخت ناہمواریاں پیدا ہوتی ہیں ۲۸:۴)۔ میں اُس خدا کی طرف سے پیامبر ہوں جو تمام نوعِ انسان کا نشو و نما دینے والا ہے۔ (اُس کے نزدیک انسان اور انسان میں کوئی فرق نہیں۔ یہی انداز معاشرہ کا ہونا چاہیئے)۔

۱۰۵ مجھ پر لازم ہے کہ میں خدا کے متعلق، حق کے سوا کچھ نہ کہوں۔ میں تمہارے پاس تمہارے نشو و نما دینے والے کی طرف سے، کھلے کھلے دلائل اور قوانینِ حیات لایا ہوں۔ (اِن قوانین کی رُو سے کسی قوم کو اپنی غلامی اور محکومی میں رکھنا کسی طرح بھی جائز نہیں)۔ لہٰذا تم بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو۔ (تا کہ یہ آزادی کی فضا میں سانس لے سکیں)۔

۱۰۶ فرعون نے کہا کہ اگر تم خدا کی طرف سے کوئی واضح دلیل لائے ہو تو اُسے اپنے دعوے کی صداقت میں پیش کرو۔

۱۰۷ اس پر موسیٰؑ نے اُن قوانین و دلائل کو پیش کیا جن کی بنا پر اس نے وہ دعویٰ کیا تھا اور

وَنَزَعَ يَدَهُ فَإِذَا هِيَ بَيْضَاءُ لِلنّٰظِرِينَ ﴿۱۰۸﴾ قَالَ الْمَلَأُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ إِنَّ هٰذَا لَسٰحِرٌ عَلِيمٌ ﴿۱۰۹﴾ (۱۳ / ع / ۳)
يُرِيدُ أَنْ يُخْرِجَكُمْ مِنْ أَرْضِكُمْ فَمَاذَا تَأْمُرُونَ ﴿۱۱۰﴾ قَالُوا أَرْجِهْ وَأَخَاهُ وَأَرْسِلْ فِي الْمَدَائِنِ حٰشِرِينَ ﴿۱۱۱﴾
يَأْتُوكَ بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿۱۱۲﴾ وَجَاءَ السَّحَرَةُ فِرْعَوْنَ قَالُوا إِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِنْ كُنَّا نَحْنُ الْغٰلِبِينَ ﴿۱۱۳﴾

جنہیں وہ نہایت مضبوطی سے تھامے ہوتے تھا۔ یہ محکم دلائل، اپنی صداقت کے زور پر دلوں پر اس طرح آگے بڑھے چلے جاتے تھے کہ ان کی قوت اور شدت واضح طور پر سامنے آرہی تھی[1]۔ (ان کی شدت سے مراد یہ تھی کہ ان کی خلاف ورزی کا نتیجہ کس قدر ہلاکت انگیز ہوگا)۔

۱۰۸ پھر وہ اُن روشن دلیلوں کو سامنے لایا جن کی رُو سے بتایا گیا تھا کہ ان قوانین کی اطاعت سے زندگی کا ہر گوشہ کس طرح تابناک ہو جائے گا۔ یہ بصیرت افروز دلائل ہر دیدۂ بینا کے لئے چراغ راہ بن سکتے تھے۔ (۲۰/۲۱ — ۱۷ ; ۲۶/۳۲ — ۳۳ ; ۲۸/۳۲)۔

۱۰۹ اس پر فرعون کے سرداران قوم نے ایک دوسرے سے کہا، کہ یہ تو بڑا ماہر سحر کار نظر آتا ہے (جو اپنے زور بیان سے جھوٹ کو سچ بنا کر دکھاتا چلا جا رہا ہے[2])۔

۱۱۰ اس کا منشا یہ نظر آتا ہے کہ (اس طرح لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر) تمہیں اس ملک سے نکال باہر کرے، اور یہاں اپنی حکومت قائم کر لے۔ سو کہو کہ تمہارا اس باب میں کیا مشورہ ہے (۲۶/۳۵)۔

۱۱۱ انہوں نے (باہمی مشورہ کے بعد) فرعون سے کہا کہ تم موسٰیؑ اور اُس کے بھائی کے معاملہ کو تو سردست التوا میں رکھو۔ اور اس اثنا میں نقیبوں کو ملک کے بڑے بڑے

۱۱۲ شہروں میں بھیج دو کہ وہاں سے سحر کار مذہبی پیشواؤں کو اکٹھا کر کے لائیں (تاکہ وہ ان کا مقابلہ کر کے انہیں شکست دے سکیں)۔

۱۱۳ چنانچہ اُن کے مذہبی پیشوا (ہامان اور اس کے ساتھی، پروہت) فرعون کے پاس جمع ہو گئے[3]۔ اُنہوں نے اس سے کہا کہ اگر ہم موسٰیؑ پر غالب آ گئے تو ہمیں امید ہے کہ ہمیں اس کا بہت بڑا صلہ ملے گا۔

---

[1] یہ اِن الفاظ (عصا۔ ثعبان مبین۔ ید بیضا) کے مجازی معنی ہیں جنہیں، ہمارے نزدیک، استعارۃً استعمال کیا گیا ہے۔ (اس کی سند لغات القرآن میں اپنے اپنے مقام پر ملے گی)۔ ویسے عصا کے حقیقی معنی لاٹھی۔ ثعبان مبین کے معنی نمایاں اژدھا۔ اور ید بیضا کے معنی سفید چمکیلا ہاتھ ہیں۔

[2] سحر کے معنی جھوٹ اور فریب کے بھی ہیں۔ [3] لفظی معنی "جادوگر" ہیں۔

قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ لَمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴿١١٤﴾ قَالُوا يٰمُوسٰى إِمَّا أَنْ تُلْقِيَ وَإِمَّا أَنْ نَكُونَ نَحْنُ الْمُلْقِينَ ﴿١١٥﴾
قَالَ أَلْقُوا فَلَمَّا أَلْقَوْا سَحَرُوا أَعْيُنَ النَّاسِ وَاسْتَرْهَبُوهُمْ وَجَاءُو بِسِحْرٍ عَظِيمٍ ﴿١١٦﴾ وَأَوْحَيْنَا إِلٰى مُوسٰى
أَنْ أَلْقِ عَصَاكَ فَإِذَا هِيَ تَلْقَفُ مَا يَأْفِكُونَ ﴿١١٧﴾ فَوَقَعَ الْحَقُّ وَبَطَلَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿١١٨﴾ فَغُلِبُوا
هُنَالِكَ وَانْقَلَبُوا صٰغِرِينَ ﴿١١٩﴾ وَأُلْقِيَ السَّحَرَةُ سٰجِدِينَ ﴿١٢٠﴾ قَالُوا آمَنَّا بِرَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿١٢١﴾ رَبِّ
مُوسٰى وَهٰرُونَ ﴿١٢٢﴾ قَالَ فِرْعَوْنُ آمَنْتُمْ بِهِ قَبْلَ أَنْ آذَنَ لَكُمْ إِنَّ هٰذَا لَمَكْرٌ مَكَرْتُمُوهُ فِي الْمَدِينَةِ
لِتُخْرِجُوا مِنْهَا أَهْلَهَا فَسَوْفَ تَعْلَمُونَ ﴿١٢٣﴾

۱۱۴ فرعون نے کہا کہ بیشک۔ تمہیں صلہ بھی ملے گا اور تم میرے مقربین کے زمرہ میں بھی داخل ہو جاؤ گے۔

۱۱۵ انہوں نے موسیٰؑ سے کہا کہ پہلے تم اپنے دلائل پیش کرو گے[۱] یا ہم پہل کریں۔

۱۱۶ موسیٰؑ نے کہا کہ تم ہی پہل کرو۔ سو جب انہوں نے اپنے مسلک کو پیش کیا' تو ان کی سحر بیانی کی چمک نے لوگوں کی نگاہوں میں خیرگی پیدا کر دی۔ اور اس کے ساتھ ہی اُنہوں نے لوگوں کو اس سے بھی ڈرایا (کہ تم نے فرعون کی مخالفت کی تو اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟)۔ اور اس طرح انہوں نے بہت بڑے مکر و فریب کا جال بچھا کر رکھ دیا۔

۱۱۷ اور ہم نے موسیٰؑ سے' وحی کے ذریعے کہا کہ تم اپنی تنذیرات کو پوری قوت اور شدت[۲] کے ساتھ پیش کرو۔ جب اس نے انہیں بیان کیا تو مخالفین کا فریب باطل ملیامیٹ ہو کر رہ گیا۔

۱۱۸ سو اس طرح حق ثابت ہو گیا اور اُن کا کیا کرایا سب اکارت گیا۔

۱۱۹ اور' فرعون اور اس کی قوم کو' وہیں دیکھتے دیکھتے' مغلوب اور ذلیل ہو کر پسپا ہونا پڑا۔

۱۲۰ اور اُن کے باطل پرست (لیکن حق شناس) مذہبی پیشواؤں نے' موسیٰؑ کے دلائل کے
۱۲۱ سامنے سر تسلیم خم کر دیا۔ اور کہا کہ ہم اس خدا پر ایمان لاتے ہیں جو تمام نوعِ انسان کی نشو و نما کرنے
۱۲۲ والا ہے —— یعنی موسیٰؑ اور ہارونؑ کے رب پر۔

۱۲۳ (اس پر فرعون کے غصّے کی آگ بھڑک اٹھی)۔ اُس نے کہا کہ کیا تم میری اجازت کے

[۱] لفظی معنی ہیں "پہلے تم ڈالو گے یا ہم ڈالیں"۔ [۲] یہاں پھر لفظ عصا آیا ہے۔

لَاُقَطِّعَنَّ اَيْدِيَكُمْ وَاَرْجُلَكُمْ مِّنْ خِلَافٍ ثُمَّ لَاُصَلِّبَنَّكُمْ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۲۴﴾ قَالُوْٓا اِنَّآ اِلٰى رَبِّنَا مُنْقَلِبُوْنَ ﴿۱۲۵﴾
وَمَا تَنْقِمُ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاٰيٰتِ رَبِّنَا لَمَّا جَآءَتْنَا ۭ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّتَوَفَّنَا مُسْلِمِيْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَقَالَ الْمَلَاُ
مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ قَالَ سَنُقَتِّلُ اَبْنَآءَ
هُمْ وَنَسْتَحْيٖ نِسَآءَهُمْ ۚ وَاِنَّا فَوْقَهُمْ قٰهِرُوْنَ ﴿۱۲۷﴾

بغیر ہی موسیٰ کے خدا پر ایمان لے آئے ہو؟ میں اب سمجھا کہ یہ تم سب کی ملی بھگت ہے۔ یہ تو ایک گہری سیاسی سازش معلوم ہوتی ہے جس سے مقصود یہ ہے کہ تم میرے دارالخلافہ سے ارباب اقتدار کو نکال باہر کرو (اور خود مملکت پر قبضہ کرلو۔ تم سب اندر سے ملے ہوئے نظر آتے ہو) تمہیں ابھی معلوم ہو جائے گا کہ اس سازش کا نتیجہ کیا ہے۔

۱۲۴ میں تمہارے ہاتھ پاؤں الٹے کٹواؤں گا (یا ہتھکڑیاں اور بیڑیاں ڈلواؤں گا) اور پھر تم سب کو سولی پر چڑھادوں گا۔

۱۲۵ (انہوں نے فرعون کی اس گرج کو نہایت سکون سے سنا اور پورے اطمینان سے کہا کہ ہم اپنے سابقہ باطل مسلک سے منہ موڑ کر) اپنے نشوونما دینے والے کے صحیح مسلک کی طرف پلٹ گئے ہیں۔ (اب ہم اس سے پھرنے والے نہیں)۔

۱۲۶ تم ہمارے خلاف اس کے سوا اور کونسا جرم عائد کرسکتے ہو کہ جب ہمارے سامنے ہمارے نشوونما دینے والے کی کھلی کھلی آیات آگئیں تو ہم نے انہیں سچا تسلیم کرلیا۔ (اگر یہ جرم ہے تو ہم بدل وجان اس جرم کے اقبالی ہیں)۔ ہم تم سے کوئی عرض معروض نہیں کرنا چاہتے۔ ہم صرف اپنے نشوونما دینے والے سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے دلوں کو صبر واستقامت سے لبریز کردے اور ہمیں اس حالت میں موت دے کہ ہم اس کے احکام کے سامنے جھکے ہوئے ہوں۔

۱۲۷ فرعون کے درباریوں نے اس سے کہا کہ (تم نے ان مذہبی پیشواؤں کے خلاف تو اپنا فیصلہ دیدیا لیکن) کیا تیرا ارادہ یہ ہے کہ موسیٰ اور اس کی قوم کو اسی طرح آزاد چھوڑ دیا جائے کہ وہ ملک میں فتنہ وفساد برپا کرتے پھریں اور (ایسا پراپیگنڈا کریں جس سے خود تیری قوم) تجھے اور تیرے معبودوں کو چھوڑ دے۔

فرعون نے کہا کہ (نہیں! میں ان کی طرف سے غافل نہیں ہوں۔ لیکن ان کیلئے میرے ذہن میں دوسری تدبیر ہے۔ یہ ہماری محکوم قوم ہے۔ اسے ہم سیاسی حربوں سے کچل کر رکھدیں گے)۔ ہم اس قوم کے معزز افراد کو، جن میں جوہر مردانگی کی جھلک دکھائی دیتی

قَالَ مُوسٰى لِقَوْمِهِ اسْتَعِينُوا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوا ۚ إِنَّ الْأَرْضَ لِلّٰهِ ۙ يُورِثُهَا مَنْ يَشَاءُ مِنْ عِبَادِهِ ۖ
وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ ﴿۱۲۸﴾ قَالُوا أُوذِينَا مِنْ قَبْلِ أَنْ تَأْتِيَنَا وَمِنْ بَعْدِ مَا جِئْتَنَا ۚ قَالَ عَسٰى رَبُّكُمْ
أَنْ يُهْلِكَ عَدُوَّكُمْ وَيَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ ﴿۱۲۹﴾ وَلَقَدْ أَخَذْنَا آلَ
فِرْعَوْنَ بِالسِّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿۱۳۰﴾

ہے' اور جن سے خطرہ کا امکان ہے' ذلیل و خوار کر کے غیر مؤثر بنا دیں گے'[۱] اور جو طبقہ ان جوہروں سے عاری ہے' اسے معزز اور مقرب بنا کر آگے بڑھاتے جائیں گے۔ اسطرح مجموعی حیثیت سے یہ قوم تباہ ہو جائیگی (۲/۴۹ ; ۴۰/۲۵)۔

۱۲۸ موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ فرعون کی ان دھمکیوں سے مت ڈرو۔ تم قانونِ خداوندی کے مطابق اپنی صلاحیتوں کو نشوونما دیتے جاؤ اور خدا سے اس کی توفیق مانگو (۲/۴۵) اور اپنے پروگرام پر ثابت قدم رہو۔ (حکومت و مملکت ان کے باپ کی جاگیر نہیں کہ وہ ابدی طور پر انہی کے پاس رہے خواہ یہ کچھ ہی کیوں نہ کرتے رہیں)۔ یہ تو خدا کے قانون کے مطابق ملتی' اور اسی کے مطابق چھنتی ہے۔ اور اُس کا قانون یہ ہے کہ یہ ملتی اُس قوم کو ہے جس میں اس کی صلاحیت ہو (۲۱/۱۰۵)۔ جو قوم' اُس کے قانون کی نگہداشت کرے گی' یہ آخر الامر اُسی کے پاس جائے گی۔

۱۲۹ اِس پر موسیٰ کی قوم نے کہا کہ جب تم یہاں نہیں تھے تو اُس وقت بھی ہمیں مصیبتوں کا سامنا رہا۔ (تمہارے آنے سے یہ امید بندھ گئی تھی کہ اب ہمارا پاپ کٹ جائے گا اور آرام سے زندگی بسر ہو گی۔ لیکن فرعون سے لڑائی مول لے کر) تم نے ہمیں پھر مصیبتوں میں ڈال دیا۔

موسیٰ نے کہا کہ گھبراتے کیوں ہو۔ (پہلے تمہاری مصیبتیں' محکومی اور غلامی کی وجہ سے تھیں' لیکن اب جن تکالیف کا سامنا کرنا پڑے گا' وہ حصول آزادی کے لئے ہوں گی۔ اگر تم نے ثبات و استقامت سے کام لیا تو تم دیکھو گے کہ) تمہارا نشوونما دینے والا کس طرح تمہارے دشمن کو تباہ اور برباد کر دیتا ہے اور اُس کی مملکت تمہارے حصے میں آجاتی ہے۔

اسکے بعد وہ (خدا) یہ دیکھے گا کہ تم' مملکت حاصل ہونیکے بعد' کس قسم کے کام کرتے ہو؟

۱۳۰ (اُس اصول کے مطابق جس کا ذکر ۷/۹۴ میں کیا جا چکا ہے) تو قوم فرعون کے غلط نظام کے نتائج رفتہ رفتہ سامنے آنے شروع ہو گئے۔ چنانچہ وہاں خشک سالی کی وجہ سے' فصلوں میں کمی ہو گئی تو سارے ملک میں قحط پھیل گیا۔ انہیں اس سے سمجھ لینا چاہیئے تھا کہ (غلط نظام

[۱] لفظی معنی "ان کے بیٹوں کو قتل کر دیں گے اور ان کی عورتوں کو زندہ رکھیں گے"۔

فَإِذَا جَآءَتْهُمُ الْحَسَنَةُ قَالُوا لَنَا هٰذِهٖ ۚ وَإِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّطَّيَّرُوا بِمُوسٰى وَمَنْ مَّعَهٗ ۗ أَلَآ إِنَّمَا طٰٓئِرُ
هُمْ عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿١٣١﴾ وَقَالُوا مَهْمَا تَأْتِنَا بِهٖ مِنْ اٰيَةٍ لِّتَسْحَرَنَا بِهَا ۙ فَمَا نَحْنُ
لَكَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٣٢﴾ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الطُّوفَانَ وَالْجَرَادَ وَالْقُمَّلَ وَالضَّفَادِعَ وَالدَّمَ اٰيٰتٍ مُّفَصَّلٰتٍ ۚ
فَاسْتَكْبَرُوا وَكَانُوا قَوْمًا مُّجْرِمِينَ ﴿١٣٣﴾ وَلَمَّا وَقَعَ عَلَيْهِمُ الرِّجْزُ قَالُوا يٰمُوسَى ادْعُ لَنَا رَبَّكَ بِمَا عَهِدَ
عِنْدَكَ ۚ لَئِنْ كَشَفْتَ عَنَّا الرِّجْزَ لَنُؤْمِنَنَّ لَكَ وَلَنُرْسِلَنَّ مَعَكَ بَنِيٓ إِسْرَآءِيلَ ﴿١٣٤﴾

معاشرہ میں قدرتی حادثات کے مقابلہ کی سکت نہیں ہوتی۔ اس قسم کے حوادث کے مضراثرات کی روک تھام کا انتظام نظامِ ربوبیت ہی کی رُو سے ہو سکتا ہے)۔

۱۳۱ لیکن ان کی کیفیت یہ تھی کہ جب اُن پر خوش حالی کا زمانہ آتا تو کہتے کہ یہ ہمارے حسنِ انتظام کا نتیجہ ہے۔ اور جب سختی آتی تو کہتے کہ یہ موسیٰؑ اور اس کے ساتھیوں کی نحوست کا نتیجہ ہے۔

اُن کی اس مصیبت کا سبب، موسیٰؑ اور اُس کی جماعت کی نحوست نہ تھی (نحوست کسی میں نہیں ہوتی)۔ یہ اُن کی اپنی غلط رَوِش کا نتیجہ تھا جو قانونِ خداوندی کے مطابق مرتب ہو رہا تھا۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ اکثر لوگ اِس حقیقت کو نہیں جانتے (اور اپنے اعمال کا جائزہ لینے کے بجائے دوسروں کو اُن کا ذمہ دار قرار دیکر، اپنے آپ کو فریب میں مبتلا رکھنا چاہتے ہیں)۔

۱۳۲ قومِ فرعون، موسیٰؑ سے کہتی کہ تو ہم سے اپنا باطل مذہب منوانے کے لئے جتنا جی چاہے زور لگا لے، اور جس قسم کی مصیبتیں ہم پر لا سکتا ہے، لے آ۔ ہم تجھ پر کبھی ایمان نہیں لانے کے۔

۱۳۳ اُن پر طوفان آئے۔ ٹڈی دَل نے تباہی مچائی۔ فصلوں کو برباد کرنے والے کیڑے پیدا ہوئے۔ مینڈکوں کی کثرت ہوگئی۔ فسادِ خون کی بیماریاں رُونما ہوگئیں۔ یہ سب کھلی کھلی علامات تھیں (اِس بات کی کہ جب ملک کا نظام صحیح خطوط پر متشکل نہ ہو، تو وہاں اس قسم کے حالات پیدا ہو جاتے ہیں اور اربابِ نظم و نسق اپنی عیش پرستیوں میں اس قدر منہمک ہوتے ہیں کہ انہیں اس طرف توجہ دینے کی فرصت ہی نہیں ہوتی)۔ قوم پر اس قسم کی مصیبتوں کے باوجود، اُس کا حکمران طبقہ اپنی سرکشی سے باز نہ آتا۔ وہ درحقیقت تھا ہی مجرموں کا گروہ! (جو کچھ ملک میں ہو رہا تھا وہ انہی کے جرائم کا نتیجہ تھا)۔

۱۳۴ جب اُن پر تباہی آتی تو وہ کہتے کہ اے موسیٰؑ! تو اپنے رب سے دعا کر۔ اگر وہ ہم سے

فَلَمَّا كَشَفْنَا عَنْهُمُ الرِّجْزَ إِلَىٰ أَجَلٍ هُم بَالِغُوهُ إِذَا هُمْ يَنكُثُونَ ﴿١٣٥﴾ فَانتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَأَغْرَقْنَاهُمْ فِي
الْيَمِّ بِأَنَّهُمْ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا وَكَانُوا عَنْهَا غَافِلِينَ ﴿١٣٦﴾ وَأَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِينَ كَانُوا يُسْتَضْعَفُونَ مَشَارِقَ
الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا ۖ وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنَىٰ عَلَىٰ بَنِي إِسْرَائِيلَ بِمَا صَبَرُوا ۖ
وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهُ وَمَا كَانُوا يَعْرِشُونَ ﴿١٣٧﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ
فَأَتَوْا عَلَىٰ قَوْمٍ يَعْكُفُونَ عَلَىٰ أَصْنَامٍ لَّهُمْ ۚ قَالُوا يَا مُوسَى اجْعَل لَّنَا إِلَٰهًا كَمَا لَهُمْ آلِهَةٌ ۚ قَالَ إِنَّكُمْ قَوْمٌ
تَجْهَلُونَ ﴿١٣٨﴾

اِس عذاب کو ٹال دے تو ہم تیری بات مان لیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ بھیج دیں گے' چونکہ (تو کہتا ہے کہ) خدا نے تجھ سے عہد کر رکھا ہے' اِس لئے وہ تیری دعا ضرور قبول کرے گا۔

۱۳۵ سو جب ہم' کچھ وقت کے لئے' اُن سے اس سختی کو دُور کر دیتے' جس تک انہوں نے بالآخر اپنی غلط روش کی وجہ سے پہنچ کر رہنا تھا[۱]' تو وہ اپنے عہد کو توڑ ڈالتے۔

۱۳۶ جب وہ اِس طرح (مسلسل اور پیہم) ہمارے قانون کو جھٹلاتے رہے اور اُس کے نتیجہ خیز ہونے کی طرف سے لاپرواہ رہے' تو ہمارے قانونِ مکافات نے انہیں پکڑ لیا۔ صورت یوں ہوئی کہ وہ اپنی قوت کے نشے میں بدمست' موسیٰؑ اور اس کی قوم کا تعاقب کرتے ہوئے' سمندر (یا دریا) میں کود پڑے' اور غرق ہو گئے۔ یوں ہم نے انہیں تباہ کر دیا۔

۱۳۷ اور جس قوم کو وہ اسقدر کمزور و ناتواں (اور ذلیل وحقیر) سمجھا کرتے تھے' اُسے (مختلف مراحل سے گزار کر) اُس ملک کے مشرقی اور مغربی حصّوں کا وارث بنا دیا جو ہمارے قدرتی خزائن اور پیداوار سے مالا مال تھا۔ یوں تیرے نشو ونما دینے والے کا پروگرام' بنی اسرائیل کے حق میں' اس حسن وخوبی سے تکمیل تک پہنچا۔ یہ اِس لئے کہ اُنہوں نے اس تمام جد و جہد میں بڑی استقامت کا ثبوت دیا تھا۔ اُن کے برعکس' قوم فرعون کے ساختہ پرداختہ کو برباد اور اُن کی عالیشان عمارات کو تہس نہس کر دیا۔

(لیکن یہ اس داستان کا آخری حصّہ ہے جسے ہم نے اس مقام پر بیان کیا ہے۔ اس کی درمیانی کڑیاں یوں ہیں کہ)

۱۳۸ قوم فرعون ڈوب گئی اور بنی اسرائیل کے لئے ہم نے ایسا انتظام کر دیا کہ وہ سمندر

[۱] قرآن کریم نے اس جگہ کتنی بلند حقیقت کو بیان کیا ہے جب کہا ہے کہ مصیبت انسان کی طرف نہیں آتی۔ انسان خود مصیبت کی طرف جاتا ہے۔

إِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِيهِ وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ أَغَيْرَ اللّٰهِ أَبْغِيكُمْ إِلٰهًا وَهُوَ فَضَّلَكُمْ
عَلَى الْعٰلَمِينَ ﴿۱۴۰﴾ وَإِذْ أَنْجَيْنٰكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُومُونَكُمْ سُوٓءَ الْعَذَابِ ۚ يُقَتِّلُونَ أَبْنَآءَكُمْ
وَيَسْتَحْيُونَ نِسَآءَكُمْ ۚ وَفِي ذٰلِكُمْ بَلَآءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيمٌ ﴿۱۴۱﴾ وَوٰعَدْنَا مُوسٰى ثَلٰثِينَ لَيْلَةً وَّأَتْمَمْنٰهَا
بِعَشْرٍ فَتَمَّ مِيقٰتُ رَبِّهِ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً ۚ وَقَالَ مُوسٰى لِأَخِيهِ هٰرُونَ اخْلُفْنِي فِي قَوْمِي وَأَصْلِحْ وَ
لَا تَتَّبِعْ سَبِيلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿۱۴۲﴾

(یا دریا۔ ۲۰/۷۷) کے پار اتر گئے۔ اس کے بعد اُن کا گذر ایک ایسی قوم پر سے ہوا جو اپنے بتوں کی پرستش پر جمی بیٹھی تھی (اور یہی چیز ان میں وجہ جامعیت تھی)۔ موسیٰؑ کی قوم نے موسیٰؑ سے کہا کہ جس قسم کے ان کے دیوتا ہیں' ہمیں بھی اسی قسم کا ایک دیوتا بنادو!

موسیٰؑ نے کہا کہ (میں' اس کے سوا تم سے کیا کہوں کہ) تم بڑے ہی جاہل ہو۔

۱۳۹ جس مسلک پر یہ (بت پرست) چل رہے ہیں' وہ مسلک تباہ ہو کر رہنے والا ہے' اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ یکسر باطل ہے۔ اس کا نتیجہ تخریب کے سوا کچھ نہیں۔

۱۴۰ اُس نے کہا کہ کیا میں تمہارے لئے اللہ کے سوا کوئی اور اِلٰہ تجویز کر دوں' حالانکہ وہ خدا ایسا ہے جس نے تمہیں اپنی ہم عصر اقوام پر فضیلت عطا کی ہے۔

۱۴۱ (اُس خدا کے' اور انعامات کو تو چھوڑو۔ تم اس بات کو بھی بھول گئے کہ) اُس نے تمہیں اُس قوم فرعون سے نجات دلائی' جو تمہیں طرح طرح کے عذاب میں مبتلا رکھتی تھی۔ وہ لوگ تمہارے ابنائے قوم کو ذلیل و خوار کیا کرتے تھے اور جو اُن میں سے جوہر مردانگی سے بیگانہ ہوتے' انہیں اپنا مقرب و معزز بنا کر' تمہیں آپس میں لڑایا کرتے تھے (۲۸/۴)۔ اُس قوم کے اِس عذاب سے نجات مل جانا' تمہارے لئے' تمہارے نشو و نما دینے والے کی طرف سے ایک عظیم نعمت تھی۔ (۲/۴۹ ؛ ۴۰/۲۵)۔

۱۴۲ پھر ایسا ہوا کہ موسیٰؑ' ہمارے حکم کے مطابق' ایک ماہ دس دن کے لئے اپنی قوم سے الگ ہوا (۲۰/۸۵)۔ اس نے اپنے بھائی ہارونؑ سے کہا کہ تم نے' میری عدم موجودگی میں' میری جانشینی کرنا اور قوم کی اصلاح کی کوشش کرتے رہنا۔ اور دیکھنا! ان میں ایسا شرارتی عنصر بھی ہے جو انتشار پیدا کرنا چاہتا ہے۔ ان کی راہ نہ چلنا۔ اُن سے محتاط رہنا۔

وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَ كَلَّمَهٗ رَبُّهٗ ۙ قَالَ رَبِّ اَرِنِيْٓ اَنْظُرْ اِلَيْكَ ؕ قَالَ لَنْ تَرٰىنِيْ وَ لٰكِنِ انْظُرْ اِلَى
الْجَبَلِ فَاِنِ اسْتَقَرَّ مَكَانَهٗ فَسَوْفَ تَرٰىنِيْ ۚ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا وَّخَرَّ مُوْسٰى صَعِقًا ۚ
فَلَمَّآ اَفَاقَ قَالَ سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١٤٣﴾ قَالَ يٰمُوْسٰٓى اِنِّى اصْطَفَيْتُكَ عَلَى النَّاسِ
بِرِسٰلٰتِيْ وَ بِكَلَامِيْ ۖ فَخُذْ مَآ اٰتَيْتُكَ وَكُنْ مِّنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿١٤٤﴾ وَ كَتَبْنَا لَهٗ فِى الْاَلْوَاحِ مِنْ كُلِّ
شَیْءٍ مَّوْعِظَةً وَّتَفْصِيْلًا لِّكُلِّ شَیْءٍ ۚ فَخُذْهَا بِقُوَّةٍ وَّاْمُرْ قَوْمَكَ يَاْخُذُوْا بِاَحْسَنِهَا ۗ سَاُورِيْكُمْ دَارَ
الْفٰسِقِيْنَ ﴿١٤٥﴾

---

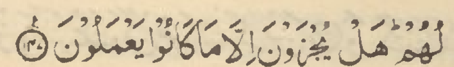
١٤٣ اور جب موسیٰؑ ہمارے مقرر کردہ وقت پر پہنچا اور اس کے رب نے اُس سے باتیں کیں، تو وہ (شدتِ اشتیاق سے بے اختیار پکار اٹھا کہ) اے میرے پروردگار! تو میرے سامنے بے حجابانہ آجا، تاکہ تیرے دیدار سے میری نگاہ بھی کامیاب ہو۔ اس نے کہا۔ اے موسیٰؑ! تو مجھے نہیں دیکھ سکتا۔ لیکن تو اس پہاڑ کی طرف دیکھ۔ اگر یہ اپنی جگہ پر ٹکا رہا تو تو مجھے دیکھ سکے گا۔ سو جب جلالِ خداوندی نے اِس پہاڑ پر اپنی نمود کی تو اُس نے اُسے ریزہ ریزہ کر دیا۔ اور موسیٰؑ بیہوش ہو کر گر پڑا۔ پھر جب وہ ہوش میں آیا تو کہا کہ بار الٰہا! تو واقعی اس سے بہت بلند ہے کہ انسان تجھے دیکھ سکے۔ میں تیری طرف (ویسے ہی) متوجہ رہوں گا (جیسے تو نے کہا ہے)۔ میں اس حقیقت پر سب سے پہلے ایمان لاتا ہوں (کہ انسان کے لئے خدا کو دیکھنا محال ہے)۔

١٤٤ اللہ نے کہا کہ اے موسیٰؑ! میں نے تجھے دوسرے لوگوں سے ممتاز کیا ہے، دو باتوں میں۔ — ایک تو یہ کہ تجھ سے میں نے باتیں کی ہیں (یہ نبوت ہے) اور دوسرے یہ کہ تجھے اس پر مامور کیا ہے کہ جو کچھ تم سے کہا گیا ہے اُسے دوسروں تک بھی پہنچاؤ۔ (یہ رسالت ہے)۔ لہٰذا، جو کچھ میں نے تمہیں دیا ہے — یعنی احکامِ خداوندی — اُسے نہایت مضبوطی سے تھامے رہو اور (ان پر عمل پیرا ہو کر) ان برگزیدہ لوگوں میں سے ہو جاؤ جن کی محنتیں بھرپور نتائج پیدا کیا کرتی ہیں۔

١٤٥ اور ہم نے اُن تختیوں پر (جن پر موسےٰ نے وحی لکھی تھی) دین کے ہر گوشے سے متعلق

ؔ یہ نبوت کے مقامات ہیں جن کی حقیقت و ماہیت سے غیر از نبی آشنا نہیں ہو سکتا۔ ان حقائق کو بیان تو ہمارے ہی الفاظ میں کیا جاتا ہے لیکن ان کی اصل و ماہیت کچھ اور ہوتی ہے۔ جس طرح ہم یہ نہیں سمجھ سکتے کہ جبریلؑ نبی پر وحی کس طرح لاتا تھا اسی طرح ہم یہ بھی نہیں جان سکتے کہ نبی اور خدا کا تعلق کیا ہوتا ہے۔ ہم صرف نبی کی طرف نازل شدہ وحی کو سمجھ سکتے ہیں۔ اس سے زیادہ کے ہم مکلف بھی نہیں۔

سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِھَا ۚ
وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا ۚ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا ؕ ذٰلِکَ
بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۴۶﴾ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَۃِ حَبِطَتْ اَعْمَا



ع

احکام اور اخلاقی قدریں صاف صاف بیان کر دی تھیں۔ (یعنی ہم نے ان امور کو موسیٰؑ پر وحی کیا اور موسیٰؑ نے انہیں اُس زمانے کے قاعدے کے مطابق تختیوں پر نقش کر لیا)۔ ہم نے موسیٰؑ سے کہہ دیا کہ وہ خود بھی ان پر پوری قوت کے ساتھ عمل پیرا رہے، اور اپنی قوم سے بھی کہدے کہ (وہ بھی انہیں ہر وقت پیشِ نظر رکھے اور) جو معاملہ سامنے آئے، یہ دیکھے کہ اِن احکام میں سے کونسا حکم اُس کے لئے سب سے زیادہ موزوں ہے۔ اُس کا اتباع کرے (۳۹/۱۸)۔ (اگر تمہاری قوم نے ایسا کیا تو) وہ بہت جلد دیکھ لے گی کہ (اِن کے مطابق عمل کرنے سے کیسے خوشگوار نتائج مرتب ہوتے ہیں اور) ان کے خلاف چلنے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔

۱۴۶ جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ وہ نوعِ انسانی کے لئے تعمیری کام کئے بغیر، دنیا میں بڑائی حاصل کر لیں (۲۸/۸۳) وہ ہمارے قوانین سے اپنا رُخ پھیر لیتے ہیں؎۔ اُن کی حالت یہ ہو جاتی ہے کہ خواہ وہ اپنی غلط روش کے ایک ایک نتیجہ کو بھی اپنے سامنے کیوں نہ دیکھ لیں، وہ پھر بھی صحیح رَوش اختیار نہیں کرتے۔ (اُن کا بے جا غرور اُنہیں اس طرف آنے ہی نہیں دیتا)۔ اُن کے سامنے زندگی کی صحیح رَوش کیسی ہی نمایاں طور پر کیوں نہ آجائے، وہ اُس پر کبھی نہیں چلتے۔ لیکن اگر غلط راستہ سامنے آجائے تو اُس پر فوراً چل پڑیں گے۔ ان کی یہ حالت اس لئے ہو جاتی ہے کہ وہ ہمارے قوانینِ زندگی کو جھٹلاتے ہیں اور اُس سے لاپرواہی برتتے ہیں۔

۱۴۷ یاد رکھو! جو لوگ بھی ہمارے قوانین کو جھٹلائیں، اور اسے کبھی تسلیم نہ کریں کہ اُن کی غلط رَوش کے نتائج، ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق ضرور سامنے آکر رہیں گے (خواہ اس

؎ الفاظ یہ ہیں "ہم ان کا رُخ پھیر دیں گے"۔ قرآن کریم کا اسلوب یہ ہے کہ جو نتائج خدا کے قانونِ مکافات کے مطابق برآمد ہوتے ہیں، ان کی نسبت خدا خود اپنی طرف کرتا ہے۔ مزید تشریح کے لئے دیکھئے (۹/۱۲۰، ۵۱/۹؛ ۶۱/۵؛ ۸۳/۱۴)۔ اس ضمن میں (۴/۷) اور (۴/۱۵۵) بھی قابلِ غور ہیں۔

وَاتَّخَذَ قَوْمُ مُوسَىٰ مِنْ بَعْدِهِ مِنْ حُلِيِّهِمْ عِجْلًا جَسَدًا لَهُ خُوَارٌ ۚ أَلَمْ يَرَوْا أَنَّهُ لَا يُكَلِّمُهُمْ وَلَا
يَهْدِيهِمْ سَبِيلًا ۘ اتَّخَذُوهُ وَكَانُوا ظَالِمِينَ ﴿١٤٨﴾ وَلَمَّا سُقِطَ فِي أَيْدِيهِمْ وَرَأَوْا أَنَّهُمْ قَدْ ضَلُّوا قَالُوا
لَئِنْ لَمْ يَرْحَمْنَا رَبُّنَا وَيَغْفِرْ لَنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ ﴿١٤٩﴾ وَلَمَّا رَجَعَ مُوسَىٰ إِلَىٰ قَوْمِهِ غَضْبَانَ أَسِفًا قَالَ
بِئْسَمَا خَلَفْتُمُونِي مِنْ بَعْدِي ۖ أَعَجِلْتُمْ أَمْرَ رَبِّكُمْ ۖ وَأَلْقَى الْأَلْوَاحَ وَأَخَذَ بِرَأْسِ أَخِيهِ

دنیا میں، یا اس کے بعد کی زندگی میں) اُن کا کیا کرایا سب رائگاں جاتا ہے۔ (اُس سے وہ خوشگوار نتائج کبھی مرتب نہیں ہوتے جو اُن لوگوں کے پیشِ نظر ہوتے ہیں۔ جس قسم کا عمل، ویسا ہی اِس کا نتیجہ۔ (لہٰذا، جن اعمال میں تعمیرِ انسانیت کا کوئی پہلو نہ ہو، اُن کا نتیجہ تعمیری کس طرح ہو سکتا ہے؟)۔

۱۴۸ بہر حال، موسیٰؑ کی عدم موجودگی میں، اُس کی قوم نے کیا کیا کہ اپنے زیورات وغیرہ گلا کر، بچھڑے کا ایک دھڑ سا بنایا۔ (یعنی اس قسم کی طلائی مورتی بنالی جس کی پرستش اہلِ مصر کیا کرتے تھے۔ سامری نے اُس میں ایسی کاریگری رکھ دی (۲۰/۸۵ کر اس میں سے، ہوا سے) گائے جیسی آواز نکلتی تھی۔ تو ہم پرست، جاہل قوم کے لئے، یہی چیز، اِس جسدِ بے جان کو معبود تسلیم کر لینے کے لئے کافی تھی۔ حالانکہ اگر وہ ذرا بھی عقل و خرد سے کام لیتے تو یہ حقیقت ان پر واضح ہو جاتی کہ) وہ "معبود" اُن سے باتیں نہیں کرتا۔ (اس سے صرف ایک بے معنی سی آواز نکلتی ہے۔ اور وہ آواز ہمیشہ ایک ہی جیسی ہوتی ہے)۔ نہ ہی وہ کسی معاملہ میں ان کی راہ نمائی کرتا ہے۔ لیکن، اِس کے باوجود، انہوں نے، اِس بچھڑے کو اپنا دیوتا بنالیا۔ وہ کس قدر راہِ حق سے ہٹی ہوئی قوم تھی؟—

(ایک مدت کی غلامی نے، اُن سے غور و فکر کی صلاحیتیں اس حد تک چھین لی تھیں، اور اُن میں اس قدر احساسِ کمتری پیدا ہو چکا تھا کہ وہ اپنے ہاتھ سے بنائے ہوئے حیوان کے بت کو، اپنے سے افضل سمجھتے تھے اور اُس کے سامنے جھکتے تھے۔ شرک اسی لئے جرمِ عظیم ہے کہ وہ انسان کو اُس کے مقامِ بلند سے بہت نیچے گرا دیتا ہے)۔

۱۴۹ جب (موسیٰؑ کے سمجھانے سے انہوں نے اپنے کئے پر غور کیا تو) اُس پر سخت نادم ہوئے اور انہوں نے محسوس کیا کہ وہ سخت غلطی کر بیٹھے ہیں۔ چنانچہ وہ کہنے لگے کہ اگر ہمارے نشو و نما دینے والے نے ہم پر اپنی مہربانی نہ کی، اور ہماری اِس حماقت کے تباہ کن نتائج سے ہمیں محفوظ نہ رکھا، تو ہم یقیناً سخت نقصان میں رہیں گے۔

يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ ۭ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِيْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِيْ ڮ فَلَا تُشْمِتْ بِيَ الْاَعْدَاۗءَ وَلَا
تَجْعَلْنِيْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝۱۵۰ قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ڮ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰ
حِمِيْنَ ۝۱۵۱ اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۭ وَكَذٰلِكَ ۴۳ ع ۵
نَجْزِي الْمُفْتَرِيْنَ ۝۱۵۲ وَالَّذِيْنَ عَمِلُوا السَّيِّاٰتِ ثُمَّ تَابُوْا مِنْۢ بَعْدِهَا وَاٰمَنُوْٓا ۡ اِنَّ رَبَّكَ مِنْۢ بَعْدِهَا
لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۱۵۳

---

۱۵۰ جب موسیٰؑ اپنی قوم کی طرف واپس آیا تھا تو (اُسے ان کی حماقت پر) غصّہ بھی آیا تھا اور افسوس بھی۔ اُس نے اُن سے کہا کہ تم نے میری عدم موجودگی میں جو کچھ کیا ہے' بہت برا کیا ہے۔ مجھے یہاں سے گئے ہوئے کچھ ایسا لمبا عرصہ تو نہیں ہو گیا تھا کہ تم مایوس ہو گئے اور خدا کے غضب کو آوازیں دے دیکر بلا لیا (۲۰/۸۶)۔

پھر اُس نے الواحِ تورات کو ایک طرف رکھ دیا' اور (غصّے میں) اپنے بھائیؑ کے بال پکڑ کر کھینچے (۲۰/۹۴)۔ بھائیؑ نے کہا کہ (مجھ پر اس طرح ناراض نہ ہو۔ میری بات سُن لو۔ میں نے انہیں اس بات سے اِس لئے زبردستی نہیں روکا کہ تو آکر کہے گا کہ تم نے قوم میں تفرقہ پیدا کر دیا' اور میری واپسی کا انتظار تک نہ کیا۔ ۲۰/۹۴ — میں نے انہیں' سمجھانے کی کوشش کی تو انہوں نے میری نرمی کو میری کمزوری پر محمول کر لیا۔ قریب تھا کہ یہ مجھے قتل ہی کر ڈالتے۔ سو تم اب یہ تو نہ کرو کہ مجھے بھی ان سرکش مجرموں کے زمرے میں شامل کر لو اور میرے ساتھ ایسا ذلت آمیز سلوک کرو جس سے ہمارے دشمن ہم پر ہنسیں۔

۱۵۱ (جب موسیٰؑ اِس طرح حقیقتِ حال سے باخبر ہوا تو اُس نے) کہا کہ اے میرے پروردگار! مجھ سے اور میرے بھائی سے جو خطا ہو گئی ہو' اُس سے ہماری حفاظت کا سامان بہم پہنچا۔ اور اپنی نظرِ عنایت کو بدستور ہمارے شاملِ حال رکھ۔ اِس لئے کہ تجھ سے بڑھ کر سامانِ رحمت و عاطفت بہم پہنچانے والا اور کون ہے؟

۱۵۲ اس پر خدا نے کہا کہ (تم دونوں سے ہم نے درگذر کیا) لیکن جن لوگوں نے بچھڑے کی پرستش کی تھی' انہیں' ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق' سخت سزا ملے گی۔ انہوں نے اپنے آپ کو بے جان حیوان سے بھی زیادہ حقیر سمجھا' اس لئے وہ دنیا میں ذلیل و رسوا ہوں گے (۲۰/۹۱)۔ ہم افترا پردازوں کو اُن کی بدعملی کی اسی طرح سزا دیا کرتے ہیں (۲/۵۴)۔

۱۵۳ لیکن جن لوگوں سے (سہواً) کوئی لغزش ہو جائے' اور اس کے بعد' وہ پھر اپنے مقام

وَ لَمَّا سَكَتَ عَنْ مُّوسَى الْغَضَبُ اَخَذَ الْاَلْوَاحَ ۖ وَفِيْ نُسْخَتِهَا هُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلَّذِيْنَ هُمْ لِرَبِّهِمْ يَرْهَبُوْنَ ﴿۱۵۴﴾
وَاخْتَارَ مُوْسٰى قَوْمَهٗ سَبْعِيْنَ رَجُلًا لِّمِيْقَاتِنَا ۚ فَلَمَّآ اَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ قَالَ رَبِّ لَوْ شِئْتَ اَهْلَكْتَهُمْ مِّنْ
قَبْلُ وَاِيَّايَ ۭ اَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ السُّفَهَآءُ مِنَّا ۚ اِنْ هِيَ اِلَّا فِتْنَتُكَ ۭ تُضِلُّ بِهَا مَنْ تَشَآءُ وَتَهْدِيْ مَنْ
تَشَآءُ ۭ اَنْتَ وَلِيُّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الْغٰفِرِيْنَ ﴿۱۵۵﴾ وَاكْتُبْ لَنَا فِيْ هٰذِهِ الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي

کی طرف لوٹ آئیں (اپنے کئے پر نادم ہوں اور آئندہ کے لئے اپنی اصلاح کرلیں)۔ اور خدا کے ضابطۂ حیات کو اپنا نصب العین بنالیں۔ تو تیرے نشوونما دینے والے کے قانونِ ربوبیت میں ان کی حفاظت اور مرحمت کی گنجائش ہے۔

۱۵۴ اور جب موسٰیؑ کا غصہ فرو ہوا تو اُس نے ان تختیوں کو اٹھایا جن پر وحی منقوش تھی۔ جو کچھ اُن پر لکھا تھا' اس میں' ان لوگوں کے لئے' جو قانونِ خداوندی کی خلاف ورزی کے تباہ کن نتائج سے خائف ہوں صحیح راستے کی طرف راہ نمائی اور سامانِ مرحمت تھا۔

۱۵۵ اور موسٰیؑ نے اپنی قوم میں سے ستر آدمی ہمارے مقرر کردہ وقت کے لئے چنے (۲/۵۵)۔ جب انہیں سخت زلزلہ نے آپکڑا تو موسٰیؑ نے عرض کیا کہ اے میرے نشوونما دینے والے! اگر تو چاہتا تو مجھے اور ان لوگوں کو' اس سے پیشتر ہی (جب ان لوگوں نے یہ سوال کیا تھا ۲/۵۵) ہلاک کر دیتا۔ (لیکن جب تو نے ایسا نہ کیا تو اس سے ظاہر ہے کہ تیری مشیت یہی تھی کہ ہم اس طرح ہلاک نہ ہوں۔ تو اب) کیا تو' اُس بات کی وجہ سے جو ہم میں سے کچھ بیوقوف لوگ کر بیٹھے ہیں' ہمیں ہلاک کر دے گا؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ زلزلہ انگیزی' ہماری ہلاکت کے لئے نہیں' بلکہ یہ دیکھنے کے لئے ہے کہ ہم میں حوادث برداشت کرنے کی کس قدر صلاحیت آچکی ہے۔ (تاکہ ہم اپنے متعلق کسی غلط اندازے میں نہ رہیں)۔ ہمیں معلوم ہے کہ اس قسم کے مقامات بڑے نازک ہوتے ہیں۔ ایسے نازک کہ عقل و فکر سے کام نہ لینے والے لوگ' انہی سے غلط راستوں پر پڑ جاتے ہیں' اور دوسرے لوگوں کا قدم صحیح راستے کی طرف اٹھ جاتا ہے۔

بہرحال' تو ہمارا کارساز اور سرپرست ہے۔ ہم سے جو غلطی ہو گئی ہے اُس کے مضر نتائج سے ہماری حفاظت اور مرحمت کا سامان کر دے۔ اس لئے کہ سب سے بہتر سامانِ حفاظت عطا کرنے والا تیرا ہی قانونِ ربوبیت ہے۔

۱۵۶ اور ہمارے لئے اس دنیا کی زندگی میں بھی خوشگواریاں پیدا کر دے اور مستقبل کی

الْآخِرَةِ إِنَّا هُدْنَا إِلَيْكَ ۚ قَالَ عَذَابِي أُصِيبُ بِهِ مَنْ أَشَاءُ ۖ وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ
يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُمْ بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ (۱۵۶) الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ النَّبِيَّ الْأُمِّيَّ
الَّذِي يَجِدُونَهُ مَكْتُوبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيلِ يَأْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَاهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ
وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ إِصْرَهُمْ وَالْأَغْلَالَ الَّتِي كَانَتْ عَلَيْهِمْ ۚ فَالَّذِينَ
آمَنُوا بِهِ وَعَزَّرُوهُ وَنَصَرُوهُ وَاتَّبَعُوا النُّورَ الَّذِي أُنْزِلَ مَعَهُ ۙ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (۱۵۷) ۱۹ ع ۹

زندگی میں بھی۔ اس لئے کہ ہم تیری طرف رجوع کر رہے ہیں۔

اس پر خدا نے کہا کہ میری طرف سے تباہی میرے قانونِ مشیت کے مطابق صرف اس پر آتی ہے (جو میرے قوانین کی خلاف ورزی کرتا ہے۔ ورنہ) میرا عام پروگرام یہی ہے کہ کائنات کی ہر شے، نشوونما حاصل کر کے، اپنی تکمیل تک پہنچ جائے۔ (تم دیکھتے ہو کہ خارجی کائنات میں میرا یہ نظامِ ربوبیت و رحمت کس طرح کارفرما ہے۔ اسی طرح انسانوں کی دنیا میں) یہ ربوبیت انہیں مل سکتی ہے جو زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہیں اور دوسروں کی نشوونما کا سامان بہم پہنچایا۔ یعنی وہ لوگ جو ہمارے قوانین کی صداقت پر پورا پورا یقین رکھیں۔

یہ تھا جو ہم نے موسیٰؑ سے کہا تھا۔


(ہمارا یہ قانون، سابقہ انبیاءؑ کی وساطت سے بھی ملتا رہا، اور اب یہی قانون اس رسول کی معرفت آیا ہے۔ اس لئے اب ہماری ربوبیت اور مرحمت ان لوگوں کے حصے میں آئے گی جو نظامِ ربوبیت قائم کرنے کے لئے) اس رسول کے پیچھے پیچھے چلیں گے جو (قرآن ملنے سے پہلے) اُمّی تھا (۲۹/۴۸)۔ جس کی علامات (یہود و نصاریٰ) اپنے ہاں، تورات اور انجیل میں لکھی پاتے ہیں۔ وہ اُن باتوں کا حکم دیتا ہے جسے وحیٔ خداوندی صحیح تسلیم کرتی ہے، اور اُن امور سے روکتا ہے جو اس وحی کی رُو سے ناپسندیدہ ہیں۔ اسی وحی کی رُو سے وہ زندگی کی تمام پاکیزہ، خوشگوار چیزوں کو حلال قرار دیتا ہے اور اُن خبائث کو حرام ٹھیراتا ہے (جن کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے ۶/۱۴۶)۔ اور (مذہبی پیشواؤں کے جن خود ساختہ آئین و شرائع اور مستبد حکام کے جور و ستم کے) جس بوجھ کے نیچے انسانیت دبی چلی آرہی تھی، اُس بوجھ کو اُس کے سر سے اُتارتا ہے۔ اور (تقلید و اوہام کی جن زنجیروں میں انسانی قلب و دماغ جکڑا ہوا تھا) ان زنجیروں کو توڑتا ہے (۷۶/۴) —— اور اِس طرح انسان

قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّىْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا الَّذِىْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْىٖ
وَيُمِيْتُ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِىِّ الْاُمِّىِّ الَّذِىْ يُؤْمِنُ بِاللّٰهِ وَكَلِمٰتِهٖ وَاتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾
وَمِنْ قَوْمِ مُوْسٰٓى اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ وَقَطَّعْنٰهُمُ اثْنَتَىْ عَشْرَةَ اَسْبَاطًا اُمَمًا
وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰٓى اِذِ اسْتَسْقٰىهُ قَوْمُهٗٓ اَنِ اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ فَانْۢبَجَسَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ
عَيْنًا قَدْ عَلِمَ كُلُّ اُنَاسٍ مَّشْرَبَهُمْ وَظَلَّلْنَا عَلَيْهِمُ الْغَمَامَ وَاَنْزَلْنَا عَلَيْهِمُ الْمَنَّ وَالسَّلْوٰى كُلُوْا

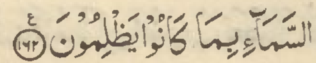
صحیح آزادی عطا کرنا ہے کہ وہ (حدود اللہ کا پاس رکھتے ہوئے) اپنی سعی و کاوش سے جن بلندیوں تک جانا چاہے چلا جائے۔ اس کے راستے میں کوئی روک نہ ہو۔

لہذا، جو لوگ اس کی نبوت پر ایمان لے آئیں اور اس کے پیش کردہ پیغام کے مخالفین کے لئے روک بن کر اُس کی مدافعت کریں۔ اس نظام کے قیام میں اُس کی مدد کریں۔ اور اس مقصد کے لئے اُس روشنی کو اپنے لئے چراغ راہ بنائیں جسے اس رسول کی طرف نازل کیا گیا ہے۔ تو یہی لوگ ہوں گے جن کی کھیتیاں پروان چڑھینگی، اور جو کامیاب و کامران زندگی بسر کریں گے۔

۱۵۸ (اے رسول!) تم تمام نوعِ انسان سے پکار کر کہدو کہ میں (قبائل و اقوام کی قیود، اور نسلی، وطنی اور مذہبی گروہ بندیوں کی حدود سے بلند ہو کر) پوری کی پوری انسانیت کی طرف خدا کا پیغامبر بن کر آیا ہوں ــــ اُس خدا کا پیغامبر جس کی حکومت کا تختِ اجلال تمام کائنات میں بچھا ہوا ہے جس کا قانون ہر جگہ کارفرما ہے۔ اُس کے سوا کائنات میں کوئی صاحبِ اقتدار نہیں۔ افراد اور اقوام کی زندگی اور موت کے فیصلے اسی کے قانون کے مطابق ہوتے ہیں۔ لہذا، تم (اپنے اپنے غلط معتقدات و تصورات کو چھوڑ کر) اُس خدا پر ایمان لاؤ۔ اور اُس کے رسول پر جو (قرآن ملنے سے پہلے۔ ۲۹/۴۸) اُمّی تھا۔ وہ خود بھی، سب سے پہلے، خدا پر اور اس کی طرف سے نازل کردہ قوانین پر ایمان لایا ہے۔ تم، ان قوانین کو عملاً متشکل کرنے کے لئے، اس رسول کے پیچھے پیچھے چلو۔ بس یہی ایک راستہ ہے جو تمہیں کامیابی کی منزل تک لے جائے گا۔

۱۵۹ (جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے، اسی قسم کا ضابطۂ ہدایت موسیٰ کو بھی دیا گیا تھا) اور اُس کی قوم میں بھی ایک گروہ ایسا تھا جو حق کے ساتھ لوگوں کی راہ نمائی کرتا تھا، اور اُسکے مطابق لوگوں کے فیصلے عدل و انصاف سے کیا کرتا تھا۔

مِنْ طَيِّبٰتِ مَا رَزَقْنٰكُمْ ۭ وَمَا ظَلَمُوْنَا وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ وَاِذْ قِيْلَ لَهُمُ اسْكُنُوْا
هٰذِهِ الْقَرْيَةَ وَكُلُوْا مِنْهَا حَيْثُ شِئْتُمْ وَقُوْلُوْا حِطَّةٌ وَّادْخُلُوا الْبَابَ سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ خَطِيْٓــٰٔتِكُمْ ۭ سَنَزِيْدُ
الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ فَبَدَّلَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْهُمْ قَوْلًا غَيْرَ الَّذِيْ قِيْلَ لَهُمْ فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِجْزًا مِّنَ


السَّمَاۗءِ بِمَا كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ ع

۱۶۰ (اس سے سلسلۂ کلام پھر داستانِ بنی اسرائیل کی طرف پلٹتا ہے)۔
قوم بنی اسرائیل کے بارہ قبائل تھے اور وہ الگ الگ گروہوں میں بٹے ہوئے تھے جب اس کی قوم نے موسیٰؑ سے پانی کی درخواست کی تو (ہم نے اس کی راہ نمائی اس پہاڑی کی طرف کر دی جہاں پانی کے چشمے مستور تھے۔ چنانچہ) وہ اپنی قوم کو لے کر اس طرف گیا۔ چٹان پر سے مٹی ہٹائی تو اس میں سے (ایک چھوڑ اکٹھے) بارہ چشمے پھوٹ نکلے ($\frac{2}{60}$)۔ اس نے ان چشموں کو نامزد کر دیا اور ہر قبیلہ کو بتا دیا کہ اس کا چشمہ کونسا ہے۔

پھر اس بیابان میں، پانی سے بھرے ہوئے بادل، اُن کے سر پر سایہ فگن رہتے تھے۔ کھانے کے لئے پرندوں کا گوشت اور جنگل کی نباتاتی شیرینی، جو ان کے لئے وجۂ سکون اور باعثِ اطمینان تھی۔ ($\frac{2}{57}$)۔

سامانِ رزق کی اس قدر فراوانیاں عطا کر کے ہم نے اُن سے کہا کہ ان پاکیزہ اور خوشگوار چیزوں کو کھاؤ پیو۔ (لیکن، اس پر بھی، انہوں نے ہمارے قانون کا اتباع نہ کیا۔ سو) اس سے ہمارا کچھ نقصان نہیں ہوا۔ انہوں نے اپنے ہاتھوں خود اپنا ہی نقصان کیا۔

۱۶۱ ہم نے اُن سے کہا کہ تم فلسطین کی سرزمین میں فاتحانہ حیثیت سے رہو سہو ($\frac{2}{58}$؛ $\frac{5}{21}$)۔ اور اس طرح اپنی مرضی سے، جیسے اور جب جی چاہے، سامانِ زیست سے فائدہ اٹھاؤ، اس شرط کے ساتھ کہ تم ہمارے قوانین کے سامنے اپنا سر جھکائے رکھو۔ اس طرح تمہاری صحرانوردی اور خانہ بدوشی کی زندگی بھی ختم ہو جائے گی اور جو غلطیاں تم سے سرزد ہو چکی تھیں، ان کے مضر اثرات سے حفاظت کا سامان بھی مل جائے گا۔ اور اگر تم، اس کے بعد بھی حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرو گے تو ان فتوحات کا سلسلہ آگے بڑھتا چلا جائے گا ($\frac{2}{58}$)۔

۱۶۲ لیکن تم نے، سپاہیانہ اور مجاہدانہ زندگی کے بجائے، آرام طلبی اور تن آسانی انگیزی کی زندگی اختیار کر لی ($\frac{2}{61}$)۔ اور اس طرح ہمارے قوانین سے سرکشی برتی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہمارے سماوی قانونِ مکافات کے مطابق، تم میں مسلسل کمزوری آتی گئی اور تم میں جرأت

وَسْـَٔلْهُمْ عَنِ الْقَرْيَةِ الَّتِىْ كَانَتْ حَاضِرَةَ الْبَحْرِ ۘ اِذْ يَعْدُوْنَ فِى السَّبْتِ اِذْ تَاْتِيْهِمْ حِيْتَانُهُمْ يَوْمَ
سَبْتِهِمْ شُرَّعًا وَّيَوْمَ لَا يَسْبِتُوْنَ ۙ لَا تَاْتِيْهِمْ ۛۚ كَذٰلِكَ ۛۚ نَبْلُوْهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۳﴾ وَاِذْ قَالَتْ
اُمَّةٌ مِّنْهُمْ لِمَ تَعِظُوْنَ قَوْمَا ۙ اللّٰهُ مُهْلِكُهُمْ اَوْ مُعَذِّبُهُمْ عَذَابًا شَدِيْدًا ؕ قَالُوْا مَعْذِرَةً اِلٰى رَبِّكُمْ وَ
لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖۤ اَنْجَيْنَا الَّذِيْنَ يَنْهَوْنَ عَنِ السُّوْٓءِ وَاَخَذْنَا الَّذِيْنَ
ظَلَمُوْا بِعَذَابٍۭ بَـِٔيْسٍۭ بِمَا كَانُوْا يَفْسُقُوْنَ ﴿۱۶۵﴾ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا
قِرَدَةً خٰسِـِٕيْنَ ﴿۱۶۶﴾

اور ہمت باقی نہ رہی (۲/۵۹ ؛ ۵/۲۴—۲۲)۔

۱۶۳ اور ان سے اُن بستی والوں کا حال پوچھو جو دریا کے کنارے واقع تھی۔ (چونکہ یہودیوں کے ہاں سبت کے دن شکار کرنے کی ممانعت تھی اور رفتہ رفتہ مچھلیوں نے اس کا اندازہ کر لیا تھا کہ اُس دن انہیں کوئی نہیں پکڑتا' اس لئے وہ) سبت کے دن پانی کے اوپر تیرتی پھرتی نظر آیا کرتی تھیں' اور ہفتے کے دوسرے دنوں میں نیچے نیچے رہتی تھیں۔ جن لوگوں کے دل میں قانون شکنی کے جذبات پرورش پلتے وہ اتنا بھی ضبط نہ کر سکتے کہ سبت کے دن کاروبار بند رکھنے کی بات جو طے پایا تھا' اس کا احترام کرتے۔ چنانچہ وہ اس قاعدے کو توڑ کر بے راہ روی اختیار کر لیتے (۲/۶۵ ؛ ۴/۴۷ ؛ ۴/۱۵۴ ؛ ۵/۶۰ ؛ ۱۶/۱۲۴)۔

۱۶۴ (وہ لوگ جن کا ذکر (۷/۱۵۹) میں کیا گیا ہے' لوگوں کو اس قانون شکنی سے باز رہنے کی نصیحت کرتے رہتے' لیکن ان پر اس کا کچھ اثر نہ ہوتا) اس پر دوسرے لوگ اُن سے کہتے کہ تم ان لوگوں کو وعظ و نصیحت کر کے اپنا وقت کیوں ضائع کرتے ہو۔ ان کی خوئے سرکشی پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ یہ' یا تو یکسر ہلاک ہو جائیں گے یا کسی سخت عذاب میں گرفتار ہو جائیں گے (ان میں راہ راست پر آنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی) اس پر وہ ان سے کہتے کہ ہم ایسا اس لئے کرتے ہیں کہ شاید یہ تباہی سے بچ جائیں (اور اگر ایسا نہ بھی ہو تو) کم از کم ہم تو خدا کے حضور سرخرو ہو جائیں کہ ہم نے اپنا فریضہ ادا کر دیا تھا۔

۱۶۵ چنانچہ جب ان لوگوں نے قانونِ خداوندی کو یکسر پسِ پشت ڈال دیا' تو ہم نے اُن لوگوں کو جو انہیں برائیوں سے روکا کرتے تھے' الگ کر لیا اور ان نافرمانوں کو ان کی سرکشی کی وجہ سے سخت ذلت آمیز عذاب میں گرفتار کر دیا۔

۱۶۶ یعنی جب انہوں نے اس بات سے سرکشی اختیار کر لی جس سے انہیں روکا گیا تھا'

وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكَ لَيَبْعَثَنَّ عَلَيْهِمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ مَنْ يَّسُوْمُهُمْ سُوْٓءَ الْعَذَابِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ لَسَرِيْعُ الْعِقَابِ ۖۚ
وَاِنَّهٗ لَغَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۶۷﴾ وَقَطَّعْنٰهُمْ فِى الْاَرْضِ اُمَمًا ۚ مِنْهُمُ الصّٰلِحُوْنَ وَمِنْهُمْ دُوْنَ ذٰلِكَ ۫ وَبَلَوْنٰهُمْ
بِالْحَسَنٰتِ وَالسَّيِّاٰتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ ﴿۱۶۸﴾ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ
عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ۚ وَاِنْ يَّاْتِهِمْ عَرَضٌ مِّثْلُهٗ يَاْخُذُوْهُ ؕ اَلَمْ يُؤْخَذْ عَلَيْهِمْ
مِّيْثَاقُ الْكِتٰبِ اَنْ لَّا يَقُوْلُوْا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الْحَقَّ وَدَرَسُوْا مَا فِيْهِ ؕ وَالدَّارُ الْاٰخِرَةُ خَيْرٌ لِّلَّذِيْنَ يَتَّقُوْنَ ؕ
اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۹﴾

تو ہمارے قانون مکافات نے یہ فیصلہ کر دیا کہ وہ ذلت و خواری کے چلتے پھرتے پیکر بن جائیں (۲/۶۵)۔
اور زندگی کی شادابیوں سے محروم رہ جائیں (۷/۴۰)۔

۱۶۷ (یہ تھی بنی اسرائیل کی مجموعی حالت۔ اس کی وجہ سے) تیرے نشوونما دینے والے نے (وحی کے ذریعے) اعلان کر دیا کہ (اگر یہ لوگ سرکشی سے باز نہ آئے تو) میں ان پر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایسے لوگوں کو مسلّط کرتا رہوں گا جو انہیں بدترین قسم کی سزائیں دیں گے۔ (انہوں نے ہمارے قانونِ مکافات کو یونہی مذاق سمجھ رکھا تھا حالانکہ) یہ حقیقت ہے کہ وہ قانون اپنے پیمانوں کے مطابق نتائج مرتب کرنے میں کبھی دیر نہیں لگاتا۔ (اس میں مہلت کا وقفہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ اگر لوگ اس دوران میں، اپنی روش میں تبدیلی کر لیں تو ان کے لئے) سامان حفاظت و رحمت مہیا ہو جائے۔

۱۶۸ (چنانچہ ان کے عذاب کی ابتدا اس طرح ہوئی کہ) ان کی مرکزیت تباہ ہو گئی اور وہ مختلف پارٹیوں میں بٹ گئے (کسی قوم کا مختلف پارٹیوں اور فرقوں میں بٹ جانا خدا کا سخت عذاب ہوتا ہے)۔ ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی تھے جو صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا رہتے ہوئے زندگی کو سنوارتے تھے اور کچھ ایسے تھے جو اس روش کے خلاف چلتے تھے۔ ہم ان کی قومی زندگی کے مختلف پہلو بدلتے رہے۔ کبھی ان پر خوش حالی کا دور آجاتا کبھی بدحالی کا۔ (انہیں یک لخت تباہ نہیں کر دیا گیا تھا)۔ اور یہ اس لئے کہ ممکن ہے وہ قانون خداوندی کی طرف لوٹ آئیں۔

۱۶۹ (ابتداءً ان کی یہ حالت رہی)۔ لیکن اس کے بعد جو نسلیں ان کی جانشین ہو کر ہمارے ضابطہ قوانین کی وارث بنیں، ان کی حالت یہ تھی کہ وہ پیش پا افتادہ دنیاوی مفاد پر جھپٹ پڑتے اور کہتے کہ اس کی ہمیں معافی مل جائے گی۔ اس کے بعد جب پھر اس قسم کا کوئی اور

وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ۭ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴿١٧٠﴾ وَاِذْ نَتَقْنَا الْجَبَلَ
فَوْقَهُمْ كَاَنَّهٗ ظُلَّةٌ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهٗ وَاقِعٌۢ بِهِمْ ۚ خُذُوْا مَآ اٰتَيْنٰكُمْ بِقُوَّةٍ وَّاذْكُرُوْا مَا فِيْهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿١٧١﴾ وَ
اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِيْٓ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَاَشْهَدَهُمْ عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۭ قَالُوْا
بَلٰي ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ﴿١٧٢﴾

مفاد سامنے آجاتا تو اسے بھی جھپٹ لیتے۔ یعنی ان کی روش ہی یہ ہوگئی کہ جونہی کوئی فائدہ سامنے آیا' اصول اور ضابطہ' قاعدہ اور قانون کو بالائے طاق رکھ کر اس کی طرف لپک پڑے۔

(ان سے کوئی پوچھتا کہ) کیا تم سے کتاب اللہ کے مطابق' یہ عہد نہیں لیا گیا تھا کہ تم خدا کے متعلق حق کے سوا کچھ نہیں کہو گے —— اور یہ اُس کتاب کو پڑھتے پڑھاتے بھی رہتے ہیں۔ —— (اُس کتاب میں یہ لکھا ہوا تھا کہ) اُن لوگوں کے لئے جو زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہتے ہیں' (حیوانی سطح زندگی کے قریبی مفاد کے مقابلہ میں) مستقبل کی خوشگواریاں کہیں بہتر ہیں۔ کیا یہ لوگ اتنا بھی نہیں سمجھتے؟

۱۷۰ (اور اُس کتاب میں یہ بھی کہا گیا تھا کہ) جو لوگ خدا کے ضابطۂ قوانین سے متمسک رہیں گے اور نظامِ صلوٰۃ کو قائم کریں گے۔ تو ہم اُن لوگوں کے اعمال کا اجر ضائع نہیں کریں گے جو اپنی زندگی اور معاشرہ کو سنوارنے والے ہوں۔

۱۷۱ اور جب اُس پہاڑ میں زلزلہ آیا جس کے دامن میں بنی اسرائیل بکھرے ہوئے تھے' اور وہ یوں نظر آنے لگا گویا ایک سائبان ہے جو اس طرح ہل رہا ہے کہ اُن کے سروں پر گرا چاہتا ہے۔ (اِس سے اُن کی توہم پرستی نے اُن کے دل میں طرح طرح کے خیالات پیدا کرنے شروع کر دیئے۔ ہم نے اُن سے کہا کہ اِن حوادثِ فطرت سے گھبرانے کی کوئی بات نہیں) جو کچھ ہم نے تمہیں وحی کے ذریعے دیا ہے' اُس پر نہایت مضبوطی سے کاربند رہو اور اُس کی تعلیم کو ہر وقت سامنے رکھو۔ اِس سے تم تمام خطرات سے محفوظ رہو گے۔

۱۷۲ (اے قومِ مخاطب! تم نے 'بنی اسرائیل کی داستان سے دیکھا کہ قومیں کن خطرناک مراحل سے گزر کر' اور کیسے کیسے مہیب موانع کو راستے سے ہٹا کر' آگے بڑھتی ہیں! یہ بات کسی خاص قوم تک محدود نہیں۔ خود نوعِ انسان کا مسلسل آگے بڑھتے چلے آنا' خدا کے قانونِ ربوبیت کی زندہ شہادت ہے)۔ تم ذرا اس پر غور کرو کہ اس قدر نامساعد حالات کے باوجود' بنی آدم کی نسل کا سلسلہ پشت بہ پشت

أَوْ تَقُولُوٓا۟ إِنَّمَآ أَشْرَكَ ءَابَآؤُنَا مِن قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنۢ بَعْدِهِمْ ۖ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ ٱلْمُبْطِلُونَ ﴿۱۷۳﴾
وَكَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ ٱلْءَايَٰتِ وَلَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ﴿۱۷۴﴾ وَٱتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ ٱلَّذِىٓ ءَاتَيْنَٰهُ ءَايَٰتِنَا فَٱنسَلَخَ
مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ ٱلشَّيْطَٰنُ فَكَانَ مِنَ ٱلْغَاوِينَ ﴿۱۷۵﴾

سے جاری ہے' اور ان میں اضافہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ ان کا وجود اِس حقیقت کی شہادت ہے کہ کائنات میں خدا کا قانونِ نشوونما کارفرما ہے۔ ہر نیا پیدا ہونے والا بچہ اِس حقیقتِ حال کی ناطق شہادت ہوتا ہے۔ ہم یہ دلائل و شواہد اس لئے تمہارے سامنے لا رہے ہیں کہ جب تمہارے تخریبی اعمال کے نتائج متشکل ہو کر تمہارے سامنے کھڑے ہوں' تو تم یہ نہ کہہ سکو کہ ہمیں اس بات کا علم نہیں تھا کہ مشیت کا پروگرام تعمیری کام چاہتا ہے یا تخریبی۔

۱۷۳ یا یہ کہدو کہ ہمارے اسلاف یہ مانتے چلے آرہے تھے کہ کائنات میں اکیلے خدا کا قانونِ ربوبیت کارفرما نہیں۔ اور قوانین بھی ہیں۔ ہمارے اسلاف کا یہ عقیدہ تھا' اور ہم بعد میں آنے والے' انہی کے نقشِ قدم پر چلتے رہے۔ تو کیا ہمیں اُن لوگوں کے جُرم کی پاداش میں ہلاک کیا جا رہا ہے جو اِس قسم کے باطل عقائد رکھتے تھے؟

۱۷۴ ہم اِس طرح اپنے احکام و قوانین نکھار کر بیان کرتے ہیں تاکہ لوگ' غلط راستوں کو چھوڑ کر صحیح راہ کی طرف رجوع کریں۔

۱۷۵ لیکن حق کی راہ اختیار کرنے کا مطلب یہ نہیں کہ ایک دفعہ کسی قوم نے یہ روش اختیار کر لی تو اُس کے بعد آنے والی نسلیں جو جی میں آئے کریں' وہ زندگی کی خوشگواریوں سے بہرحال بہرہ یاب ہوتی رہیں گی —— قطعاً نہیں —— ہم اس حقیقت کو ایک مثال کے ذریعے بیان کرتے ہیں۔ اے رسول! تم اِسے اپنی جماعت (مومنین) کے سامنے پیش کرو اور ان سے کہو کہ اسے دل کے کانوں سے سُن لیں۔

ایک شخص کو خدا نے اپنے احکام و قوانین دیئے (وہ ان پر کاربند ہوا تو اُسے خوشحالی اور عروج نصیب ہوگیا)۔ اُس کے بعد وہ انہیں چھوڑ کر' اُن میں سے اس طرح صاف نکل گیا جس طرح سانپ اپنی کینچلی میں سے نکل جاتا ہے کہ اُس پر' اُس کا کوئی نشان تک باقی نہیں رہتا۔ جب اُس نے ان قوانین کا دامن ہاتھ سے چھوڑ دیا تو حیوانی سطح زندگی کے جذبات' اُس پر بری طرح غالب آگئے اور وہ (حق کا راستہ چھوڑ کر) غلط راہوں پر چل نکلا۔

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗٓ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ
عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ
لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَاۗءَ مَثَلَۨا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾
مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا
مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ښ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۡ وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا
يَسْمَعُوْنَ بِهَا ۭ اُولٰۗىِٕكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۭ اُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾

---

۱۷۶ اگر وہ ہمارے قانونِ مشیت کے مطابق چلتا رہتا (جو اسے دیا گیا تھا) تو ہم اُسے (آسمان کی) بلندیوں تک لے جاتے۔ لیکن اس نے ہمارے قوانین کے بجائے اپنے جذبات ہی کی پیروی شروع کر دی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ وہ (آسمان کی بلندیوں کے بجائے) زمین کی پستیوں کے ساتھ چپک گیا۔[1] (اس کی زندگی کا سارا مقصد دنیاوی مفاد کا حصول رہ گیا)۔ اب اس کی مثال کتے کی سی ہو گئی کہ اسے دوڑاؤ اور اکساؤ، تو بھی وہ ہانپے اور زبان لٹکائے۔ اور اگر ویسے چھوڑ دو، تو بھی ہانپے اور زبان لٹکائے۔ (یعنی پھر انسان کی ہوس کی تسکین ہی نہیں ہوتی خواہ وہ کسی حالت میں بھی کیوں نہ ہو۔ اسے اطمینان کا سانس لینا نصیب نہیں ہوتا)۔
یہ حالت ہو جاتی ہے اس قوم کی جو ہمارے قانونِ ربوبیت کو جھٹلاتی ہے۔ سو اے رسول! تم انہیں یہ باتیں سناؤ تاکہ یہ ان پر غور و فکر کریں۔ اور یہ سمجھ سکیں کہ

۱۷۷ کس قدر بری حالت ہوتی ہے اُس قوم کی جو ہمارے قوانین کو جھٹلاتی ہے، اور یوں اپنے آپ پر زیادتی کرتی ہے۔

۱۷۸ اور (اتنا نہیں سمجھتی کہ) زندگی کے خوشگوار راستوں کی طرف راہ نمائی، صرف قوانینِ خداوندی کی رُو سے مل سکتی ہے۔ جو قوم اِن قوانین کو چھوڑ دے اسے صحیح راستہ کبھی نہیں مل سکتا اور وہ سخت نقصان اٹھاتی ہے۔

۱۷۹ (لیکن یہ باتیں تو عقل و فہم اور غور و تدبر سے سمجھ میں آسکتی ہیں) اور انسانوں کی

---

[1] یہ خود ہماری (مسلمانوں کی) داستان ہے جسے قرآن کریم نے اس انداز میں بیان کیا ہے۔

وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ۭ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا
يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾ وَمِمَّنْ خَلَقْنَآ اُمَّةٌ يَّهْدُوْنَ بِالْحَقِّ وَبِهٖ يَعْدِلُوْنَ ﴿۱۸۱﴾ وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا
سَنَسْتَدْرِجُهُمْ مِّنْ حَيْثُ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۲﴾ وَاُمْلِيْ لَهُمْ ۭ اِنَّ كَيْدِيْ مَتِيْنٌ ﴿۱۸۳﴾

اکثریت کا یہ عالم ہے کہ ——— مہذب اقوام ہوں' یا جاہل بادیہ نشین ——— وہ زندگی جہنم میں گزارتے ہیں۔ یعنی سینے میں دل رکھتے ہیں' لیکن اس سے سمجھنے سوچنے کا کام کبھی نہیں لیتے۔ اُن کی آنکھیں بھی ہوتی ہیں' لیکن اُن سے دیکھنے کا کام نہیں لیتے۔ وہ کان بھی رکھتے ہیں لیکن ان سے سنتے نہیں۔ یہ لوگ انسان نہیں' بالکل حیوان ہوتے ہیں۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ راہ گم کردہ۔ (اس لئے کہ حیوان کم از کم اپنے جبلّی تقاضوں کے مطابق تو چلتے ہیں۔ اور اِس قسم کے انسان' ان حدود سے بھی) بے خبر رہتے ہیں۔

۱۸۰ (اس جہنم کی زندگی کو جنّت سے بدلنے کا طریق یہ ہے کہ) تم صفاتِ خداوندی کو ——— جو کامل حسن و توازن کی مظہر ہیں ——— اپنے اندر اجاگر کرتے جاؤ۔ اور اس میں اعتدال و توازن کا خیال رکھو۔ اُن لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اُن میں سے کسی ایک صفت کو لے کر افراط کی طرف نکل جاتے ہیں[1] (اور یوں زندگی کا توازن کھو دیتے ہیں۔ ۴۱/۱۷ ; ۴۱/۵۳)۔ ان کی غلط روش بہت جلد اپنا نتیجہ ان کے سامنے لے آئے گی۔

۱۸۱ ان کے برعکس' ہماری مخلوق میں وہ لوگ بھی ہیں جو حق کے ساتھ دوسروں کی راہ نمائی کرتے ہیں' اور اُس کے ذریعے اعتدال اور توازن کو ہمیشہ برقرار رکھتے ہیں ——— اسی کو حق و عدل کے ساتھ فیصلے کرنا کہتے ہیں۔

۱۸۲ جو لوگ ہمارے قوانین کو جھٹلاتے ہیں (ان کی گرفت فوری نہیں ہو جاتی) ہم انہیں آہستہ آہستہ' بتدریج' تباہی و بربادی کے اُس مقام تک لے آتے ہیں جو اُن کے وہم و گمان میں بھی نہیں ہوتا۔

۱۸۳ (یہ اس لئے کہ ہمارا قانون یہی ہے کہ بیج ڈالنے اور فصل کے پکنے میں ایک مدت معینہ کا وقفہ

---

[1] جیسے عیسائیوں نے خدا کی صفت "رحم" میں اس قدر غلو کیا کہ اس کے قوانینِ مکافاتِ عمل کو یکسر نظر انداز کر دیا اور نجات و سعادت کو اعمال پر نہیں بلکہ اس کے رحم پر موقوف کر دیا۔ اس کا جو نتیجہ برآمد ہوا اس پر عیسائیت کی تاریخ شاہد ہے۔ قرآن کریم صفاتِ خداوندی میں اعتدال اور صحیح تناسب کی تعلیم دیتا ہے۔

اَوَلَمْ يَتَفَكَّرُوْا ۗ مَا بِصَاحِبِهِمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۗ اِنْ هُوَ اِلَّا نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۸۴﴾ اَوَلَمْ يَنْظُرُوْا فِيْ مَلَكُوْتِ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ ۙ وَّاَنْ عَسٰٓى اَنْ يَّكُوْنَ قَدِ اقْتَرَبَ اَجَلُهُمْ ۚ فَبِاَيِّ
حَدِيْثٍۢ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۵﴾ مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۚ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾
يَسْـَٔلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۚ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘؔ ثَقُلَتْ فِي
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۗ يَسْـَٔلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۗ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾

رہے) یہی ان کے لئے مہلت کا وقفہ ہوتا ہے۔ (یہ بات نہیں کہ ان کی غلط کاریوں پر کوئی گرفت کرنے والا ہی نہیں ہوتا)۔ ہمارے قانون مکافات کی تدبیر بڑی محکم ہوتی ہے۔ (اس کی گرفت سے کوئی نہیں بچ سکتا)۔

۱۸۴ اِن لوگوں کے انکار اور تکذیب کی وجہ یہ ہے کہ یہ لوگ غور و فکر سے کام نہیں لیتے۔ اگر یہ عقل و فکر سے کام لیتے تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ ان کا یہ رفیق — یعنی ہمارا رسول۔ کوئی پاگل نہیں۔ وہ انہیں جن تباہیوں سے خبردار کر رہا ہے' وہ واقعی ان پر آنے والی ہیں۔

۱۸۵ اگر یہ لوگ کائنات کے عظیم سلسلہ اور تخلیق خداوندی پر ہی غور کر لیتے تو یہ بات ان کی سمجھ میں آجاتی کہ یہ رسول جو کچھ کہتا ہے' سچ کہتا ہے۔ تخریبی روش کا نتیجہ کبھی منفعت بخش نہیں ہو سکتا۔ اگر یہ اپنی آنکھوں پر اس طرح پردے نہ ڈال لیتے تو انہیں نظر آجاتا کہ ان کی تباہی کا وقت کس قدر قریب آرہا ہے۔ (اس کی محسوس علامات سامنے کھڑی ہیں۔ اگر یہ اس پر بھی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے تو) اس کے بعد وہ کونسی بات باقی رہ جاتی ہے جسے دیکھ کر یہ ایمان لائیں گے؟ — خارجی دنیا میں کائنات کا ایسا محیر العقول نظام' اور ان کی داخلی دنیا میں اس قسم کی معاشرتی خرابیاں! ان شواہد کے بعد' اور کونسی ایسی دلیل آجائے گی جس کی بنا پر یہ اس حقیقت کو تسلیم کر لیں گے کہ قانونِ خداوندی کے مطابق چلنے کا نتیجہ حسن و خوبی ہے' اور اس کی خلاف ورزی کا انجام تباہی و بربادی۔

۱۸۶ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ (خدا کے قوانین کو چھوڑ کر) غلط راستہ اختیار کر لیں' تو پھر کوئی قوت ایسی نہیں ہوتی جو انہیں صحیح راستے کی طرف لے آئے۔ وہ اپنی سرکشی کی وجہ سے' خدا کے قانون کو چھوڑ دیتے ہیں' تو خدا کا قانون انہیں چھوڑ دیتا ہے' کہ وہ زندگی کی تاریکیوں میں حیران و سرگرداں' مارے مارے پھریں (۲/۱۵)

۱۸۷ یہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ انقلاب کی وہ گھڑی (جس کی بابت تم اس قدر دھمکیاں دیتے رہتے ہو)

قُلْ لَّاۤ اَمْلِكُ لِنَفْسِیْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ؕ وَ لَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَا سْتَكْثَرْتُ مِنَ
الْخَیْرِ ۛۚ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْٓءُ ۛۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ ۱۸۸ هُوَ الَّذِیْ
خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْكُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا
خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّاۤ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَىِٕنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ۱۸۹

کب واقع ہوگی؟ ان سے کہو کہ اس کا علم میرے پروردگار ہی کو ہے۔ اس کے سوا کوئی نہیں جو اُسے اُس کے وقت پر نمودار کردے۔ (لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ وہ انقلاب ایسا عظیم ہوگا کہ) وہ زمین و آسمان سب پر بھاری ہوگا اور تم پر اچانک آجائے گا۔ (۳۳/۶۳ ؛ ۴۲/۱۷ ؛ ۷۹/۴۲)۔ یہ تجھ سے اس کے متعلق اس طرح پوچھ رہے ہیں گویا تو اسی کاوش میں لگا رہتا ہے (اس کے سوا تیرے لئے کوئی اور کام ہی نہیں)۔ ان سے کہدو کہ (میں اس کے متعلق قطعاً کوئی کاوش نہیں کرتا)۔ اس کا علم خدا ہی کو ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے (اور اس کے متعلق یونہی قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں)۔

۱۸۸ ان سے کہو کہ (یہ تو بہت بڑی چیز ہے کہ میں بتا سکوں کہ یہ انقلاب کب آئے گا۔ میری تو یہ کیفیت ہے کہ) میں اپنی ذات کے لئے بھی کسی نفع نقصان کی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ کچھ بھی خدا کے کائناتی قانون کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر مجھے غیب کا علم ہوتا تو میں اپنے لئے بہت سی نفع بخش چیزیں اکھٹی کرلیتا' اور مجھے کوئی تکلیف چھو تک نہ سکتی۔ (میری پوزیشن تو صرف یہ ہے کہ) میں اس قوم کو جو خدا کے قوانین پر یقین رکھتی ہے' صحیح روش کے خوشگوار نتائج' اور غلط روش کے تباہ کن عواقب سے آگاہ کرتا ہوں (کیونکہ مجھے اس کا وحی کے ذریعے علم دیا گیا ہے)۔

۱۸۹ ان لوگوں سے کہو کہ (میں جس خدا کے قانون کی طرف دعوت دیتا ہوں وہ) وہ خدا ہے جس نے تمہاری پیدائش کا سلسلہ آغاز' ایک جرثومہ حیات سے کیا۔ پھر وہ جوش نمو سے پھٹ کر نر اور مادہ میں تقسیم ہوگیا (۴/۱)۔ اور اس طرح رفتہ رفتہ' عورت اور مرد کا وجود عمل میں آگیا۔ یہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھی ہیں' اور باہمی رفاقت سے انہیں سکون حاصل ہوتا ہے (۳۰/۲۱)۔ اسی سے نسل انسانی کا سلسلہ آگے بڑھتا ہے۔ چنانچہ جب ایسا ہوتا ہے کہ مرد عورت کی طرف ملتفت ہوتا ہے تو اسے حمل قرار پا جاتا ہے۔ شروع میں وہ اتنا ہلکا ہوتا ہے کہ اسے اس کا بوجھ محسوس ہی نہیں ہوتا۔ پھر آہستہ آہستہ' اس کی شدت

فَلَمَّآ اٰتٰهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۹۰﴾ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا
يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿۱۹۱﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿۱۹۲﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى
الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ۗ سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿۱۹۳﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ
دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۹۴﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ
بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اَعْيُنٌ يُّبْصِرُوْنَ بِهَآ ۡ اَمْ لَهُمْ اٰذَانٌ يَّسْمَعُوْنَ بِهَا ۗ قُلِ ادْعُوْا

محسوس ہونے لگتی ہے۔ پھر جب وضع حمل کا وقت قریب آجاتا ہے تو میاں۔ بیوی' دونوں' اپنے رب سے دعا کرتے ہیں کہ اگر تو نے ہمیں ایک تندرست و توانا بچہ عطا کر دیا تو ہم تیرے شکر گذار ہوں گے۔

۱۹۰ لیکن جب وہ انہیں' تندرست بچہ عطا کر دیتا ہے' تو وہ' اس بچہ کی پیدائش کے سلسلے میں' خدا کے ساتھ اوروں (زندہ اور مردہ' پیروں۔ فقیروں) کو بھی شریک کرنے لگ جاتے ہیں۔ (اور اتنا بھی نہیں سوچتے کہ جنہیں وہ خدا کا ہمسر قرار دیتے ہیں) اللہ کا مقام اُن سے کس قدر بلند ہے۔

۱۹۱ ان کی حماقت دیکھئے کہ وہ خدا کا ہمسر انہیں بناتے ہیں' جن کی حالت یہ ہے کہ اُن کا کسی چیز کو پیدا کرنا تو ایک طرف' وہ خود کسی کے پیدا کردہ ہیں۔

۱۹۲ وہ اس قابل ہی نہیں کہ ان کی کوئی مدد کر سکیں۔ ان کی مدد کرنا تو ایک طرف' وہ خود اپنی مدد کرنے کے بھی قابل نہیں۔

۱۹۳ (ان لوگوں پر' اپنے معبودانِ باطل کی عقیدت کا اس قدر غلبہ ہوتا ہے کہ وہ' اس بارے میں' کسی کی بات تک سننے کے روادار نہیں ہوتے۔ یہی وجہ ہے کہ) اگر تم انہیں راہِ راست کی طرف دعوت دو' تو وہ تمہارا اتباع کبھی نہیں کریں گے۔ لہذا' تمہارے لئے یکساں ہے کہ تم انہیں صحیح راستے کی طرف دعوت دو' یا خاموش رہو (۲/۶)۔

۱۹۴ (ان سے کہو کہ) جن ہستیوں کو تم خدا کے سوا پکارتے ہو' وہ تمہارے ہی جیسے (خدا کے) بندے ہیں۔ ان میں کوئی خدائی قوت نہیں۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو کہ ان میں خدائی قوتیں ہیں' تو تم انہیں اپنی احتیاجوں میں مدد کے لئے پکارو۔ پھر دیکھو کہ کیا وہ تمہاری احتیاج کو پورا کر دیتے ہیں؟

۱۹۵ (اور یہ مٹی اور پتھر کے بت' جن کی تم پرستش کرتے ہو' وہ ان سے بھی گئے گزرے

شُرَكَآءَكُمۡ ثُمَّ كِيۡدُوۡنِ فَلَا تُنۡظِرُوۡنِ ﴿۱۹۵﴾ اِنَّ وَلِیِّ‌ۧ اللّٰهُ الَّذِىۡ نَزَّلَ الۡكِتٰبَ‌ ۖ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيۡنَ ﴿۱۹۶﴾
وَالَّذِيۡنَ تَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ لَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ نَـصۡرَكُمۡ وَلَاۤ اَنۡفُسَهُمۡ يَنۡصُرُوۡنَ ﴿۱۹۷﴾ وَاِنۡ تَدۡعُوۡهُمۡ
اِلَى الۡهُدٰى لَا يَسۡمَعُوۡا‌ ؕ وَتَرٰٮهُمۡ يَنۡظُرُوۡنَ اِلَيۡكَ وَهُمۡ لَا يُبۡصِرُوۡنَ ﴿۱۹۸﴾ خُذِ الۡعَفۡوَ وَاۡمُرۡ بِالۡعُرۡفِ
وَاَعۡرِضۡ عَنِ الۡجٰهِلِيۡنَ ﴿۱۹۹﴾ وَاِمَّا يَنۡزَغَـنَّكَ مِنَ الشَّيۡطٰنِ نَزۡغٌ فَاسۡتَعِذۡ بِاللّٰهِ‌ؕ اِنَّهٗ سَمِيۡعٌ عَلِيۡمٌ ﴿۲۰۰﴾

ہیں۔ تم نے ان کے ہاتھ۔ پاؤں۔ آنکھ۔ کان: سب بنا دیئے ہیں۔ لیکن سوچو کہ) کیا ان کے پاؤں ایسے ہیں جن سے یہ چل سکیں۔ کیا ان کے ہاتھ ایسے ہیں جن سے یہ کچھ پکڑ سکیں۔ کیا ان کی آنکھیں ایسی ہیں جن سے یہ دیکھ سکیں۔ یا ان کے کان ایسے ہیں جن سے یہ سُن سکیں؟

اے رسول! ان سے کہو کہ (یہی ہیں ناں تمہارے وہ معبود' جن کے بل بوتے پر تم سمجھے ہو کہ مجھے شکست دیدو گے۔ سو) تم انہیں بلاؤ' اور سب کو دعوت دو کہ وہ میرے خلاف جو تدبیریں چاہیں کرلیں' اور مجھے' اس باب میں' ذرا سی بھی مہلت نہ دیں۔

۱۹۶ (میں اس چیلنج کو اس حتم ویقین' اور جرأت وبے باکی سے اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ) میرا رفیق و دمساز وہ خدا ہے جس نے مجھے اس قسم کا محکم ضابطہ حیات دیا ہے۔ اور وہ ان تمام لوگوں کی رفاقت اور کارسازی کرتا ہے جو اس کے بتاتے ہوئے صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوتے' اور لوگوں کے بگڑے ہوئے کام سنوارتے ہیں۔

۱۹۷ اس کے برعکس' جن معبودوں کو تم' خدا کے سوا' پکارتے ہو' وہ نہ تمہاری کچھ کوئی مدد کر سکتے ہیں' نہ اپنے آپ کی۔

۱۹۸ (لیکن ان کی اندھی عقیدت کی شدت کا یہ عالم ہے' کہ اس قدر واضح دلائل کے باوجود) اگر تم انہیں راہ راست کی طرف دعوت دو' تو یہ تمہاری' کبھی نہیں سنیں گے۔ تو دیکھے گا کہ وہ تیری طرف تک رہے ہیں' لیکن وہ درحقیقت دیکھ نہیں رہے ہوتے۔ (ان کی آنکھیں بظاہر تمہاری طرف ہوتی ہیں لیکن دل کہیں اور ہوتا ہے (۴۳ : ۴۲ ؛ ۴۷ : ۱۶)۔

۱۹۹ (بہر حال' تم ان کی ان باتوں کی وجہ سے اپنے پروگرام میں رکو نہیں)۔ تم ان سے درگزر کرتے ہوئے' آگے بڑھتے جاؤ۔ اور' قاعدے اور قانون کے مطابق' انہیں خدا کے احکام دیتے جاؤ۔ اور جُہلا سے کنارہ کش رہو (اگر تم ان سے الجھتے رہے تو یہ ناحق تمہارا وقت ضائع کر دیں گے)۔

۲۰۰ اگر کسی قسم کا کوئی وسوسہ (یا ان مخالفین کا کوئی سرغنہ) تم میں باہمی فساد ڈالنے

اِنَّ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا اِذَا مَسَّهُمْ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّيْطٰنِ تَذَكَّرُوْا فَاِذَا هُمْ مُّبْصِرُوْنَ ﴿۲۰۱﴾ وَاِخْوَانُهُمْ
يَمُدُّوْنَهُمْ فِي الْغَيِّ ثُمَّ لَا يُقْصِرُوْنَ ﴿۲۰۲﴾ وَاِذَا لَمْ تَاْتِهِمْ بِاٰيَةٍ قَالُوْا لَوْلَا اجْتَبَيْتَهَا ۭ قُلْ
اِنَّمَآ اَتَّبِعُ مَا يُوْحٰٓى اِلَيَّ مِنْ رَّبِّيْ ۚ هٰذَا بَصَاۗىِٕرُ مِنْ رَّبِّكُمْ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْ
مِنُوْنَ ﴿۲۰۳﴾ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ وَاَنْصِتُوْا لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴿۲۰۴﴾

کی کوشش کرے (۱۷/۵۳)' یا کسی اور خرابی کا موجب بنتا نظر آئے تو تم ضابطۂ خداوندی کے ساتھ اور شدت سے متمسک ہو کر' اس کی پناہ میں آجاؤ۔ یاد رکھو! (تمہارا خدا سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔

۲۰۱ جو لوگ زندگی کی تباہیوں سے بچنا چاہتے ہیں' ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اگر اس قسم کا کوئی خیال' یونہی گھومتے پھرتے بھی ان کے پاس سے گزر جائے' تو وہ فوراً قوانین خداوندی کو اپنے سامنے لے آتے ہیں۔ اس سے یوں ہو جاتا ہے جیسے تاریکی میں یکایک روشنی ان کے سامنے آگئی اور انہیں صاف نظر آنے لگ گیا کہ ان حالات میں ہمیں کیا کرنا چاہئے۔

۲۰۲ (ان کے برعکس' جو لوگ قوانین خداوندی کی طرف رجوع نہیں کرتے' ان کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اوّل تو انہیں خود ہی اس کا احساس نہیں ہوتا کہ وہ کس تباہی کی طرف جا رہے ہیں۔ اور اگر کبھی ایسا ہونے کا امکان ہوتا ہے تو) ان کے بھائی بند (جوڑی دار) انہیں ان کی غلط روی اور سرکشی میں کھینچ کر اور آگے لیجاتے ہیں۔ اور وہ کسی مقام پر رکتے ہی نہیں۔ (آگے ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں)۔

۲۰۳ (اے رسول! یہ لوگ تم سے مفاہمت کرنا چاہتے ہیں' لیکن اس شرط پر کہ تم ان کی مرضی کے مطابق قرآن کی آیات لاؤ۔ ۱۰/۱۵؛ ۱۱/۱۱۳؛ ۱۷/۴۴؛ ۹/۶۸)۔ جب تو انہیں اس قسم کی کوئی آیت نہیں دیتا' تو یہ کہتے ہیں کہ (اگر تمہارا خدا اس بات پر راضی نہیں ہوتا تو) تم اپنی طرف سے اس قسم کی آیات وضع کیوں نہیں کر لیتے؟

ان سے کہو کہ (میں کوئی بات اپنی طرف سے وضع نہیں کر سکتا۔) میں تو صرف اس وحی کا اتباع کرتا ہوں جو مجھے میرے نشو و نما دینے والے کی طرف سے ملتی ہے۔ یہ ضابطۂ قوانین تمام دنیا کے لئے' بصائر و دلائل کا مجموعہ ہے۔ اور جو لوگ اس کی صداقت پر ایمان لائیں' ان کے لئے ہدایت و رحمت کا سرچشمہ۔

۲۰۴ (تم' ان لوگوں سے صرفِ نظر کر کے' اپنی توجہات کو اپنی جماعت پر مرکوز رکھو۔ اور

وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ وَلَا
تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ ﴿۲۰۵﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ عِنْدَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِهٖ وَيُسَبِّحُوْنَهٗ وَلَهٗ يَسْجُدُوْنَ ﴿۲۰۶﴾ ۲۴ ع ۱۸ ۱۴

ان سے کہو کہ) جب تمہارے سامنے قرآن پڑھا جائے، تو اسے، پوری پوری توجہ کے ساتھ، خاموشی سے سنا کرو۔ اس سے تمہیں، نوازشِ خداوندی سے سامانِ نشوونما مل جائے گا۔

۲۰۵ (اِن سے کہو کہ جب اس قانونِ خداوندی کو اچھی طرح سے سن لو تو یہ نہ سمجھ لو کہ بس مقصد پورا ہو گیا۔) اسے، صبح۔شام، ہر وقت، اپنے پیشِ نظر رکھو، اور دل کے ایسے جھکاؤ کے ساتھ، جو تمہارے تحت الشعور کی گہرائیوں سے ابھرے (۵۵/۷) اس کی پوری پوری اطاعت کرو۔ اِس سے مطمئن نہ ہو جاؤ کہ قرآن کو اونچے اونچے پڑھ لیا تو تلاوتِ قرآن کا فریضہ ادا ہو گیا۔ مقصد یہ ہے کہ تم اس سے کسی حالت میں بھی غافل نہ رہو۔

۲۰۶ خدا کے مقربین کی کیفیت ہی یہ ہوتی ہے کہ وہ اُس کی اِطاعت سے کبھی سرتابی اختیار نہیں کرتے۔ وہ اس کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل میں انتہائی جدوجہد کرتے ہیں، اور صرف اُسی کے قوانین کے سامنے جھکتے ہیں۔ کسی اور کے سامنے نہیں جھکتے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

يَسْئَلُوْنَكَ عَنِ الْاَنْفَالِ ؕ قُلِ الْاَنْفَالُ لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ ۚ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَصْلِحُوْا ذَاتَ بَيْنِكُمْ ۪ وَاَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗۤ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ① اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ اِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَجِلَتْ قُلُوْبُهُمْ وَاِذَا تُلِيَتْ
عَلَيْهِمْ اٰيٰتُهٗ زَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّعَلٰى رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُوْنَ ②

۱ اے رسول! یہ تجھ سے پوچھتے ہیں کہ حکومت کی جو آمدنی مقررہ واجبات کے علاوہ ہو، وہ کس کے پاس جائے گی؟[۱] ان سے کہدو کہ وہ آمدنی "خدا ورسول" (نظامِ مملکت) کی ہوگی۔ (تم اس بارے میں جھگڑو نہیں بلکہ) قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرو اور آپس میں معاملات درست رکھو اور ہمواریاں پیدا کرتے رہو۔ اور "خدا ورسول" — نظامِ خداوندی — کی اطاعت کرتے رہو۔ یہی مومنین کا شعار ہے۔

۲ مومنین کی تو خصوصیت ہی یہ ہے کہ جب قوانینِ خداوندی کا مجموعی تصوّر ان کے سامنے لایا جاتا ہے تو (اُن کی خلاف ورزی سے جو تباہی آتی ہے، اُس کے احساس سے) ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں، اور جب اِن قوانین کی تفصیلات ان کے سامنے آتی ہیں تو (اُن پر عمل پیرا ہونے کے خوشگوار نتائج کے تصوّر سے) ان کا ایمان بڑھ جاتا ہے اور وہ اپنے نشوونما دینے والے (کی راہ نمائی) پر پورا پورا بھروسہ رکھتے ہیں، کہ وہ انہیں کبھی

---

[۱] اَنْفَالُ، جمع ہے نَفْلٌ اور نَفَلٌ کی۔ اس کے معنی زیادتی کے ہیں۔ یعنی جو چیز زیادہ ہو۔ اس آیت کے معنی یہ بھی ہو سکتے ہیں کہ جو مال لوگوں کی ضروریات سے زیادہ ہو (فاضلہ دولت) وہ ربوبیتِ عامہ کے لئے مملکت کی تحویل میں رہے گا۔ اس کی تائید (۲/۲۱۹) سے بھی ہوتی ہے۔

اَلَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ ﴿٣﴾ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ دَرَجٰتٌ عِنْدَ
رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿٤﴾ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ بِالْحَقِّ ۠ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ
لَكٰرِهُوْنَ ﴿٥﴾ يُجَادِلُوْنَكَ فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ يَنْظُرُوْنَ ﴿٦﴾ وَ
اِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ

دھوکا نہیں دے گی۔

۳ یہ لوگ نظامِ صلوٰۃ کو قائم کرتے ہیں' اور جو سامانِ نشو ونما انہیں ملتا ہے' اسے نوعِ انسان کی پرورش کے لئے کھلا رکھتے ہیں (۲/۳)۔

۴ یہ ہیں سچے مومن۔ ان کے نشو ونما دینے والے کے ہاں' ان کے مدارج بہت بلند ہیں' اور ان کے لئے سامانِ حفاظت اور باعزت رزق فراواں ہے۔

۵ (لیکن یہ نظام یونہی قائم نہیں ہوجاتا' اور اس انداز کا رزقِ کریم' بلا محنت ومشقت نہیں مل جاتا۔ اس کے لئے بڑی قربانیوں اور جاں فشانیوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ مثلاً بدر کی جنگ کا واقعہ ہی لو' جس میں) تو اپنے نشو ونما دینے والے کے پروگرام کے مطابق' دشمن کے مقابلے کے لئے مدینہ سے باہر نکلا تھا حالانکہ تمہاری جماعت (مومنین) میں سے ایک گروہ ایسا بھی تھا جس پر یہ امر ناگوار گزرا تھا[۱]۔

۶ وہ تجھ سے اس باب میں جھگڑتے تھے کہ تمہارا یہ فیصلہ درست ہے یا نہیں' حالانکہ معاملہ ان پر بالکل واضح ہوچکا تھا۔ (وہ باہر نکلنے سے اس طرح گھبراتے تھے) گویا وہ موت کی طرف ہانکے جارہے ہیں' اور اسے اپنی آنکھوں سے اپنے سامنے کھڑا دیکھ رہے ہیں۔

۷ پھر جب تم آگے بڑھے تو حالات بتارہے تھے کہ' اللہ کے اُس وعدے کے مطابق جو

---

[۱] ہم نے جس انداز میں مفہوم بیان کیا ہے اس سے مترشح ہوگا کہ یہ ایک گزرے ہوئے واقعہ کی داستان ہے۔ لیکن یُجَادِلُوْنَكَ اور یُسَاقُوْنَ (مضارع) کے پیشِ نظر' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیات عین اُس وقت نازل ہوئیں جب واقعہ سرزد ہورہا تھا۔ اس اعتبار سے' اس واقعہ کا بیان' زمانۂ حال کے الفاظ میں کرنا زیادہ موزوں ہوگا۔ اور آیت ۷ کا مفہوم بھی زیادہ واضح ہوجائے گا۔ یعنی وہ وعدہ کسی گزرے ہوئے زمانہ میں نہیں ہوا تھا بلکہ حال ہی کا بیان ہے۔ خدا جماعتِ مومنین سے یہ وعدہ کررہا ہے۔

اللّٰہُ اَنْ یُّحِقَّ الْحَقَّ بِکَلِمٰتِہٖ وَ یَقْطَعَ دَابِرَ الْکٰفِرِیْنَ ۝۷ لِیُحِقَّ الْحَقَّ وَ یُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ کَرِہَ الْمُجْرِ
مُوْنَ ۝۸ اِذْ تَسْتَغِیْثُوْنَ رَبَّکُمْ فَاسْتَجَابَ لَکُمْ اَنِّیْ مُمِدُّکُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِکَۃِ مُرْدِفِیْنَ ۝۹ وَ
مَا جَعَلَہُ اللّٰہُ اِلَّا بُشْرٰی وَلِتَطْمَئِنَّ بِہٖ قُلُوْبُکُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ عَزِیْزٌ
حَکِیْمٌ ۝۱۰ اِذْ یُغَشِّیْکُمُ النُّعَاسَ اَمَنَۃً مِّنْہُ وَ یُنَزِّلُ عَلَیْکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَہِّرَکُمْ بِہٖ وَ یُذْہِبَ (ع ۱ ۱۵)
عَنْکُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَ لِیَرْبِطَ عَلٰی قُلُوْبِکُمْ وَ یُثَبِّتَ بِہِ الْاَقْدَامَ ۝۱۱

اس نے ایمان اور اعمال صالح کے نتیجے میں استخلاف فی الارض کے لئے' کر رکھا ہے (۲۴/۵۵) فریق مقابل کے دو گروہوں میں سے ایک پر تم ضرور غالب آجاؤ گے۔ تم یہ چاہتے تھے کہ تمہارا ٹکراؤ اس گروہ کے ساتھ ہو جو غیر مسلح تھا اور لڑائی کی طاقت نہیں رکھتا تھا۔ لیکن اللہ یہ چاہتا تھا کہ تمہارا مقابلہ ان کے لشکر سے ہو تاکہ اس طرح یہ ثابت ہو جائے کہ حق' باطل پر غالب آیا کرتا ہے' اور اس سے انکار کرنے والوں کی جڑ کٹ جایا کرتی ہے۔

۸ اور اس طرح حق' حق۔ اور باطل' باطل بن کر دنیا کے سامنے آجائے' خواہ مجرمین پر یہ بات کیسی ہی ناگوار کیوں نہ گزرے۔

۹ (تمہیں دشمن کی قوت کا اس درجہ احساس تھا کہ) تم خدا سے' فتح و نصرت کی دعائیں مانگتے تھے۔ سو اللہ نے تمہاری دعائیں سن لیں اور کہا کہ (اگر دشمن کا لشکر ایک ہزار ہے تو گھبراؤ نہیں)، میں تمہاری مدد ایک ہزار ملائکہ سے کرونگا جو لگاتار آئیں گے (کائناتی قوتیں تمہارے حق میں جائیں گی۔ ۴۱/۱۱)۔

۱۰ (کامیابی تو تمہیں ہونی ہی تھی) اللہ نے اس نصرت کے دعوے کو تمہارے لئے خوشخبری بنا دیا تاکہ تمہیں اس سے اطمینان قلب نصیب ہو جائے (۳/۱۲۵ ; ۴۱/۳۰)۔ حقیقت یہ ہے کہ فتح و نصرت خدا کے قانون کے مطابق ملتی ہے (اور تمہیں بھی اسی وجہ سے فتح حاصل ہوئی تھی کہ تم اُس کے قانون پر عمل پیرا تھے)۔ وہ قانون جس میں قوت اور تدبیر دونوں موجود ہوتی ہیں۔

۱۱ اس (خوشخبری) سے تم پر امن و سکون کی فضا طاری ہوگئی' اور خوف و ہراس جاتا رہا (۳/۱۵۴)۔ پھر تم پر بادلوں سے پانی برسا تاکہ تم نہا دھو کر پاک و صاف اور تر و تازہ ہو جاؤ' اور فریقِ مخالف کی طرف سے پانی بند کر دینے کا جو خطرہ تمہیں لاحق ہو رہا تھا اس سے

إِذْ يُوحِي رَبُّكَ إِلَى الْمَلَائِكَةِ أَنِّي مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا الَّذِينَ آمَنُوا ۚ سَأُلْقِي فِي قُلُوبِ الَّذِينَ كَفَرُوا
الرُّعْبَ فَاضْرِبُوا فَوْقَ الْأَعْنَاقِ وَاضْرِبُوا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿١٢﴾ ذَٰلِكَ بِأَنَّهُمْ شَاقُّوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ
وَمَن يُشَاقِقِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَإِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿١٣﴾ ذَٰلِكُمْ فَذُوقُوهُ وَأَنَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابَ
النَّارِ ﴿١٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا زَحْفًا فَلَا تُوَلُّوهُمُ الْأَدْبَارَ ﴿١٥﴾ وَمَن يُوَ
لِّهِمْ يَوْمَئِذٍ دُبُرَهُ إِلَّا مُتَحَرِّفًا لِّقِتَالٍ أَوْ مُتَحَيِّزًا إِلَىٰ فِئَةٍ فَقَدْ بَاءَ بِغَضَبٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ
جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿١٦﴾

تمہارا اطمینان ہوجائے۔ اور وہاں کی ریتلی زمین ایسی ہوجائے کہ تم وہاں اپنے پاؤں جما سکو ——ایک بارش سے یہ تمام خطرات و وساوس دور ہوگئے' اور تمہیں جمعیت خاطر نصیب ہوگئی۔ ——کائناتی قوتیں یوں بھی مدد کردیتی ہیں۔

۱۲ (یہ وہ وقت تھا جب) تیرے پروردگار نے ملائکہ سے کہا تھا کہ میری تائید و نصرت جماعتِ مومنین کے ساتھ ہے۔ تم ان کے دل میں اطمینان و سکون پیدا کرکے' انہیں ثابت قدمی عطا کردو۔ میں مخالفین کے دل میں ان کا رعب طاری کردوں گا۔ (سوائے جماعتِ مومنین!) تم مخالفین کی گردنیں اڑاؤ۔ اور ان کی قوت اور گرفت کے تمام اسباب و ذرائع کو تہس نہس کردو۔

۱۳ یہ اس لئے کہ یہ لوگ قانونِ خداوندی' اور اس کے نافذ کرنے والے' رسول (یعنی نظامِ خداوندی) کی مخالفت کرتے ہیں۔ سو جو لوگ بھی اس نظام کی مخالفت کریں گے' خدا کا قانونِ مکافات انہیں سخت سزا دے گا۔

۱۴ ان سے کہا جائے گا کہ یہ تمہارے اعمال کی سزا ہے' سو اس کا مزہ چکھ لو۔ (اور یہ چیز صرف انہی کے ساتھ مخصوص نہیں)۔ قانونِ خداوندی کی مخالفت کرنے والے جہاں بھی ہوں گے' ان کے لئے اسی قسم کا تباہ کردینے والا عذاب ہوگا۔

۱۵ اے جماعتِ مومنین! (فتح و ظفر کی ان خوش خبریوں' اور تائید و نصرت کے ان تمام
وعدوں کے بعد' تم اچھی طرح سن لو کہ) جب تمہارا مقابلہ دشمن کی فوج سے ہو تو انہیں پیٹھ
۱۶ مت دکھانا۔ یاد رکھو! جو ایسے وقت میں پیٹھ دکھائے گا وہ خدا کے عذاب کا مورد بن جائیگا'
اور سیدھا تباہی و بربادی کے جہنم میں جا گرے گا۔ اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔ ہاں مگر جو

فَلَمْ تَقْتُلُوْهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ قَتَلَهُمْ ۪ وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى ۚ وَلِيُبْلِيَ الْمُؤْمِنِيْنَ
مِنْهُ بَلَآءً حَسَنًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۱۷﴾ ذٰلِكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ مُوْهِنُ كَيْدِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۱۸﴾ اِنْ
تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَكُمُ الْفَتْحُ ۚ وَاِنْ تَنْتَهُوْا فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَعُوْدُوْا نَعُدْ ۚ وَلَنْ
تُغْنِيَ عَنْكُمْ فِئَتُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَوْ كَثُرَتْ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۹﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِيْعُوا
اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَلَا تَوَلَّوْا عَنْهُ وَاَنْتُمْ تَسْمَعُوْنَ ﴿۲۰﴾

جنگ کی مصلحت کی بنا پر اپنا پینترا بدلے' یا اپنی پارٹی کی طرف پلٹنا چاہے' اور اس طرح اپنے مقام سے ہٹ کر اِدھر اُدھر ہو جائے' تو اس کا مضائقہ نہیں۔

۱۷ اِن مخالفین کو تم نے میدانِ جنگ میں (از خود) قتل نہیں کیا' بلکہ انہیں درحقیقت اللہ نے قتل کیا۔ اور جو تیر اندازی تم نے کی' وہ بھی تم نے (از خود) نہیں کی' بلکہ خود اللہ ہی نے کی (اس لئے کہ تم نے یہ جنگ و قتال خدا کی اجازت سے کیا ہے۔ ۲۲/۳۹۔ از خود نہیں کیا۔ اور خدا نے اس کا حکم اس لئے دیا تھا کہ' اتنے عرصہ کی مسلسل جانکاہ مشقتوں کے بعد) جماعتِ مومنین کے سامنے (ان کی محنتوں کا ماحصل اور) زندگی کا خوشگوار پہلو آجائے۔ اس لئے کہ خدا کا قانونِ مکافات سب کچھ سنتا اور سب کچھ جانتا ہے۔ (لہذا' کسی کی محنت رائگاں نہیں جاتی بشرطیکہ وہ صحیح طریق سے کی گئی ہو)۔

۱۸ اور یہ تو ابھی تمہاری پہلی فتح ہے۔ اس کے بعد سمجھ لو کہ اللہ' ان مخالفین کی تمام تدبیریں ناکام کر دینے والا ہے (انہیں شکست پر شکست ہوتی جائے گی)۔

۱۹ تم ان مخالفین سے کہدو کہ تم چاہتے تھے کہ تمہارے اور ہمارے درمیان دو ٹوک فیصلہ ہو جائے۔ سو وہ بھی تم نے دیکھ لیا۔ لہذا' اگر تم اب بھی رک جاؤ اور نظام خداوندی کی مخالفت سے باز آجاؤ تو تمہارے لئے بہتر ہے۔ لیکن اگر تم پھر پلٹ کر جنگ کے لئے آؤ گے تو ہم بھی مقابلہ کے لئے آجائیں گے۔ اور تمہارا لاؤ لشکر تمہارے کسی کام نہیں آئے گا' خواہ وہ کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔ یہ اس لئے کہ خدا کا قانون' جماعتِ مومنین کے ساتھ ہے۔

۲۰ (یہ تو تم ان سے کہو' اور خود اس بات کو دل کے کانوں سے سن لو کہ اس فتح سے تمہارے دل میں کہیں یہ خیال نہ پیدا ہو جائے کہ ہمیں اب کچھ کرنے کی ضرورت نہیں۔ یاد رکھو! یہ اس سلسلہ کی پہلی کڑی ہے ۔ اس کے بعد' ابھی تم نے بہت کچھ کرنا ہے۔ اسلئے)

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ قَالُوا سَمِعْنَا وَهُمْ لَا يَسْمَعُونَ ﴿٢١﴾ إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِنْدَ اللَّهِ الصُّمُّ الْبُكْمُ
الَّذِينَ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٢٢﴾ وَلَوْ عَلِمَ اللَّهُ فِيهِمْ خَيْرًا لَأَسْمَعَهُمْ ۖ وَلَوْ أَسْمَعَهُمْ لَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُعْرِ
ضُونَ ﴿٢٣﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ
يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ ﴿٢٤﴾

تم "خدا اور رسول" کی پوری پوری اطاعت کرو' اور اُس کے احکام کو سن کر ان سے کبھی گریز کی راہیں نہ نکالو۔

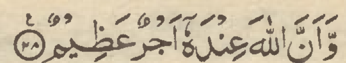
۲۱ دیکھنا! تم نے کہیں ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جو کہتے تو یہ ہیں کہ ہم نے احکام کو سن لیا ہے' لیکن درحقیقت وہ اُنہیں دل کے کانوں سے نہیں سنتے (یعنی ان پر غور و فکر نہیں کرتے)۔

۲۲ قانونِ خداوندی کی رُو سے 'بدترینِ خلائق وہ لوگ ہیں جو بہرے اور گونگے بنے رہتے ہیں اور عقل و فکر سے کام نہیں لیتے۔ (۲/۱۸ ؛ ۷/۱۷۶)۔

۲۳ (اس قسم کے لوگ جو عقل و فکر سے کام لینا چھوڑ دیتے ہیں' اس قابل ہی نہیں رہتے کہ صحیح بات قبول کر سکیں)۔ اگر ان میں صحیح بات قبول کرنے کی صلاحیت ہوتی تو اللہ (اپنے قانون کے مطابق) ایسا کر دیتا کہ وہ اسے قبول کر لیں۔ لیکن اگر وہ (اِسے' اُن سے' بغیر اس صلاحیت کے زبردستی) قبول کراتا' تو وہ اس سے منہ پھیر لیتے' جیسا کہ وہ اب منہ پھیرے ہوتے ہیں۔ (سو ان کا اعراض اس امر کی دلیل ہے کہ ان میں قبولِ حق کی استعداد ہی نہیں رہی' حالانکہ اتنے لمبے عرصہ تک انہیں حق کی تبلیغ کی جاتی رہی ہے)۔

۲۴ اے جماعتِ مومنین! (دیکھنا! تم نے کہیں ایسا نہ ہو جانا)۔ تم ہمیشہ "اللہ اور رسول" (نظامِ خداوندی) کی آواز پر لبیک کہو' جب وہ تمہیں اِس بات کی دعوت دیتا ہے جو تمہیں زندگی عطا کرنے والی ہے۔ (اس کے لئے عزمِ راسخ اور ہمتِ بلند کی ضرورت ہوتی ہے۔ لیکن انسان کے اندر ایسے جذبات بھی تو ہیں جو اس کے حوصلوں کو پست کر دیتے ہیں۔ لہٰذا تم اس حقیقتِ حال سے بے خبر نہ رہو کہ) ایسا بھی ہو جایا کرتا ہے کہ 'بجائے اس کے کہ خدا کا حکم' انسان کے ارادوں کی پختگی کے ساتھ پیوست رہے' وہ اس کے جرأت مندانہ ارادوں' اور حوصلوں کے پست کر دینے والے جذبات کے درمیان گِھر جاتا ہے اور اس طرح اس انسان میں تذبذب کی حالت پیدا ہو جاتی ہے۔ (اس سے بچنے کا ایک ہی طریقہ ہے اور وہ یہ کہ تم ہر وقت اس حقیقت کو اپنے سامنے رکھو کہ) تمہیں نظامِ خداوندی کے مرکز

وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَّا تُصِيْبَنَّ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مِنْكُمْ خَآصَّةً ۚ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۲۵﴾
وَاذْكُرُوْٓا اِذْ اَنْتُمْ قَلِيْلٌ مُّسْتَضْعَفُوْنَ فِي الْاَرْضِ تَخَافُوْنَ اَنْ يَّتَخَطَّفَكُمُ النَّاسُ فَاٰوٰىكُمْ وَ
اَيَّدَكُمْ بِنَصْرِهٖ وَرَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿۲۶﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَخُوْنُوا
اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْٓا اَمٰنٰتِكُمْ وَاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوَالُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ ۙ


وَّاَنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗٓ اَجْرٌ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾ ۳ ۹ ۱۴

کے گرد ہی جمع ہونا ہے۔ اسے چھوڑ کر کسی اور طرف نہیں نکل جانا۔ اور تمہارے ہر اقدام کی تم سے جواب طلبی ہونی ہے۔ (یہ خیال تمہارے دل میں جاگزیں رہا تو پھر تمہارے ذاتی جذبات' تمہارے حوصلوں کو پست نہیں کر سکیں گے)۔

۲۵ (اور اسے بھی یاد رکھو کہ اگر جماعت میں ایسے لوگ پیدا ہو جائیں جو اس قسم کے تذبذب میں گرفتار ہوں) تو اس سے جو مصیبت آتی ہے وہ صرف اُنہی لوگوں تک محدود نہیں رہتی۔ وہ سارے کے سارے معاشرہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا کرتی ہے۔ اس لئے کہ خدا کا قانون اپنی نتیجہ خیزی میں بڑا سخت واقع ہوا ہے (اجتماعی اعمال کے نتائج بھی اجتماعی ہوتے ہیں۔ اس لئے اس سے بہت محتاط رہو اور ایسا انتظام کرو کہ تمہارے ہاں ایسی صورت پیدا نہ ہونے پائے)۔

۲۶ (تم اس نظام کی اطاعت کے حسین نتائج کا اندازہ خود اپنی حالت سے لگاؤ۔ تمہاری کیفیت یہ تھی کہ) تم تعداد میں بھی کم تھے اور قوت کے اعتبار سے بھی بیحد کمزور تصور کئے جاتے تھے۔ تمہیں ہمیشہ یہ خطرہ لاحق رہتا تھا کہ مخالفین تمہیں اُچک کر نہ لے جائیں۔ (ان حالات میں' قانونِ خداوندی نے' تمہاری اطاعت اور استقامت کے بدلے میں) تمہیں ایسا ٹھکانہ دیا جہاں تم اکٹھے رہ سکتے ہو۔ اور اپنی نصرت سے تمہیں تقویت پہنچائی۔ اور خوشگوار چیزیں دے کر تمہارے رزق کا سامان مہیا کر دیا۔ یہ سب اس لئے کہ (نظامِ خداوندی کے قیام و بقا میں) تمہاری جدوجہد بھرپور نتائج پیدا کر سکے۔

۲۷ (جب تم ان باتوں کا خود تجربہ کر چکے ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ) تم نہ تو اس نظامِ خداوندی (خدا اور رسول) سے کسی قسم کی خیانت کرو' اور نہ ہی ان ذمہ داریوں کی ادائیگی میں جو تمہارے سپرد کی جائیں۔ تم جانتے ہو کہ ایسا کرنے کا نتیجہ کیا ہوگا۔

۲۸ تم اسے بھی اچھی طرح سمجھ لو کہ (انفرادی مفاد کے مقابلہ میں انسانیت کے مفادِ کلی

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ
ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾ وَإِذْ يَمْكُرُ بِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا لِيُثْبِتُوكَ أَوْ يَقْتُلُوكَ أَوْ يُخْرِجُوكَ ۚ
وَيَمْكُرُونَ وَيَمْكُرُ اللَّهُ ۖ وَاللَّهُ خَيْرُ الْمَاكِرِينَ ﴿٣٠﴾ وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِمْ آيَاتُنَا قَالُوا قَدْ سَمِعْنَا
لَوْ نَشَاءُ لَقُلْنَا مِثْلَ هَٰذَا ۙ إِنْ هَٰذَا إِلَّا أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣١﴾ وَإِذْ قَالُوا اللَّهُمَّ إِن كَانَ
هَٰذَا هُوَ الْحَقَّ مِنْ عِندِكَ فَأَمْطِرْ عَلَيْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَاءِ أَوِ ائْتِنَا بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ﴿٣٢﴾ وَمَا كَانَ

کو اپنا نصب العین قرار دینے کے راستے میں سب سے بڑی رکاوٹ مال اور اولاد کی کشش ہوتی ہے۔ اگر ان کی کشش تم پر غالب آگئی تو یہ چیز تمہاری تباہی کا موجب بن جائے گی۔ لیکن اگر تم نے ان کی کشش و جاذبیت کے باوجود' انسانیت کے مفادِ کلی کو ترجیح دی' تو تم اس کٹھالی میں سے کندن بن کر نکلو گے' اور دیکھو گے کہ نظامِ خداوندی کی طرف سے اس کا کس قدر عظیم بدلہ ملتا ہے۔

۲۹ اگر تم ان کی بیجا کشش و جاذبیت سے بچتے' اور قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرتے رہے تو وہ تمہیں ایک امتیازی زندگی عطا کر دے گا۔ اور تمہاری ناہمواریوں کو تم سے دور کر دیگا اور تمام خطرات سے تمہاری حفاظت کا سامان بہم پہنچائے گا۔ یاد رکھو! اللہ کا نظام بڑی عظیم خوش حالیوں کا ضامن ہے۔

۳۰ (اے رسول! تم اُس وقت کو یاد کرو) جب فریقِ مخالف (کفارِ مکہ) اس قسم کی تدبیریں کرتے تھے کہ تجھے قید کر دیں۔ یا قتل کر دیں۔ یا بستی سے باہر نکال دیں۔ وہ اُدھر اس قسم کی تدبیریں کرتے تھے' اور اِدھر ہمارا قانون بھی اپنی تدبیروں میں لگا ہوا تھا (اس کے بعد سب نے دیکھ لیا کہ) کارگر تدبیر ہمارے ہی قانون کی ہوئی۔

۳۱ اُن کی حالت یہ تھی کہ جب ان کے سامنے قرآن کی آیات پیش کی جاتیں تو وہ (عجیب حقارت آمیز انداز سے) کہتے کہ ہم نے انہیں سن لیا ہے۔ (ان میں کونسی خاص بات ہے) اگر ہم چاہیں تو انہی جیسی آیات ہم خود بھی بنا سکتے ہیں۔ ان میں' اس کے سوا رکھا ہی کیا ہے کہ یہ پہلے لوگوں کے قصے کہانیاں ہیں!

۳۲ (اور جب ان سے کہا جاتا کہ اس قانون کی خلاف ورزی کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تم پر خدا کی طرف سے تباہی آجائے گی' تو) وہ کہتے کہ اے اللہ! اگر یہ وعید فی الواقعہ تیری طرف سے ہے اور

اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فِيهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ ﴿۳۳﴾ وَمَا لَهُمْ أَلَّا يُعَذِّبَهُمُ
اللّٰهُ وَهُمْ يَصُدُّونَ عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَا كَانُوا أَوْلِيَاءَهُ ۚ إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ وَلَٰكِنَّ
أَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿۳۴﴾ وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ إِلَّا مُكَاءً وَتَصْدِيَةً ۚ فَذُوقُوا الْعَذَابَ
بِمَا كُنْتُمْ تَكْفُرُونَ ﴿۳۵﴾ إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا يُنْفِقُونَ أَمْوَالَهُمْ لِيَصُدُّوا عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ
فَسَيُنْفِقُونَهَا ثُمَّ تَكُونُ عَلَيْهِمْ حَسْرَةً ثُمَّ يُغْلَبُونَ ۗ وَالَّذِينَ كَفَرُوا إِلَىٰ جَهَنَّمَ
يُحْشَرُونَ ﴿۳۶﴾

سچی ہے' تو پھر تجھے انتظار کس بات کا ہے؟ تو ہم پر پتھروں کی بارش برسا دے۔ یا ہمیں کسی اور عذاب میں مبتلا کر دے۔

۳۳ لیکن ایسا نہیں ہو سکتا تھا کہ اُن پر تباہی آجاتی' درانحالیکہ تم ہنوز اُن میں مصروف تبلیغ تھے اور اس کا امکان تھا کہ ان میں سے کئی لوگ' حق کو قبول کر کے پناہ خداوندی میں آجائینگے۔

۳۴ لیکن اب کونسی بات باقی رہ گئی ہے کہ ان پر (ان کے اعمال کے نتیجے میں) تباہی نہ آجائے اور انہیں مزید ڈھیل دی جائے؟ ان کی حالت یہ ہے کہ انہوں نے اُن مقاصد اور مصالح کی راہیں بند کر رکھی ہیں جن کے لئے ہم نے کعبہ کو واجب الاحترام قرار دیا تھا۔ اس لئے یہ قطعاً اس قابل نہیں رہے کہ انہیں کعبہ کا محافظ و متولّی رہنے دیا جائے۔ اس کے متولّی صرف وہی لوگ ہو سکتے ہیں جو قانون خداوندی کی نگہداشت کریں۔ لیکن ان میں تو اکثر کا یہ عالم ہے کہ وہ جانتے تک بھی نہیں (کہ تولیت کعبہ کا مقصد کیا ہے؟)۔

۳۵ (کعبہ اور اس کی تولیت کا عظیم مقصد تو ایک طرف) ان کی تو حالت یہ ہے کہ کعبہ میں صلوٰۃ تک بھی اس کے سوا کچھ نہیں رہ گئی کہ سیٹیاں بجائیں اور تالیاں پیٹیں —— یعنی چند بے معنی آوازیں اور کچھ بے مقصد حرکتیں —— یہ صلوٰۃ کی اصل و حقیقت سے یکسر انکار کے مرادف ہے۔ اس لئے ان سے کہو کہ تم اب اپنی ان حرکات کا نتیجہ بھگتو اور تباہی اور بربادی کا مزہ چکھو۔ (جو قوم بھی احکام خداوندی کی اصل و غایت کو نظر انداز کر کے' محض رسوم و ظواہر کو منتہائے قرار دے لیتی ہے' وہ عذاب خداوندی میں ماخوذ ہو جاتی ہے)۔

۳۶ یہ لوگ جو نظام خداوندی سے اس طرح انکار کرتے اور سرکشی برتتے ہیں' اور اپنا مال

لِيَمِيزَ اللَّهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَيَجْعَلَ الْخَبِيثَ بَعْضَهُ عَلَىٰ بَعْضٍ فَيَرْكُمَهُ جَمِيعًا
فَيَجْعَلَهُ فِي جَهَنَّمَ ۚ أُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ ﴿٣٧﴾ قُل لِّلَّذِينَ كَفَرُوا إِن يَنتَهُوا يُغْفَرْ لَهُم مَّا قَدْ
سَلَفَ وَإِن يَعُودُوا فَقَدْ مَضَتْ سُنَّتُ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٨﴾ وَقَاتِلُوهُمْ حَتَّىٰ لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَيَكُونَ الدِّينُ
كُلُّهُ لِلَّهِ ۚ فَإِنِ انتَهَوْا فَإِنَّ اللَّهَ بِمَا يَعْمَلُونَ بَصِيرٌ ﴿٣٩﴾

اس لئے خرچ کرتے ہیں کہ لوگوں کو "خدا کے راستے" کی طرف آنے سے روکیں. سو انہیں اپنی دولت اس طرح خرچ کرنے دو- اس سے کیا ہوتا ہے؟ ان کی ان تمام حرکات کے علی الرغم نظامِ خداوندی قائم ہو کر رہے گا- اور اُس وقت یہ مغلوب ہو جائیں گے، اور بصد حسرت دیاس کہیں گے (کہ ہم نے اپنی دولت اس ناکام مقصد کے لئے ناحق صرف کی!)

ان سے کہدو کہ جو لوگ بھی قوانین خداوندی سے انکار کرتے ہیں، انہیں بالآخر تباہی و بربادی کے جہنم کی طرف ہانک کر اکٹھا کیا جاتا ہے۔

۳۷ یہ اِس لئے کہ خدا کا قانونِ مکافات، خوشگوار نظریۂ حیات رکھنے والی جماعت کو، تخریب پیدا کرنے والی جماعت سے الگ کرلے- اور تمام تخریبی جماعتیں، حق کی مخالفت میں، ایک دوسرے کے ساتھ مل کر، انبار در انبار بن جائیں- اور پھر (قانون خداوندی) اِس پورے ڈھیر کو بربادی اور تباہی کے جہنم میں جھونک دے- اور اس طرح انہیں بتا دے کہ وہ کس طرح خاسر و نامراد رہتے ہیں-

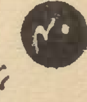
۳۸ اِن مخالفین سے کہدو کہ اگر یہ اب بھی اپنی مخالفت سے باز آجائیں، تو جو کچھ یہ اس وقت تک کر چکے ہیں، اس کا ان سے کچھ مواخذہ نہیں کیا جائے گا- لیکن اگر یہ وہی کچھ پھر کرنے لگ گئے تو جو کچھ اقوامِ گذشتہ کے ساتھ ہوا ہے، وہی ان کے ساتھ ہوگا-

۳۹ بہرحال جب تک یہ اپنی حرکات سے باز نہیں آتے، تم ان کے خلاف جنگ جاری رکھو، تاآنکہ (ظلم و استبداد کا) وہ فتنہ فرو ہو جائے جو انہوں نے برپا کر رکھا ہے، اور ایسی فضا پیدا ہو جائے جس میں، جس کا جی چاہے، پوری آزادی سے دین کو خالصۃً لوجہ اللہ (بلا جبر و اکراہ) اختیار کر سکے (۲/۱۹۳)-

اور اگر یہ لوگ اس فتنہ سے باز آجائیں، تو پھر ان سے مواخذہ کی ضرورت نہیں (کیونکہ جنگ سے مقصد ہی اس فتنہ کو ختم کرنا اور دین کے معاملہ میں لوگوں کو پوری پوری آزادی دینا تھا کہ جو چاہے اسے بطیب خاطر اختیار کرے اور جس کا جی چاہے اس سے انکار کر دے) اس

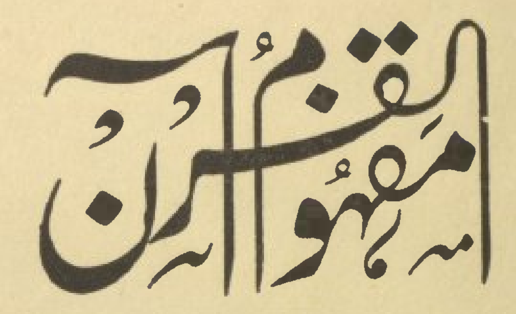
وَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ مَوْلٰىكُمْ ۭ نِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ۝۴۰

صورت میں قانونِ خداوندی اس پر نگاہ رکھے گا کہ یہ اس کے بعد کیا کرتے ہیں۔



اور اگر یہ بعد میں اپنے معاہدہ سے پھر جائیں (تو تمہیں گھبرانے کی ضرورت نہیں)۔ تمہارا رفیق و دمساز تو بہر حال خدا کا قانون ہے۔ وہ کیسا اچھا رفیق و کارساز' اور کیسا اچھا معین و مددگار ہے۔

میزان پرنٹنگ پریس — ۲۷ - بی - شاہ عالم مارکیٹ — لاہور
میں باہتمام نظر علی شاہ مینجر چھپا -



دسواں پارہ

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ

۲۷۔بی۔شاہ عالم مارکیٹ۔لاہور

قیمت -/2

وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ

وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِن كُنتُمْ آمَنتُم بِاللَّهِ وَمَا أَنزَلْنَا

عَلَىٰ عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ ۗ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ

[illegible]

[illegible]



وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ فَاَنَّ لِلّٰہِ خُمُسَہٗ وَ
لِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ اِنْ کُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰہِ وَمَآ اَنْزَلْنَا
عَلٰی عَبْدِنَا یَوْمَ الْفُرْقَانِ یَوْمَ الْتَقَی الْجَمْعٰنِ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۴۱﴾

۴۱ جنگ کے سلسلہ میں، اس اہم حقیقت کو بھی پیش نظر رکھو کہ، اس سے پہلے، تمہارا دستور یہ تھا کہ جنگ میں، جو کچھ کسی کے ہاتھ آجائے، وہ اسی کا ہو۔ یہی لوٹ کا مال وہ بنیادی جذبہ تھا جس کے لئے تم میدانِ جنگ میں جایا کرتے تھے۔ لیکن اب جنگ ظلم کو روکنے اور نظامِ عدل و احسان قائم کرنے کے لئے ہوگی۔ اس لئے، اس میں جذبۂ محرکہ لوٹ کا مال حاصل کرنا نہیں ہوگا۔ یاد رکھو! میدانِ جنگ میں جو مالِ غنیمت بھی ملے گا، اس میں سے پانچواں حصہ، "خدا اور رسول" —— یعنی مملکت کی انتظامی ضروریات —— کے لئے رکھ کر، باقی، ضرورت مندوں کی ضروریات پوری کرنے میں صرف کیا جائے گا —— مثلاً (میدانِ جنگ میں جانے والوں، اور کام آجانے والوں کے) اقربا کے لئے۔ یتیموں اور معاشرہ میں بے یار و مددگار، تنہا، رہ جانے والوں کے لئے۔ اُن کے لئے جن کا چلتا ہوا کاروبار رک گیا ہو، یا جو کسی حادثے کی وجہ سے کام کاج کے قابل نہ رہے ہوں۔ نیز اُن مسافروں کے لئے جو مدد کے محتاج ہوں۔

ہم جانتے ہیں کہ، اس طرح ہاتھ آئے ہوئے مال سے، یوں دستکش ہو جانا کچھ آسان کام نہیں، لیکن اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اور ان احکام پر جو ہم نے اپنے بندے پر اُس دن نازل کئے تھے جب دو لشکر ایک دوسرے کے مقابل آئے تھے اور جب حق و باطل نکھر کر سامنے آگیا تھا، (تو تمہارے لئے ایسا کرنا مشکل نہیں ہوگا۔

إِذْ أَنْتُمْ بِالْعُدْوَةِ الدُّنْيَا وَهُمْ بِالْعُدْوَةِ الْقُصْوَىٰ وَالرَّكْبُ أَسْفَلَ مِنْكُمْ ۚ وَلَوْ تَوَاعَدْتُّمْ لَا
خْتَلَفْتُمْ فِي الْمِيعَادِ ۙ وَلَٰكِنْ لِّيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيَىٰ
مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ ۗ وَإِنَّ اللَّهَ لَسَمِيعٌ عَلِيمٌ ﴿٤٢﴾ إِذْ يُرِيكَهُمُ اللَّهُ فِي مَنَامِكَ قَلِيلًا ۖ وَلَوْ أَرَاكَهُمْ
كَثِيرًا لَّفَشِلْتُمْ وَلَتَنَازَعْتُمْ فِي الْأَمْرِ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ سَلَّمَ ۗ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ﴿٤٣﴾ وَ
إِذْ يُرِيكُمُوهُمْ إِذِ الْتَقَيْتُمْ فِي أَعْيُنِكُمْ قَلِيلًا وَّيُقَلِّلُكُمْ فِي أَعْيُنِهِمْ لِيَقْضِيَ اللَّهُ أَمْرًا كَانَ مَفْعُولًا ۗ

مستقل اقدار پر ایمان' اس قسم کی تمام جاذبیتوں کو ٹھکرا سکتا ہے)۔ اسے اچھی طرح یاد رکھو کہ اللہ نے ہر شے کے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں' اور اُن پر اُس کا پورا پورا کنٹرول ہے۔ (اس لئے اس کے قانون پر عمل پیرا ہونے سے تمہیں کسی قسم کا نقصان نہیں ہوگا)۔

۴۲ اُس دن (جنگ بدر کے موقعہ پر) تم اِدھر قریب کے ناکے پر تھے' اور دشمن اُدھر دُور کے ناکے پر۔ اور قافلہ تم سے نچلی طرف سے گزر رہا تھا۔ اگر تم نے آپس میں ہی فیصلہ کرنا ہوتا کہ جنگ کی جائے یا نہ۔ اور کی جائے تو کب اور کہاں کی جائے' تو تمہارا' اس باب میں ضرور اختلاف ہو جاتا۔ (اس لئے کہ تم میں کچھ لوگ دشمن کی کثرت سے خائف تھے۔ اور کچھ قافلہ لوٹنا چاہتے تھے)۔ لیکن قانونِ خداوندی کا تقاضا یہ تھا کہ فریقِ مخالف سے تمہارا ٹکراؤ ہو جائے اور جو بات (آخر الامر) ہو کر رہنی ہے' اُس کا فیصلہ ہو جائے۔ تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ بھی کھلی دلیل کے ساتھ ہلاک ہو' اور جسے زندہ رہنا ہے وہ بھی کھلی دلیل کے ساتھ زندہ رہے۔ اور اللہ سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے۔

۴۳ جب اللہ نے تیری نگاہ میں دشمنوں کی تعداد کو تھوڑا کر دکھایا تھا — یعنی تم جان گئے تھے کہ اُن کی کثرت اُن کے کسی کام نہیں آسکے گی۔ اور یہی آخر الامر ہوا بھی —— اگر وہ تمہاری نظروں میں بہت زیادہ دکھائی دیتے تو تم ہمت ہار دیتے اور جنگ کے معاملہ میں باہم جھگڑنے لگ جاتے۔ لیکن اللہ نے تمہیں اس صورتِ حال سے بچا لیا۔ اس لئے کہ اللہ کو معلوم ہوتا ہے کہ انسان کے دل میں کیا کیا خیالات گزر رہے ہیں۔

۴۴ جب تم ایک دوسرے کے سامنے آئے تو دشمن کو تمہاری نظروں میں کم کر کے

وَإِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْأُمُورُ ﴿٤٤﴾ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا لَقِيتُمْ فِئَةً فَاثْبُتُوا وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا (٥ ع ١)
لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ ﴿٤٥﴾ وَأَطِيعُوا اللّٰهَ وَرَسُولَهُ وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ وَاصْبِرُوا ۚ
إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصَّابِرِينَ ﴿٤٦﴾ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ خَرَجُوا مِنْ دِيَارِهِمْ بَطَرًا وَرِئَاءَ النَّاسِ
وَيَصُدُّونَ عَنْ سَبِيلِ اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ بِمَا يَعْمَلُونَ مُحِيطٌ ﴿٤٧﴾

دکھایا گیا (یعنی تم سے صرف دو چند' حالانکہ وہ درحقیقت تم سے سہ چند سے بھی زیادہ تھے (۳/۱۲)) اس لئے کہ تم خلوص و استقامت کے ساتھ میدان میں آئے تھے۔ اس کی وجہ سے دشمن کی کثرت تمہیں مرعوب نہیں کر رہی تھی) اور ان کی نگاہوں میں تمہیں اور بھی تھوڑا کر کے دکھایا (کیونکہ وہ قوت کے نشہ میں بدمست تھے) یہ اس لئے کہ خدا اس معاملہ کا فیصلہ کر دے جو واقع ہو کر رہنے والا تھا۔ اور (یاد رکھو) تمام امور قوانین خداوندی کے گرد گردش کرتے اور انہی کی رُو سے تمام معاملات کے فیصلے ہوتے ہیں۔

۴۵ (اب سنو کہ کثیر لشکر' کم کس طرح ہوا کرتا ہے' اور چھوٹی جماعت' بڑی پر غالب کیسے آیا کرتی ہے)۔ اس سلسلہ میں یاد رکھو کہ جب بھی تمہارا مقابلہ کسی جماعت سے ہو' تم ثابت قدم رہو اور قوانین خداوندی کو شدت کے ساتھ اپنے سامنے رکھو (اور اپنا ہر قدم ان کی روشنی میں اٹھاؤ)۔ یہ کرو گے تو تمہیں یقیناً کامیابی ہو گی۔

۴۶ اور "اللہ و رسول" — یعنی اپنے نظام — کی پوری پوری اطاعت کرو۔ یہ نہ ہو کہ تم آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑنے لگ جاؤ اور انفرادی مفاد کی خاطر باہمی ٹکراؤ شروع کر دو۔ اگر ایسا کرو گے تو تمہارے حوصلے پست ہو جائیں گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ اس لئے تم ہمیشہ ثابت قدم رہو۔ یاد رکھو! قوانین خداوندی کی تائید و نصرت انہی کے ساتھ ہوتی ہے جو ثابت قدم رہتے ہیں۔

۴۷ اور دیکھنا! تم نے کہیں ان لوگوں (اپنے مخالفین) کی طرح نہ ہو جانا جو اپنے گھروں سے (جنگ کے لئے) نکلے تو عجب انداز سے اِتراتے ہوئے' اور لوگوں کے دکھاوے کی خاطر نکلے۔ یہ تو اُن کے اوچھے پن کی کیفیت تھی' اور مقصد یہ کہ لوگوں کو اللہ کے راستے کی طرف آنے سے روکیں' جو نوع انسان کی سلامتی اور بہبود کی راہ ہے۔
لیکن خدا کا قانون انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوئے تھا۔ وہ ان کے تمام اعمال کو

وَاِذْ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ وَقَالَ لَا غَالِبَ لَكُمُ الْيَوْمَ مِنَ النَّاسِ وَاِنِّيْ جَارٌ لَّكُمْ
فَلَمَّا تَرَاۗءَتِ الْفِئَتٰنِ نَكَصَ عَلٰي عَقِبَيْهِ وَقَالَ اِنِّىْ بَرِيْۗءٌ مِّنْكُمْ اِنِّىْٓ اَرٰي مَا لَا تَرَوْنَ اِنِّىْٓ
اَخَافُ اللّٰهَ ۭ وَاللّٰهُ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۴۸﴾ اِذْ يَقُوْلُ الْمُنٰفِقُوْنَ وَالَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ
غَرَّ هٰٓؤُلَاۗءِ دِيْنُهُمْ ۭ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَي اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۹﴾ وَلَوْ تَرٰٓي اِذْ يَتَوَفَّى الَّذِيْنَ
كَفَرُوا الْمَلٰۗىِٕكَةُ يَضْرِبُوْنَ وُجُوْهَهُمْ وَاَدْبَارَهُمْ ۚ وَذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ ﴿۵۰﴾

محیط تھا۔

۴۸ اور جب ایسا ہوا تھا کہ ان کے ایک شریر سرغنے نے (جو انہیں جنگ کے لئے اکساتا تھا) ان کے پروگرام کو ان کی نگاہوں میں بڑا خوشنما بنا کر دکھایا، اور ان کے کان میں یہ افسوں پھونک دیا کہ آج تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا۔ اور انہیں اپنی حمایت کا یقین دلایا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ دونوں لشکر ایک دوسرے کے مقابل آگئے ہیں، تو پچھلے پاؤں بھاگ کھڑا ہوا اور صاف کہدیا کہ مجھے تم سے کوئی سروکار نہیں۔ میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھتے (مجھے نظر آتا ہے کہ تمہیں کس بری طرح شکست ہونے والی ہے)۔ مجھے خدا (کی اس جماعت) سے بہت ڈر لگتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ ان کے ہاتھوں تمہیں کس قدر سخت سزا ملنے والی ہے۔

۴۹ اور جب منافقین —— یعنی وہ لوگ جن کی نیت میں خرابی تھی —— کہتے تھے کہ مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکا دے رکھا ہے (جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہم قلیل التعداد ہونے کے باوجود غالب آئیں گے کیونکہ ہم حق پر ہیں —— انہیں اس کا علم نہیں کہ یہ دھوکا نہیں بلکہ حقیقت ہے جو اُن لوگوں کو صاف نظر آجاتی ہے) جو قانون خداوندی کے محکم اور استوار ہونے پر کامل اعتماد رکھتے ہیں —— وہ قانون جو یہ بھی جانتا ہے کہ غالب کیسے آیا جاتا ہے اور یہ بھی کہ محکم تدبیریں کس طرح کی جاتی ہیں۔

۵۰ (یہ لوگ، اِس وقت تو یوں بڑھ چڑھ کر باتیں کر رہے ہیں لیکن اے مخاطب!) اگر تو کہیں اِن کی اُس حالت کو دیکھ سکے جب (میدانِ جنگ میں) ملائکہ انکی رُوح قبض کر رہے ہوں گے اور انہیں آگے اور پیچھے سے، تو بڑ تو، مار پڑتی ہوگی۔ اور وہ اِن سے کہتے ہوں گے کہ اب تم اُس سوزناک عذاب کا مزہ چکھو (جس کی تم ہنسی اڑایا کرتے

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتْ اَيْدِيْكُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيْسَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ ﴿۵۱﴾ كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ
قَبْلِهِمْ كَفَرُوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاَخَذَهُمُ اللّٰهُ بِذُنُوْبِهِمْ اِنَّ اللّٰهَ قَوِيٌّ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ﴿۵۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّ
اللّٰهَ لَمْ يَكُ مُغَيِّرًا نِّعْمَةً اَنْعَمَهَا عَلٰى قَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ وَاَنَّ اللّٰهَ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿۵۳﴾
كَدَاْبِ اٰلِ فِرْعَوْنَ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ فَاَهْلَكْنٰهُمْ بِذُنُوْبِهِمْ وَ
اَغْرَقْنَا اٰلَ فِرْعَوْنَ وَكُلٌّ كَانُوْا ظٰلِمِيْنَ ﴿۵۴﴾

تھے۔ (۶/۹۴)۔

۵۱ یہ سب تمہارے اپنے اعمال کا نتیجہ ہے جو تم کر چکے ہو۔ خدا اپنے بندوں پر زیادتی نہیں کیا کرتا۔

۵۲ (یہ معاملہ جو اب سامنے آ رہا ہے ایسا ہی ہے) جیسا اس سے پہلے قوم فرعون کے ساتھ ہو گزرا ہے۔ نیز اُن اقوام کے ساتھ جو اس سے پہلے گزر چکی تھیں۔ انہوں نے قوانین خداوندی سے سرکشی برتی تو اُس کے قانون مکافات نے انہیں اُن کے جرائم کی پاداش میں پکڑ لیا۔ بیشک خدا کا قانونِ مکافات بڑی قوت والا اور مواخذہ کرنے میں بڑا ہی سخت ہے۔

۵۳ یاد رکھو! یہ سب اس لئے ہوا کہ خدا کا یہ محکم قانون ہے کہ وہ زندگی کی جو خوشگواریاں کسی قوم کو عطا کرتا ہے ان میں اُس وقت تک کوئی تبدیلی نہیں کرتا جب تک وہ قوم خود اپنے اندر ایسی نفسیاتی تبدیلی نہیں پیدا کر لیتی جس سے وہ ان خوشگواریوں کی اہل نہ رہے۔ جو قوم اپنی ذہنیت کو تخریب کی طرف نہ لے جائے اور اپنے معاشرہ کو قوانین خداوندی کی روشنی میں زمانے کے بدلتے ہوئے تقاضوں کے ساتھ منطبق کرتی جائے اور جہاں کوئی ذرا سی خرابی نظر آئے اس کی ساتھ کے ساتھ اصلاح کر لے تو اس قوم کا عروج مبدل بہ زوال نہیں ہو سکتا۔ اس لئے کہ قوموں کا عروج و زوال یونہی اندھا دھند واقع نہیں ہو جاتا۔ یہ اُس خدا کے محکم اصولوں کے مطابق واقع ہوتا ہے جو سب کچھ سننے والا جاننے والا ہے (۱۳/۱۱)۔

۵۴ یہی وہ قانون تھا جس کے مطابق (جیسا کہ پہلے کہا جا چکا ہے) قوم فرعون اور اُن کی پیشرو اقوام کی قسمتوں کے فیصلے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے نشو و نما دینے والے کے قوانین کو جھٹلایا تو ہم نے انہیں اُن کے جرائم کی پاداش میں پکڑ لیا۔ اور قوم فرعون کو غرق کر دیا۔ یہ تمام اقوام جو اس طرح تباہ ہوئیں، وہی تھیں جنہوں نے ظلم و استبداد پر

إِنَّ شَرَّ الدَّوَابِّ عِندَ اللَّهِ الَّذِينَ كَفَرُوا فَهُمْ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿٥٥﴾ الَّذِينَ عَاهَدتَّ مِنْهُمْ ثُمَّ
يَنقُضُونَ عَهْدَهُمْ فِي كُلِّ مَرَّةٍ وَهُمْ لَا يَتَّقُونَ ﴿٥٦﴾ فَإِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ بِهِم مَّنْ
خَلْفَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ ﴿٥٧﴾ وَإِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوْمٍ خِيَانَةً فَانبِذْ إِلَيْهِمْ عَلَىٰ سَوَاءٍ ۚ إِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ
الْخَائِنِينَ ﴿٥٨﴾ وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا سَبَقُوا ۚ إِنَّهُمْ لَا يُعْجِزُونَ ﴿٥٩﴾ وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا
اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ وَمِن رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللَّهِ وَعَدُوَّكُمْ وَآخَرِينَ مِن دُونِهِمْ

کمر باندھ رکھی تھی۔

۵۵ یاد رکھو! معیارِ خداوندی کے مطابق 'بدترین مخلوق وہ لوگ ہیں جو قوانینِ خداوندی سے سرکشی برتتے ہیں' اور لاکھ سمجھائیے 'انہیں ماننے کے لئے تیار ہی نہیں ہوتے۔

۵۶ (اسی قسم کی یہ قوم ہے جو اب تمہارے مدّمقابل ہے۔) یہ وہ لوگ ہیں کہ جب تو ان سے کوئی معاہدہ کرتا ہے تو یہ' ہر بار' اپنے عہد و پیمان کو توڑ ڈالتے ہیں اور اس عہد شکنی کے نتائج سے بالکل نہیں ڈرتے۔

۵۷ سو اگر یہ لوگ میدانِ جنگ میں تمہارے سامنے آئیں تو انہیں ایسی سخت سزا دے کہ یہ خود بھی متوحش ہو کر بھاگ کھڑے ہوں' اور جو لوگ' اسی مقصد کے لئے' ان کے پیچھے آ رہے ہیں' انہیں دیکھ کر وہ بھی بھاگ اٹھیں' ہو سکتا ہے کہ اس سے یہ لوگ عبرت پکڑیں اور آئندہ کے لئے یاد رکھیں کہ عہد شکنی کا نتیجہ کیا ہوا کرتا ہے۔

۵۸ (عہد کی پابندی اتنی اہم ہے کہ) اگر تمہیں کسی پارٹی کی طرف سے عہد شکنی کا اندیشہ ہو' تو تم انہیں اطلاع دیئے بغیر یونہی معاہدہ نہ توڑ ڈالو' بلکہ انہیں اس کی اطلاع دے کر معاہدہ ختم کر دو اور اس طرح دونوں ایک سطح پر آ جاؤ۔ اور اگر' اس طرح یک لخت معاہدہ توڑنے سے' انہیں کوئی نقصان پہنچتا ہو تو اس کی تلافی کر کے ان سے مساوات کا سلوک کرو۔ اس لئے کہ قانونِ خداوندی کی رُو سے 'بدعہدی کو کبھی پسند نہیں کیا جا سکتا۔

۵۹ جو لوگ قوانینِ خداوندی سے انکار اور سرکشی اختیار کر کے بدعہدیوں پر اتر آتے ہیں' وہ یہ نہ سمجھ لیں کہ وہ 'خدا کے قانونِ مکافات کی دستبرد سے آگے نکل جائیں گے۔ وہ اسے کبھی شکست نہیں دے سکتے۔ وہ اسے بے بس نہیں کر سکتے۔

۶۰ لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ تم ہاتھ پر ہاتھ دھر کر بیٹھ جاؤ اور سمجھ لو کہ مخالفین کو

لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ ۚ اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ شَيْءٍ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ يُوَفَّ اِلَيْكُمْ وَاَنْتُمْ لَا
تُظْلَمُوْنَ ﴿۶۰﴾ وَاِنْ جَنَحُوْا لِلسَّلْمِ فَاجْنَحْ لَهَا وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۱﴾ وَاِنْ يُّرِ
يْدُوْٓا اَنْ يَّخْدَعُوْكَ فَاِنَّ حَسْبَكَ اللّٰهُ ۭ هُوَ الَّذِيْٓ اَيَّدَكَ بِنَصْرِهٖ وَبِالْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ وَاَلَّفَ بَيْنَ
قُلُوْبِهِمْ ۭ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ اَلَّفَ بَيْنَهُمْ ۭ اِنَّهٗ عَزِيْزٌ
حَكِيْمٌ ﴿۶۳﴾

یونہی شکست ہو جائے گی۔ انہیں شکست تمہارے ہاتھوں ہی سے ملے گی۔ اس لئے تم دشمن کے مقابلہ کے لئے ہر وقت تیار رہو۔ امکان بھر سامان حفاظت فراہم کرو۔ اپنی سرحدوں کو فوجی چھاؤنیوں سے مستحکم رکھو۔ تاکہ تم' ان کے ذریعے' ان لوگوں کو خائف رکھ سکو جو تمہاری ذات کے بھی دشمن ہیں اور نظامِ خداوندی کے بھی دشمن۔ اور ان کے علاوہ' انہی جیسے اور دشمنوں کو بھی جن کا ابھی تمہیں علم نہیں ہوا۔ اللہ کو ان کا علم ہے۔ ان تمام انتظامات کے لئے روپے کی بھی ضرورت ہو گی۔ سو تم سمجھ لو کہ تم نظامِ خداوندی کے قیام اور استحکام کے لئے جو کچھ بھی خرچ کرو گے وہ تمہیں پورا پورا واپس مل جائے گا۔ اس میں ذرا بھی کمی نہیں کی جائے گی۔

۶۱ اور اگر تمہارا دشمن صلح کی طرف مائل ہو تو تم بھی صلح کی طرف جھک جاؤ۔ (یہ نہ خیال کرو کہ اب ہمیں فتح حاصل ہونے لگی تھی تو وہ صلح کی طرف مائل ہو گیا۔ ہم صلح کیوں کریں؟ یاد رکھو! اس جنگ سے مقصد فتنہ فرو کرنا تھا۔ اگر وہ صلح سے فرو ہو جاتا ہے تو یہی تمہاری فتح ہے)۔ تم اپنا بھروسہ قانونِ خداوندی پر رکھو جس کے مطابق تم جنگ اور صلح کرتے ہو۔ یہ اس خدا کا قانون ہے جو سب کچھ سننے والا' جاننے والا ہے۔

۶۲ اور اگر دشمن (اپنے آپ کو مائل بہ صلح ظاہر کر کے) تمہیں دھوکا دینے کا ارادہ رکھتا ہو تو (اے رسول!) تم گھبراؤ نہیں۔ تمہارے لئے خدا کا قانون کافی ہے۔ اُس خدا کا قانون جس نے اپنی مدد سے' اور اس جماعت مومنین کے ذریعے' تمہیں اس قدر سامانِ تقویت بہم پہنچا دیا ہے۔ (۶/۵۲ ؛ ۱۸/۲۸ ؛ ۴۸/۲۹)۔

۶۳ اور تمہاری جماعت کے افراد کے دلوں میں باہمی الفت ڈال دی ہے۔ یہ وہ گرانمایہ متاع ہے جو دنیا بھر کی دولت خرچ کرنے سے بھی حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔ یہ صرف قانون

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَمَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۴﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَى الْقِتَالِ ۭ
اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفًا
مِّنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ ﴿۶۵﴾ اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا ۭ
فَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ مِّائَةٌ صَابِرَةٌ يَّغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ ۚ وَاِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ اَلْفٌ يَّغْلِبُوْٓا اَلْفَيْنِ بِاِذْنِ
اللّٰهِ ۭ وَاللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۶۶﴾

خداوندی پر ایمان لانے سے ممکن تھا جس سے' ان کی توجہ انفرادی مفاد پرستیوں سے ہٹ کر زندگی کے بلند نصب العین کی طرف منتقل ہوگئی اور یہ چیز ان میں قلبی یگانگت کا موجب بن گئی) خدا کا یہ قانون' غلبہ اور تدابیر دونوں اپنے اندر رکھتا ہے۔

۶۴ اے رسول! خدا کا یہ قانون' تیرے لئے بھی کافی ہے' اور ان مومنین کی جماعت کے لئے بھی جو (اس قانون کو عملاً نافذ کرنے کے لئے) تیرا اتباع کرتی ہے۔

۶۵ اے رسول! تو' اپنے عملی پروگرام کے ذریعے' اپنی جماعت کی کمیوں اور کمزوریوں کو رفع کرتا رہ' تاکہ یہ' جہادِ زندگی میں' مردانہ وار حصہ لینے کے قابل ہو جائیں۔ اس سے ان میں ایسی توانائی پیدا ہو جائے گی کہ اگر تم میں بیس سپاہی ثابت قدمی دکھائیں گے تو وہ مخالفین کے دو سو سپاہیوں پر غالب آجائیں گے۔ اور اگر ایک سو ایسے جانباز ہوں گے تو وہ فریق مقابل کے ایک ہزار پر غالب آجائیں گے۔ یہ اس لئے کہ تمہارے مخالفین' عقل و فکر سے کام لینے کے بجائے انتقام اور نفرت کے جذبات سے اندھے ہو کر میدانِ جنگ میں آتے ہیں۔ ورکامیابی کے لئے اوّلین شرط یہ ہے کہ لڑنے والے سمجھ اور سوچ سے کام لیں۔

۶۶ لیکن یہ' ایک اور دس کی نسبت (یعنی ایک سو کا ایک ہزار پر غلبہ حاصل کرلینا) اُسی صورت میں ہے جب کمی' تعداد کے اعتبار سے ہو۔ سامانِ حرب و ضرب میں تمہاری اور دشمن کی پوزیشن یکساں ہو۔ لیکن یہ واقعہ ہے کہ اِس وقت پوزیشن ایسی نہیں۔ تم تعداد میں بھی کم ہو اور سامان کی بھی بڑی قلت ہے۔ اس لئے' اس وقت نسبت صرف ایک اور دو کی ہوگی۔ اگر تم میں ایک سو سپاہی ثابت قدم رہنے والے ہوں گے تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے۔ اگر ایک ہزار ہوں گے تو دو ہزار پر فتح پالیں گے۔ یہ سب خدا کے اس

مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَكُونَ لَهُ أَسْرَىٰ حَتَّىٰ يُثْخِنَ فِي الْأَرْضِ ۚ تُرِيدُونَ عَرَضَ الدُّنْيَا ۖ وَاللَّهُ
يُرِيدُ الْآخِرَةَ ۗ وَاللَّهُ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٦٧﴾ لَوْلَا كِتَابٌ مِنَ اللَّهِ سَبَقَ لَمَسَّكُمْ فِيمَا أَخَذْتُمْ عَذَابٌ
عَظِيمٌ ﴿٦٨﴾ فَكُلُوا مِمَّا غَنِمْتُمْ حَلَالًا طَيِّبًا ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٦٩﴾ يَا أَيُّهَا (٩ ع ٥)
النَّبِيُّ قُلْ لِمَنْ فِي أَيْدِيكُمْ مِنَ الْأَسْرَىٰ إِنْ يَعْلَمِ اللَّهُ فِي قُلُوبِكُمْ خَيْرًا يُؤْتِكُمْ خَيْرًا مِمَّا
أُخِذَ مِنْكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٧٠﴾ وَإِنْ يُرِيدُوا خِيَانَتَكَ فَقَدْ خَانُوا اللَّهَ مِنْ

قانون کی رُو سے ہوگا جس کی تائید اُن لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے جو ثبات او استقامت سے کام لیتے ہیں۔

۶۷ یاد رکھو! اس خیال کو اپنے دل میں کبھی نہ آنے دو کہ تم دشمن کے زیادہ سے زیادہ آدمی گرفتار کر لو تاکہ اُن کے زرِ فدیہ سے تمہارے پاس بہت سا مال جمع ہو جائے (۴۷/۴) جنگ سے تمہارا مقصد دولت حاصل کرنا نہیں۔ تمہارے پیش نظر نظامِ خداوندی کا قیام ہے۔ اس کے لئے تمہیں ملک میں ایسا غلبہ و اقتدار حاصل ہونا چاہیئے جس سے حق کے مخالفین بے دست و پا ہو کر رہ جائیں۔ تم قریبی پیش پا افتادہ' مفاد حاصل کرنا چاہتے ہو' او قانونِ خداوندی کی نگاہ مستقبل پر ہے۔ یاد رکھو! قانون خداوندی غلبہ اور حکمت دونوں کو اپنے دامن میں رکھتا ہے۔

۶۸ اگر قانونِ خداوندی میں' اس قسم کی فروگزاشتوں سے درگزر کر دینے کی گنجائش پہلے سے موجود نہ ہوتی تو جو کچھ تم کرنے لگے تھے اس پر تمہاری سخت گرفت ہو جاتی۔

۶۹ البتہ' یہ مالِ غنیمت جسے تم نے فتح کے بعد حاصل کیا ہے' اسے حلال و طیب سمجھ کر کھاؤ۔ لیکن اس باب میں بھی ہمیشہ قوانین خداوندی کی نگہداشت کر و یاد رکھو! حفاظت اور رحمت کا سامان' قوانین خداوندی کی رُو سے حاصل ہونا ہے۔

۷۰ اے رسول! ان قیدیوں سے' جو تمہاری گرفت میں آچکے ہیں' کہہ دو کہ اگر ہم نے قانونِ خداوندی کی رُو سے دیکھا کہ تمہارے دل میں خیر سگالی کے جذبات موجود ہیں' تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے' تمہیں اس سے بہتر واپس دیدیا جائے گا۔ اور تمہاری ہر طرح سے حفاظت کی جائیگی۔ اللہ کے قانون میں حفاظت اور رحمت کا سامان موجود ہے۔

۷۱ لیکن اگر یہ نظر آیا کہ تمہارے دل میں عہد شکنی اور خیانت کے جذبات پرورش پا رہے

قَبْلُ فَاَمْكَنَ مِنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿٧١﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ
وَاَنْفُسِهِمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْۤا اُولٰٓئِكَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا
وَلَمْ يُهَاجِرُوْا مَا لَكُمْ مِّنْ وَّلَايَتِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ حَتّٰى يُهَاجِرُوْا ۚ وَاِنِ اسْتَنْصَرُوْكُمْ فِي الدِّيْنِ
فَعَلَيْكُمُ النَّصْرُ اِلَّا عَلٰى قَوْمٍۭ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُمْ مِّيْثَاقٌ ؕ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿٧٢﴾ وَالَّذِيْنَ
كَفَرُوْا بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ؕ اِلَّا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَفَسَادٌ كَبِيْرٌ ﴿٧٣﴾

ہیں، تو تم پہلے بھی خیانت کر کے دیکھ چکے ہو کہ تمہارا کیا حشر ہوا تھا۔ اُس نے کس طرح، جماعتِ مومنین کو تم پر غلبہ عطا کر دیا تھا۔ اللہ کا قانون علم و حکمت پر مبنی ہے۔ وہ یہ بھی جانتا ہے کہ تمہاری نیت کیا ہے اور یہ بھی کہ تمہاری تخریبی کارروائیوں کی مدافعت کے لئے کیا تدبیر کرنی چاہیئے۔

٧٢ یاد رکھو! جو لوگ قوانینِ خداوندی کی صداقت پر ایمان لے آئے، اور اس نظام کی خاطر جس چیز کے چھوڑنے کی ضرورت پڑی اسے بلا ادنیٰ تامل چھوڑ دیا۔ حتّٰی کہ گھر بار تک کو چھوڑ کر یہاں آ گئے، اور اپنے مال و جان کی قربانی سے بھی دریغ نہ کیا۔

دوسری طرف، وہ مومنین، جنہوں نے، ان سب کچھ چھوڑ کر آنے والں کو، ٹھکانہ دیا اور ان کی ہر طرح سے مدد کی۔

یہی لوگ باہدگر ایک دوسرے کے دوست اور رفیق ہیں۔

لیکن جو لوگ جماعتِ مومنین میں شامل تو ہو گئے لیکن انہوں نے اپنے من کو نہیں چھوڑا (اور بلا عذر، غیر خداوندی نظام میں، مخالفین کے ساتھ رہنا گوارا کر لیا)، تو ان کی اعانت و رفاقت کی تم پر کوئی ذمہ داری نہیں، تا آنکہ وہ ہجرت کر کے تمہارے ساتھ نہ آ ملیں۔ البتہ اگر وہ وہاں بحالتِ مجبوری، گھر چکے ہوں (۵/۷۵) اور دین کے معاملہ میں تم سے کوئی مدد مانگیں تو تم پر ان کی مدد واجب ہے، بشرطیکہ یہ مدد کسی ایسی قوم کے خلاف نہ ہو جس کے ساتھ تمہارا معاہدہ ہو چکا ہے۔ اللہ کا قانون تمہارے تمام اعمال کو دیکھتا ہے۔

٧٣ (ایک طرف یہ جماعتِ مومنین ہے، جس کے افراد ایک دوسرے کے دوست اور بہی خواہ ہیں۔ دوسری طرف) وہ لوگ ہیں جو اس نظام کی مخالفت کرتے ہیں۔ یہ لوگ ایک دوسرے کے دوست اور مددگار ہیں۔ لہٰذا، اگر تم وہ کچھ نہ کرو گے جس کا اوپر حکم دیا گیا ہے (یعنی اِن کا مقابلہ

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ اٰوَوْا وَّنَصَرُوْٓا اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُؤْ
مِنُوْنَ حَقًّا ۭ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۷۴﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا مَعَكُمْ
فَاُولٰٓئِكَ مِنْكُمْ ۭ وَاُولُوا الْاَرْحَامِ بَعْضُهُمْ اَوْلٰى بِبَعْضٍ فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴿۷۵﴾

تو ملک میں فتنہ برپا ہو جائے گا اور بڑی خرابی پیدا ہو جائے گی۔

۷۴ پھر سن رکھو کہ جو لوگ اس نظام کی صداقت پر ایمان لائے۔ اور پھر اس کی خاطر، سب کچھ، حتیٰ کہ وطن تک بھی چھوڑ دیا' اور اس کے قیام کی خاطر مسلسل جدوجہد کرتے رہے۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ان خانہ ویرانوں کو رہنے کا ٹھکانہ دیا اور ان کی ہر طرح سے مدد کی۔ تو یہ ہیں وہ لوگ جو فی الحقیقت مومن کہلانے کے مستحق ہیں۔ ان کے لئے سامانِ حفاظت اور رزق باشرف کی فراوانیاں ہیں

۷۵ اور جو لوگ بعد میں ایمان لائے اور انہوں نے ہجرت بھی کی' اور تمہارے ساتھ مل کر جہاد کیا' تو یہ لوگ بھی تم میں سے ہی ہیں۔ (یہ سب اس برادری کے افراد ہیں جو ایمان کی بنیادوں پر متشکل ہوئی ہے)۔ اگرچہ' جہاں تک قانونِ وراثت وغیرہ کا تعلق ہے' رشتہ دار ایک دوسرے کے زیادہ قریب ہیں۔ یہ فیصلہ اس خدا کا ہے جو سب کچھ جانتا ہے۔



بَرَآءَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖۤ اِلَى الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ① فَسِيْحُوْا فِى الْاَرْضِ
اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّ اعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ۙ وَاَنَّ اللّٰهَ مُخْزِى الْكٰفِرِيْنَ ② وَاَذَانٌ مِّنَ اللّٰهِ وَ
رَسُوْلِهٖۤ اِلَى النَّاسِ يَوْمَ الْحَجِّ الْاَكْبَرِ اَنَّ اللّٰهَ بَرِىْٓءٌ مِّنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۙ۬ وَرَسُوْلُهٗ ؕ فَاِنْ تُبْتُمْ فَهُوَ
خَيْرٌ لَّكُمْ ۚ وَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَاعْلَمُوْۤا اَنَّكُمْ غَيْرُ مُعْجِزِى اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ③

۱ اے جماعتِ مومنین! تم اُن مشرکین عرب کے متعلق، جن کے ساتھ تم نے معاہدات کئے تھے لیکن وہ اپنے معاہدہ پر قائم نہیں رہے (۹/۴) اعلان کر دو کہ نظامِ خداوندی ان معاہدات کو کالعدم قرار دیتا ہے۔

۲ یہ لوگ، اس کے بعد، چار ماہ تک، بلا روک ٹوک، اس مملکت میں رہ سکتے ہیں (اس کے بعد اگر یہ مملکت کے شہری بن کر رہنا چاہیں تو فبہا، ورنہ ان سے جنگ ہوگی۔ ان سے کہدو کہ) تم اپنی ان سرکشیوں سے نظامِ خداوندی کو بے بس اور مغلوب نہیں کر سکتے۔ اس نظام میں اتنی قوت ہے کہ وہ سرکشی اختیار کرنے والوں کو نیچا دکھا دے۔

۳ آج، اِس اجتماعِ عظیم کے دن —— جو تشکیلِ مملکت کے بعد، سب سے بڑے اجتماع کا دن ہے۔ —— تمام لوگوں کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نظامِ خداوندی، مشرکینِ عرب کے عہد و پیمان سے بری الذمہ ہے۔ (اب ان کے ساتھ کوئی معاہدہ باقی نہیں رہا۔ ان سے کہدو کہ) اگر تم اپنی سرکشی سے باز آجاؤ، تو تمہارے لئے بہتر ہوگا۔ لیکن اگر تم نے (صحیح روش سے) اسی طرح مُنہ موڑے رکھا، تو اس خیال کو دل سے نکال دو کہ تم نظامِ خداوندی کو بے بس کر دو گے۔ نہیں، درد انگیز سزا دی جائے گی۔

إِلَّا الَّذِينَ عٰهَدْتُّمْ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ ثُمَّ لَمْ يَنْقُصُوكُمْ شَيْئًا وَّلَمْ يُظَاهِرُوا عَلَيْكُمْ أَحَدًا فَأَتِمُّوا
إِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ إِلَىٰ مُدَّتِهِمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِينَ ﴿۴﴾ فَإِذَا انْسَلَخَ الْأَشْهُرُ الْحُرُمُ فَاقْتُلُوا الْمُشْرِكِينَ
حَيْثُ وَجَدْتُّمُوهُمْ وَخُذُوهُمْ وَاحْصُرُوهُمْ وَاقْعُدُوا لَهُمْ كُلَّ مَرْصَدٍ ۚ فَإِنْ تَابُوا وَأَقَامُوا
الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ فَخَلُّوا سَبِيلَهُمْ ۚ إِنَّ اللّٰهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿۵﴾ وَإِنْ أَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِينَ اسْتَجَارَكَ
فَأَجِرْهُ حَتّٰى يَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ أَبْلِغْهُ مَأْمَنَهُ ۚ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْلَمُونَ ﴿۶﴾ (۱ ع ۸)

۴ البتہ جن مشرکین عرب کے ساتھ تم نے معاہدات کئے تھے اور انہوں نے نہ تو اپنا معاہدہ پورا کرنے میں کسی قسم کی کمی کی اور نہ ہی تمہارے خلاف کسی کو مدد دی، تو ان کے ساتھ، جتنی مدت کے لئے معاہدہ ہوا تھا، اُس مدت کو پورا کرو۔ اس لئے کہ قانونِ خداوندی کی رُو سے، وہی لوگ پسندیدہ ہیں جو معاہدات کی نگہداشت کرتے ہیں۔

۵ جب چار ماہ کا عرصہ گزر جائے (اور اس کے بعد یہ نہ تو اس مملکت کے شہری بن کر رہنا چاہیں اور نہ ہی کسی دوسری جگہ منتقل ہوں تو ان کے خلاف لامحالہ جنگ کی جائیگی)۔ اس صورت میں، انہیں جہاں پاؤ قتل کرو۔ گرفتار کرو۔ ان کا محاصرہ کرو، اور ہر جگہ ان کی تاک میں رہو۔ (اس لئے کہ انہیں فتنہ و فساد پھیلانے کے لئے کھلا چھوڑا نہیں جاسکتا)۔

لیکن اگر یہ اپنی ان حرکتوں سے باز آجائیں (اور مملکت کے امن پسند شہریوں کی حیثیت سے) نظامِ صلوٰۃ و زکوٰۃ میں تمہارے شریک حال ہو جائیں، تو پھر ان سے تعرض نہ کرو۔ نظامِ خداوندی میں، امن چاہنے والوں کے لئے حفاظت و مرحمت کی گنجائش رکھ دی گئی ہے۔

۶ اگر ان مشرکین میں سے (جن کے ساتھ معاہدات ختم کر دیئے گئے ہیں) کوئی تمہارے پاس آکر پناہ مانگے تو اسے پناہ دو۔ پھر اُسے اچھی طرح سمجھا دو کہ قوانین خداوندی کی رُو سے، اس نظام میں، اس کی پوزیشن کیا ہوگی۔ اگر اُس کے لئے، یہ پوزیشن قابلِ قبول نہ ہو، اور وہ مملکت سے چلا جانا چاہے، تو تم اُسے (بہ حفاظت) اس کی پناہ گاہ تک پہنچا دو۔

یہ اس لئے کہ یہ لوگ، جہالت کی وجہ سے ایسا کر رہے ہیں۔ (ورنہ اگر یہ علم و عقل سے کام لے کر سوچتے تو انہیں صاف نظر آجاتا کہ نظامِ خداوندی میں رہنا ان کے لئے

كَيْفَ يَكُوْنُ لِلْمُشْرِكِيْنَ عَهْدٌ عِنْدَ اللّٰهِ وَعِنْدَ رَسُوْلِهٖۤ اِلَّا الَّذِيْنَ عٰهَدْتُّمْ عِنْدَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ۚ فَمَا اسْتَقَا
مُوْا لَكُمْ فَاسْتَقِيْمُوْا لَهُمْ ؕ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُتَّقِيْنَ ۝۷ كَيْفَ وَاِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ لَا يَرْقُبُوْا فِيْكُمْ اِلًّا
وَّلَا ذِمَّةً ؕ يُرْضُوْنَكُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ وَتَاْبٰى قُلُوْبُهُمْ ۚ وَاَكْثَرُهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝۸ اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ
اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا فَصَدُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ؕ اِنَّهُمْ سَآءَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝۹ لَا يَرْقُبُوْنَ فِيْ مُؤْمِنٍ
اِلًّا وَّلَا ذِمَّةً ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُعْتَدُوْنَ ۝۱۰ فَاِنْ تَابُوْا وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتَوُا الزَّكٰوةَ
فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ؕ وَنُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ۝۱۱

کس قدر منفعت بخش ہے)۔

۷ (تم سوچو کہ جو لوگ اس طرح بار بار عہد شکنی کریں، نظام خداوندی کی رُو سے اُن کے عہد کو عہد کس طرح سمجھا جائے۔ عہد ان کا قابلِ اعتنا ہو گا جن کے ساتھ تم نے مسجدِ حرام کے نزدیک (اب) عہد کیا ہے۔ سو جب تک وہ اپنے عہد پر قائم رہیں، تم بھی عہد کو استوار رکھو۔ اس لئے کہ قانونِ خداوندی کی رُو سے وہی لوگ پسندیدہ ہیں جو اپنے عہد کی نگہداشت کرتے ہیں۔

۸ اِن لوگوں سے بھلا کیا عہد ہو سکتا ہے جن کی حالت یہ ہے کہ وہ اگر تم پر غالب آ جائیں تو عہد و پیمان تو ایک طرف رہا، وہ معاشرہ کے عام ضوابط و واجبات تک کو بھی بالائے طاق رکھ دیں۔ ان کی پاسداری بھی نہ کریں۔ یہ چکنی چپڑی باتوں سے تمہیں راضی رکھنا چاہتے ہیں، اور دل میں تمہارے خلاف نفرت اور عداوت کے جذبات بھرے رکھتے ہیں۔ ان میں سے اکثر وہ ہیں جو (معاہدات کی رو سے طے شدہ حدود و قیود سے) اِدھر اُدھر نکل جاتے ہیں۔

۹ یہ لوگ، ذرا سے فائدے کی خاطر، جھٹ سے قوانینِ خداوندی کو بیچ ڈالتے ہیں۔ اور لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف آنے سے روکتے ہیں۔ جو کچھ یہ کرتے ہیں وہ کس قدر برا ہے؟

۱۰ اس نظام کو قبول کرنا تو ایک طرف رہا، ان کی حالت یہ ہے کہ (ان میں سے) جو شخص اس نظام کو تسلیم کر لیتا ہے، یہ اس کے ساتھ، عام معاشرتی تعلقات و روابط کی بھی پاسداری نہیں کرتے۔ نہ ہی کسی عہد و پیمان کا خیال رکھتے ہیں۔ یہ لوگ بڑے ہی حدود شکن واقع ہوئے ہیں۔

۱۱ بایں ہمہ، اگر یہ لوگ اپنی موجودہ روش کو چھوڑ کر (اسلام لے آئیں اور اس طرح)

وَاِنْ نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ عَهْدِهِمْ وَطَعَنُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ فَقَاتِلُوْٓا اَىِٕمَّةَ الْكُفْرِ ۙ اِنَّهُمْ لَآ اَيْمَانَ لَهُمْ لَعَلَّهُمْ يَنْتَهُوْنَ ﴿۱۲﴾ اَلَا تُقَاتِلُوْنَ قَوْمًا نَّكَثُوْٓا اَيْمَانَهُمْ وَهَمُّوْا بِاِخْرَاجِ الرَّسُوْلِ وَهُمْ بَدَءُوْكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ ۭ اَتَخْشَوْنَهُمْ ۚ فَاللّٰهُ اَحَقُّ اَنْ تَخْشَوْهُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳﴾ قَاتِلُوْهُمْ يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ بِاَيْدِيْكُمْ وَيُخْزِهِمْ وَيَنْصُرْكُمْ عَلَيْهِمْ وَيَشْفِ صُدُوْرَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۴﴾ وَيُذْهِبْ غَيْظَ قُلُوْبِهِمْ ۭ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۵﴾

نظامِ صلوٰۃ و زکوٰۃ کے قیام میں تمہارے ساتھ شریک ہو جائیں، تو وہ اس طرح تمہارے بھائی بن جائیں گے۔ ہم ان لوگوں کے لئے جو علم و بصیرت سے کام لیں، اپنے قوانین کو نکھار کر بیان کر دیتے ہیں۔

۱۲ لیکن اگر یہ لوگ معاہدہ کر لینے کے بعد، پھر اپنی قسموں کو توڑ ڈالیں، اور نظامِ خداوندی کے خلاف طعن و تشنیع شروع کر دیں، تو پھر اس کے سوا چارہ نہیں کہ آئینِ کفر کے ان سرغنوں کے خلاف جنگ کی جائے۔ پھر ان کا عہد، عہد ہی نہیں رہے گا —— اور یہ جنگ اس لئے کیجائے کہ یہ لوگ ظلم و سرکشی سے باز آجائیں۔

۱۳ تم خود ہی سوچو کہ ایسے لوگوں کے خلاف جنگ کرنے میں کیا تامل و توقف ہو سکتا ہے، جنہوں نے اپنے معاہدات کو توڑ ڈالا۔ جنہوں نے اس بات کا تہیہ کر لیا کہ رسول کو، اس کے گھر بار سے باہر نکال دیں گے۔ (اور جب وہ گھر بار چھوڑ کر مدینہ آگیا تو اس پر بھی اس کا پیچھا نہ چھوڑا) اور تمہارے خلاف جنگ کرنے کی پہل بھی انہی کی طرف سے ہوئی۔ لہذا اب کونسی بات باقی رہ گئی ہے جو ان کے خلاف قدم نہ اٹھایا جائے؟ کیا تم ان سے ڈرتے ہو؟ سن رکھو کہ اگر تم خدا پر ایمان رکھتے ہو تو پھر صرف خدا کا قانون ایسا ہے جس کی خلاف ورزی کے نتائج سے تمہیں ڈرنا چاہیئے (اس کے علاوہ، کسی سے ڈرنے کی ضرورت نہیں)۔

۱۴ تم ان کے خلاف جنگ کے لئے نکلو، اور پھر دیکھو کہ خدا کس طرح انہیں، تمہارے ہاتھوں سے سزا دلواتا ہے۔ انہیں ذلیل و رسوا کرتا ہے۔ اور تمہیں ان پر غلبہ عطا کرتا ہے۔ ایسا غلبہ جس سے جماعتِ مومنین کے دلی دکھ دور ہو جائیں گے۔

۱۵ اور وہ کرب اور بے چینی، جس میں یہ مومنین، اتنا عرصہ تک، ان مخالفین کے ہاتھوں مبتلا رہے ہیں، سب ختم ہو جائے گی۔ (ان مخالفین میں سے کچھ تو ختم ہو جائیں گے اور باقی

اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تُتْرَكُوْا وَلَمَّا يَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَلَمْ يَتَّخِذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلَا
رَسُوْلِهٖ وَلَا الْمُؤْمِنِيْنَ وَلِيْجَةً ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۶﴾ مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يَّعْمُرُوْا مَسٰجِدَ
اللّٰهِ شٰهِدِيْنَ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ؕ اُولٰٓئِكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ ۚۖ وَفِي النَّارِ هُمْ خٰلِدُوْنَ ﴿۱۷﴾

تائب ہو کر اسلام لے آئیں گے۔ تمہیں اس پر تعجب تو ضرور ہو گا کہ ان کے اتنا کچھ کرنے کے بعد بھی خدا کی طرف سے ان کے لئے باز آفرینی کا دروازہ کھلا رہے گا؟ ہاں! وہ کھلا رہے گا) ہمارا قانونِ مشیت یہ ہے کہ جو شخص (یا قوم) بھی چاہے کہ خدا اپنی عنایات کو اس کی طرف مبذول کر دے (اور وہ اپنے آپ کو اس کا مستحق بنا لے) تو خدا اپنی توجہات اس کی طرف پھیر دیتا ہے۔ یہ سب کچھ اُس کے اس قانون کے مطابق ہوتا ہے جو سر تا سر علم و حکمت پر مبنی ہے۔

۱۶ اے جماعتِ مومنین! کیا تم سمجھ رہے ہو کہ چونکہ تم نے ایمان کا اقرار کر لیا ہے اس لئے 'اب' تمہارے لئے سب کچھ خود بخود ہوتا چلا جائے گا اور تمہیں کچھ بھی کرنے کی ضرورت نہیں ہو گی؟ یہ خیال خام ہے۔ دعوائے ایمان کے بعد' یہ بھی دیکھا جائے گا کہ تم میں سے کون ہے جو نظامِ خداوندی کے قیام و استحکام کے لئے مصروفِ جدوجہد رہتا ہے' اور اللہ اور اس کے رسول اور جماعتِ مومنین کے علاوہ' اور کسی کو اپنا دوست اور رازدار نہیں بناتا۔ یاد رکھو! خدا کی نگاہ تمہارے کاموں پر ہوتی ہے۔ فقط ایمان کا دعویٰ کافی نہیں ہوتا۔ ($\frac{2}{214}$ ؛ $\frac{3}{141}$ ؛ $\frac{29}{1-2}$)۔

۱۷ یہ بھی سن رکھو کہ تمہارا نظام' خالص قوانینِ خداوندی کی بنیادوں پر استوار ہوتا ہے' اس لئے جو لوگ ایک خدا کے قوانین و احکام کے اطاعت گزار نہ ہوں' بلکہ مختلف نظریاتِ زندگی کے حامل ہوں' تمہارے نظام کا قیام اُن کے ہاتھوں سے نہیں ہو گا۔ یہ تمہاری مساجد (یعنی نظامِ خداوندی کے قیام و نفاذ کے مراکز) کی آبادی کا باعث نہیں ہو سکتے۔ یہ ان کی بربادی کا باعث بنیں گے ($\frac{42}{2}$)۔ نہ ہی اس نظام کا قیام ان لوگوں کے ہاتھوں سے ہو گا جو تمہاری جماعت میں تفرقہ پیدا کریں ($\frac{9}{107}$)۔ یہ بھی درحقیقت مشرک ہی ہوتے ہیں۔ ($\frac{30}{31}$)۔ ان کا تو وجود ہی اس حقیقت کی شہادت ہے کہ یہ اس نظام کے خلاف ہیں۔

(بہرحال' تم ان سے بالکل خائف نہ ہو) جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس سے کبھی

إِنَّمَا يَعْمُرُ مَسٰجِدَ اللّٰهِ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَلَمْ يَخْشَ
إِلَّا اللّٰهَ فَعَسٰۤى اُولٰۤئِكَ اَنْ يَّكُوْنُوْا مِنَ الْمُهْتَدِيْنَ ﴿۱۸﴾ اَجَعَلْتُمْ سِقَايَةَ الْحَآجِّ وَعِمَارَةَ
الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ كَمَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَجٰهَدَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ لَا يَسْتَوٗنَ عِنْدَ
اللّٰهِ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِى الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۹﴾ اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَهَاجَرُوْا وَجٰهَدُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِاَ
مْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ۙ اَعْظَمُ دَرَجَةً عِنْدَ اللّٰهِ ؕ وَاُولٰۤئِكَ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ ﴿۲۰﴾ يُبَشِّرُهُمْ رَبُّهُمْ بِرَحْمَةٍ

وہ نتائج مرتب نہیں ہوں گے جو ان کے پیش نظر ہیں۔ اِن کی سعی و عمل کی کھیتیاں جھلس جائیں گی۔ وہ کبھی ثمربار نہیں ہو سکیں گی۔

۱۸ نظامِ خداوندی کے مراکز کی تعمیر اور آبادی صرف ان لوگوں کے ہاتھوں سے ہوگی جو خدا اور اس کے قانونِ مکافات اور حیاتِ اخروی پر یقین رکھیں۔ اور صلوٰۃ و زکوٰۃ کا نظام قائم کریں۔ اور ان کے دل میں، قانونِ خداوندی کے علاوہ اور کسی کا ڈر نہ ہو۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے سامنے سعادت اور خوشگواری کی راہ کھلی دیکھ لیں گے۔

۱۹ کیا تم سمجھتے ہو کہ حاجیوں کے لئے پانی کی سبیلیں لگا دینے اور خانہ کعبہ کی آبادکاری کے مختلف کام سرانجام دیدینے سے، انسان، اس شخص کے برابر ہو جاتا ہے جو قوانینِ خداوندی اور حیاتِ اُخروی پر ایمان رکھے اور نظامِ خداوندی کے قیام و بقا کے لئے مسلسل جدوجہد کرے۔ (تم اپنے ذہن سے کچھ ہی کیوں نہ سمجھو) معیارِ خداوندی کے مطابق یہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے۔ یاد رکھو! اللہ کا قانونِ مشیت، کبھی ایسے لوگوں کو سعادت کی راہ نہیں دکھاتا جو ظلم سے باز نہ آئیں (اور اس قسم کے خیراتی کام کر کے اپنے آپ کو فریب دے لیں کہ ہم نے بڑا تیر مارا ہے۔ حقیقی عمل، اُس نظام کا قیام ہے جس سے دنیا میں ظلم باقی نہ رہے)۔

۲۰ یاد رکھو! جو لوگ خدا کے متعین کردہ نصب العین حیات پر یقین رکھتے ہیں، اور نظامِ خداوندی کے قیام و بقا کے لئے اپنی جان و مال سے مسلسل جدوجہد کرتے ہیں، اور اس بلند مقصد کے حصول کے لئے جو کچھ چھوڑنا پڑے اسے بلا تامل چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن کے مدارج، معیارِ خداوندی کے مطابق، بہت بلند ہیں۔ اور یہی لوگ، کامیاب و کامران اور فائز المرام ہونے والے ہیں۔

مِّنۡهُ وَرِضۡوَانٍ وَّجَنّٰتٍ لَّهُمۡ فِيۡهَا نَعِيۡمٌ مُّقِيۡمٌ ۝٢١ خٰلِدِيۡنَ فِيۡهَاۤ اَبَدًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عِنۡدَهٗۤ اَجۡرٌ عَظِيۡمٌ ۝٢٢
يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تَتَّخِذُوۡۤا اٰبَآءَكُمۡ وَاِخۡوَانَكُمۡ اَوۡلِيَآءَ اِنِ اسۡتَحَبُّوا الۡكُفۡرَ عَلَى الۡاِيۡمَانِ ؕ وَمَنۡ
يَّتَوَلَّهُمۡ مِّنۡكُمۡ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوۡنَ ۝٢٣ قُلۡ اِنۡ كَانَ اٰبَآؤُكُمۡ وَاَبۡنَآؤُكُمۡ وَاِخۡوَانُكُمۡ وَاَزۡوَاجُكُمۡ وَ
عَشِيۡرَتُكُمۡ وَاَمۡوَالُ ۨاقۡتَرَفۡتُمُوۡهَا وَتِجَارَةٌ تَخۡشَوۡنَ كَسَادَهَا وَمَسٰكِنُ تَرۡضَوۡنَهَاۤ اَحَبَّ اِلَيۡكُمۡ مِّنَ
اللّٰهِ وَرَسُوۡلِهٖ وَجِهَادٍ فِىۡ سَبِيۡلِهٖ فَتَرَبَّصُوۡا حَتّٰى يَاۡتِىَ اللّٰهُ بِاَمۡرِهٖ ؕ وَاللّٰهُ لَا يَهۡدِى الۡقَوۡمَ الۡفٰسِقِيۡنَ ۝٢٤

۲۱ ان کا نشوونما دینے والا انہیں اس بات کی خوشخبری دیتا ہے کہ ان کے لئے سامانِ نشوونما اور عنایاتِ خداوندی کی فراوانی ہوگی۔ انہوں نے اپنی زندگی کو قوانینِ خداوندی سے یکسر ہم آہنگ رکھا ہے۔ اسکا نتیجہ ایک ایسی خوشگوار زندگی ہے جس میں سدا بہار نعمتیں ہوں گی۔

۲۲ یہ لوگ زندگی کی ان شادابیوں سے ہمیشہ بہرہ یاب رہیں گے اور اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے کہ قوانینِ خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے سے کتنا بڑا اجر ملتا ہے۔

۲۳ اے ایمان والو! (اس حقیقت کو بھی اچھی طرح سے سمجھ لو کہ آئینِ خداوندی کی رُو سے، اپنوں اور بیگانوں کی تفریق، نسلوں اور خاندانی رشتوں کی بنا پر نہیں ہوگی، بلکہ نظریۂ زندگی کے اشتراک کی رُو سے ہوگی۔ لہٰذا، اور تو اور، اگر) تمہارے باپ اور بھائی بھی ایمان کے مقابلہ میں کفر کو زیادہ پسند کریں، تو تم انہیں اپنا دوست مت بناؤ۔ یاد رکھو! اس تنبیہ کے بعد بھی جو انہیں دوست رکھے گا، تو وہ اپنے آپ پر ظلم کرے گا۔ یہ قانونِ خداوندی سے سرکشی کے مرادف ہوگا۔

۲۴ (اے رسول!) ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں اور دیگر اہلِ خاندان۔ اور مال و دولت جو تم کماتے ہو، اور وہ تجارت جس کے مندا پڑ جانے سے تم ڈرتے ہو۔ اور وہ مکانات جنہیں تم اس قدر پسند کرتے ہو۔ اگر ان میں سے کوئی چیز بھی تمہیں خدا اور اس کے رسول (نظامِ خداوندی) اور اس (کے قیام و بقا) کی راہ میں جدوجہد سے زیادہ عزیز ہے، تو پھر (تم اپنی اس روش کے نتائج کا) انتظار کرو تا آنکہ قانونِ خداوندی کی رُو سے اس کے ظہورِ نتائج کا وقت آجائے۔ یاد رکھو! خدا کبھی اس قوم کو سعادت اور کامیابی کی راہ نہیں دکھاتا جو صحیح راستے کو چھوڑ کر اِدھر اُدھر نکل جائے۔

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّ
ضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ﴿۲۵﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰی رَسُوْلِهٖ وَعَلَی
الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۚ وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ﴿۲۶﴾ ثُمَّ یَتُوْبُ
اللّٰهُ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۲۷﴾ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ فَلَا
یَقْرَبُوا الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ بَعْدَ عَامِهِمْ هٰذَا ۚ وَاِنْ خِفْتُمْ عَیْلَةً فَسَوْفَ یُغْنِیْكُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖۤ
اِنْ شَآءَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ حَكِیْمٌ ﴿۲۸﴾

---

۲۵ (تم ان چیزوں کو اس لئے عزیز رکھتے ہو اور اپنے ان رشتہ داروں سے اس لئے تعلقات وابستہ رکھنا چاہتے ہو کہ تمہیں ڈر ہے کہ ان کے بغیر تم بے یار و مددگار رہ جاؤ گے۔ حالانکہ تم خود مشاہدہ کر چکے ہو کہ) اللہ نے بہت سے نازک مواقع پر کس طرح تمہاری مدد کی ہے۔ بالخصوص جنگ حنین کے موقعہ پر جب تم اپنی تعداد کی کثرت پر اترا گئے لیکن دشمن کے مقابلہ میں، تمہاری کثرت، تمہارے کسی کام نہ آسکی، اور زمین، اپنی تمام وسعتوں کے باوجود، تم پر تنگ ہو گئی، اور تم میدانِ جنگ سے پیٹھ دکھا کر بھاگ اٹھے۔

۲۶ پھر اللہ نے، مومنین اور اپنے رسول کے دل میں سکون پیدا کر دیا (۴۸/۴) اور (تمہارے قلوب کی دنیا میں) وہ لشکر اتارے جنہیں تم اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ سکتے تھے (۸/۱۰ ؛ ۳/۱۲۴ ؛ ۳/۱۲۵ ؛ ۹/۴۰)۔ جب اس طرح تمہارے دلوں کو سکون حاصل ہو گیا تو میدانِ جنگ کا نقشہ بدل گیا اور فریق مخالف کو سخت سزا ملی ——— زندگی کی صحیح روش سے انکار کرنے والوں کا یہی حشر ہوا کرتا ہے۔

۲۷ اور خدا کا یہ قانون اس کے بعد بھی جاری و ساری ہے کہ جس جماعت سے کوئی غلطی ہو جائے، اور اس کے بعد وہ اپنی اصلاح کر لے، تو خدا کی برکات پھر اس جماعت کی طرف لوٹ کر آجاتی ہیں (یعنی ایک بار کی لغزش سے قوم ہمیشہ کے لئے راندۂ درگاہ نہیں ہو جاتی)۔ قانون خداوندی میں لغزش کے مضر اثرات سے حفاظت اور مرحمت کی گنجائش بھی رکھ دی گئی ہے۔

۲۸ اے جماعتِ مومنین! اس حقیقت کو بھی سمجھ رکھو کہ (کعبہ کی تولیت اس قوم کے

قَاتِلُوا الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلَا يُحَرِّمُونَ مَا حَرَّمَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَلَا يَدِينُونَ
دِينَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حَتَّىٰ يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَدٍ وَهُمْ صَاغِرُونَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الْيَهُودُ
عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ۖ ذَٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِأَفْوَاهِهِمْ ۖ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ
الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ قَبْلُ ۚ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ ۚ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿۳۰﴾

ہاتھ میں ہی رہ سکتی ہے جو خدائے واحد کے قوانین کی مطیع و محکوم ہو۔ مشرکین کا اس میں کوئی حصہ نہیں ہو سکتا)۔ ان کی قلبی نجاست کی وجہ سے انہیں' اس کی اجازت نہیں ہونی چاہیئے کہ یہ نظامِ خداوندی کے اس پاکیزہ مرکز کو ملوث کریں۔ اس لئے' یہ مشرکین' اس سال کے بعد' مسجد حرام کے قریب تک نہ جائیں۔ اگر تمہیں اس کا اندیشہ ہو کہ ان کے یہاں نہ آنے سے تمہیں کاروبار میں نقصان ہوگا اور تم مفلس ہو جاؤ گے' تو اللہ' اپنے قانونِ مشیت کے مطابق تمہیں اس قدر سامانِ رزق عطا کر دے گا کہ تم کسی کے محتاج اور دست نگر نہیں رہو گے۔ یاد رکھو! خدا جب کسی بات کا حکم دیتا ہے تو اسے اس کا خوب علم ہوتا ہے کہ اس کے نتائج دعواقب کیا ہوں گے۔ اس کے پروگرام میں' اس کے لئے بھی ضروری تدابیر موجود ہوتی ہیں۔

۲۹ مشرکین کے علاوہ اُن اہلِ کتاب سے بھی جنگ کرو' جن کا یہ حال ہے کہ وہ نہ تو خدا اور آخرت پر (اس طرح) ایمان رکھتے ہیں (جس طرح تم ایمان رکھتے ہو۔ ۲/۱۳۷)۔ اور نہ ہی اُن امور کو اپنے اوپر واجب ٹھہراتے ہیں جنہیں نظامِ خداوندی واجب قرار دیتا ہے۔ اور نہ ہی اِس' حق و صداقت پر مبنی نظام کی اطاعت اختیار کرتے ہیں۔ (یعنی اس مملکت کے اندر رہتے ہوئے اِس کے قوانین و احکام کا احترام اور اطاعت نہیں کرتے) تا آنکہ ان کی سرکشی کی قوت لوٹ جاتے۔ وہ حکومت سے معاہدہ کریں جس کی رُو سے حکومت ان کی جان۔ مال۔ آبرو۔ معابد وغیرہ کی حفاظت کا ذمہ لے' اور وہ اس حفاظت و آسائش کے عوض' حکومت کا ٹیکس ادا کریں۔ (اِس طرح' وہ اِس مملکت میں امن و امان سے باعزت زندگی بسر کر سکتے ہیں۔

۳۰ (یہ اہل کتاب وہ ہیں' کہ' ان کے پاس خدا کی طرف سے وحی آجانے کے بعد بھی ان کی حالت یہ رہی کہ اِن میں سے) یہودیوں نے' مصری دیوتا عزیر (OSIRIS) کو خدا کا بیٹا تسلیم کر لیا اور اس کی پرستش شروع کر دی۔ اور عیسائیوں نے مسیح کو خدا کا بیٹا بنا لیا۔ (اس سے بڑھ کر کفر اور شرک اور کیا ہو سکتا ہے)۔ یہ بلا سوچے سمجھے

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا
لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يُّطْفِئُوْا نُوْرَ اللّٰهِ
بِاَفْوَاهِهِمْ وَيَاْبَى اللّٰهُ اِلَّآ اَنْ يُّتِمَّ نُوْرَهٗ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۳۲﴾ هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِا
لْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۙ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ ﴿۳۳﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ۭ

اس قسم کی باتیں کرتے رہتے ہیں جن کی ان کے پاس' اس کے سوا کوئی سند اور دلیل نہیں کہ وہ لوگ جو ان سے پہلے ہو گزرے ہیں اس قسم کے عقائد رکھتے تھے۔ ان کی دیکھا دیکھی انہوں نے بھی یہ کچھ کہنا شروع کر دیا —— خدا انہیں غارت کرے۔ یہ صحیح راستے کو چھوڑ کر' کس طرح بہکے چلے جاتے ہیں؛

۳۱ (اتنا ہی نہیں' بلکہ) یہ لوگ اپنے علماء و مشایخ کو' خدا سے ورے ہی' اپنا خدا بنا لیتے ہیں (اور ان کی خود ساختہ شریعت کو' دینِ خداوندی سمجھنے لگ جاتے ہیں) اور مسیحؑ ابنِ مریم کو بھی خدا تسلیم کر رہے ہیں۔ حالانکہ انہیں حکم یہ دیا گیا تھا کہ یہ صرف خدائے واحد کی اطاعت اختیار کریں۔ اس کے سوا کائنات میں کسی اور کا اقتدار و اختیار نہیں۔ وہ اس سے بہت بلند ہے کہ اس کے ساتھ دوسروں کو بھی شریکِ حکم کر لیا جائے۔

۳۲ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ خدا کے اس نور (قرآن) کو' جو انہیں اس قسم کی تاریکیوں سے نکالنے کے لئے آیا ہے' پھونکیں مار مار کر بجھا دیں (۶۱/۸)۔ لیکن ان کی ان باتوں سے کیا ہوتا ہے؟ اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا' خواہ ان مخالفین پر یہ چیز کتنی ہی گراں کیوں نہ گذرے۔

۳۳ اللہ نے اپنے رسول کو ضابطۂ حیات۔ یعنی دینِ حق' دے کر بھیجا ہی اس لئے ہے کہ یہ نظام' تمام نظامہائے عالم پر غالب آئے' خواہ یہ بات ان لوگوں پر کتنی ہی ناگوار کیوں نہ گذرے جو خدا کے ساتھ اوروں کو بھی شریکِ حکومت کرنا چاہتے ہیں۔

۳۴ ان کے علماء و مشایخ میں سے' جنہیں یہ خدائی درجہ دیتے ہیں' اکثر کی یہ حالت ہے کہ وہ' جھوٹ اور فریب سے' لوگوں کا مال ناحق کھا جاتے ہیں۔ اور ان کی انتہائی کوشش یہ ہوتی ہے کہ لوگ' خدا کے راستے کی طرف نہ آنے پائیں (کیونکہ اس سے ان کی پیشوائیت اور اقتدار ختم ہو جاتا ہے)۔

وَالَّذِيْنَ يَكْنِزُوْنَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَ لَا يُنْفِقُوْنَهَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ ﴿۳۴﴾ يَّوْمَ
يُحْمٰى عَلَيْهَا فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوٰى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَ جُنُوْبُهُمْ وَظُهُوْرُهُمْ هٰذَا مَا كَنَزْتُمْ لِاَنْفُسِكُمْ
فَذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُوْنَ ﴿۳۵﴾ اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَا اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ وَ
قَاتِلُوا الْمُشْرِكِيْنَ كَآفَّةً كَمَا يُقَاتِلُوْنَكُمْ كَآفَّةً وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۳۶﴾

اے رسول! تم اِن کے' اِن علماء ومشایخ کو' اور اِن کے ساتھ' ان لوگوں کو جو اِن کی خود ساختہ شریعت کی آڑ میں' نظام سرمایہ داری کو منشائے خداوندی کے عین مطابق سمجھ کر) سونے چاندی (دولت) کے ڈھیر جمع کرتے رہتے ہیں اور اسے' نوعِ انسان کی بہبود کے لئے عام نہیں کرتے' الم انگیز عذاب کی خبر سُنا دو۔

۳۵ (نظامِ خداوندی کے دور میں) اس مال کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا (جس کے شعلے دلوں کو لپیٹ لیتے ہیں ۱۰۴/۶) اور اس سے ان کی پیشانیاں' ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ اور ان سے کہا جائے گا کہ یہ ہے وہ مال جسے تم نے تنہا اپنے لئے جمع کر رکھا تھا (اور دوسروں کو اس سے محروم کر رکھا تھا)۔ سو جو کچھ تم نے یوں جمع کر رکھا تھا اس کا اب مزہ چکھو۔

۳۶ (یہ ہیں — مذہبی پیشوائیت اور سرمایہ داری کے — وہ باطل نظام جنہیں ختم کرنے کے لئے خدا کا یہ نور — قرآن — اور اس کا رسول آیا ہے۔ اس مقصد کے لئے' عند الضرورت' جنگ بھی کرنی پڑے گی۔ اس سلسلہ میں چند تمہیدی اصول پھر سن لو۔ سب سے پہلے یہ کہ) جنگ مسلسل جاری نہیں رکھی جائے گی۔ (بین الاقوامی معاہدات کی رو سے) سال میں چار مہینے ضرور ایسے رکھے جائیں جن میں جنگ ملتوی کر دی جاتے (جب ایک دفعہ جنگ ملتوی کر دی جائے تو اس سے مشتعل جذبات میں سکون پیدا ہو جاتا ہے اور اکثر و بیشتر ایسا ہوتا ہے کہ اس کے بعد جنگ ختم ہو جاتی ہے) یہ محکم قانون ہے۔ اس کی پابندی ضرور کرو۔

قاعدہ تو تمہارے ہاں اب بھی یہ موجود ہے' لیکن تم اس سلسلہ میں کرتے یہ ہو کہ (ہر تیسرے سال ایک مہینے کا اضافہ کر کے) بارہ مہینوں کے بجائے' تیرہ مہینوں کا سال

إِنَّمَا النَّسِيٓءُ زِيَادَةٌ فِي الْكُفْرِ يُضَلُّ بِهِ الَّذِينَ كَفَرُوا يُحِلُّونَهٗ عَامًا وَّيُحَرِّمُونَهٗ عَامًا لِّيُوَاطِـُٔوا
عِدَّةَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ فَيُحِلُّوا مَا حَرَّمَ اللّٰهُ ۚ زُيِّنَ لَهُمْ سُوٓءُ أَعْمَالِهِمْ ۗ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكٰفِرِينَ ﴿۳۷﴾ ع ۵ / ۴۰ / ۱۱
يٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوا مَا لَكُمْ إِذَا قِيلَ لَكُمُ انْفِرُوا فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اثَّاقَلْتُمْ إِلَى الْأَرْضِ ۚ أَرَضِيتُمْ بِالْحَيٰوةِ

بنا لیتے ہو' اور پھر اُن مہینوں میں گڑبڑ کر دیتے ہو جن میں جنگ روک دی گئی ہے ($\frac{9}{36}$)- یہ غلط ہے- اس سے وہ مقصد فوت ہو جاتا ہے جس کے لئے ان مہینوں میں جنگ کو ناجائز قرار دیا گیا ہے- یہ مہینے متعین ہونے چاہئیں اور ہر ایک کو معلوم- اس کے لئے تم کرو یہ کہ سال کے بارہ مہینے ہی شمار کرو (کبھی بارہ اور کبھی تیرہ کا حساب مت رکھو)- یہ چیز اُس قانونِ فطرت کے مطابق ہے جو خدا نے تخلیقِ ارض و سما کے وقت مقرر کیا تھا- (یعنی زمین سورج کے گرد ایک سال میں چکر پورا کرتی ہے- اس مُدت کی تقسیم بارہ ماہ سے کر لینی چاہیئے)- سو ان مہینوں میں گڑبڑ مچا کر خواہ مخواہ اپنے اوپر زیادتی مت کرو- تم (اے جماعتِ مومنین) ان مہینوں کو چھوڑ دو' اور باقی سال میں' ان مخالفین سے پورے زور سے جنگ کرو جس طرح یہ تم سے' پوری شدت سے جنگ کرتے ہیں- اس میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھتے- لیکن جنگ میں بھی قوانین خداوندی کو نظرانداز نہ ہونے دو- یاد رکھو! خدا کی تائید و نصرت انہی کے ساتھ ہوتی ہے جو ہر حال میں اس کے قوانین کی نگہداشت کرتے ہیں- اور کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتے-


یاد رکھو! جن مہینوں میں جنگ کو ناجائز قرار دیا جائے' انہیں اپنی جگہ سے ہٹا دینا' معاہدات کا عملی انکار اور بین الاقوامی قانون سے سرکشی ہے ——— اور بہت بڑی سرکشی ——— یہ لوگ کرتے یہ ہیں کہ ایک ہی مہینے کو ایک سال جنگ کے لئے جائز قرار دیتے ہیں اور دوسرے سال اسے ناجائز ٹھیرا دیتے ہیں- اس طرح ان مہینوں کی گنتی تو پوری کر دیتے ہیں جن میں خدا نے جنگ کو حرام قرار دیا ہے' لیکن مہینوں کو اِدھر اُدھر کر دینے سے عملاً خدا کے حرام قرار دیئے ہوئے کو حلال ٹھہرا دیتے ہیں اور سمجھتے یہ ہیں کہ اس سے ہم کسی جرم کے مرتکب نہیں ہوتے ——— بلکہ اسے بڑی خوبی کی بات خیال کرتے ہیں ——— حالانکہ یہ سیدھی سی بات ہے کہ جو امور ایک مرتبہ بین الاقوامی طور پر طے پا جائیں' کسی ایک قوم کو اس کا حق نہیں پہنچتا کہ وہ خود ہی ان میں تغیر و تبدل کر لے. اس قسم کی قوم پر' جو ایسی حرکات کی مرتکب ہو' کبھی کامیابی کی راہ کشادہ نہیں ہوتی-

الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۳۸﴾ اِلَّا تَنْفِرُوْا يُعَذِّبْكُمْ عَذَابًا
اَلِيْمًا ۙ وَّيَسْتَبْدِلْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ وَلَا تَضُرُّوْهُ شَيْـًٔا ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿۳۹﴾ اِلَّا تَنْصُرُوْهُ
فَقَدْ نَصَرَهُ اللّٰهُ اِذْ اَخْرَجَهُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ثَانِيَ اثْنَيْنِ اِذْ هُمَا فِي الْغَارِ اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ
اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ۚ فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِيْنَتَهٗ عَلَيْهِ وَاَيَّدَهٗ بِجُنُوْدٍ لَّمْ تَرَوْهَا وَجَعَلَ كَلِمَةَ الَّذِيْنَ كَفَرُوا السُّفْلٰى ۭ
وَكَلِمَةُ اللّٰهِ هِيَ الْعُلْيَا ۭ وَاللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ ﴿۴۰﴾


۳۸ اے جماعتِ مومنین! (ایسے لوگ بھی ہیں کہ دنیاوی مفاد کی خاطر جنگ کرنے کے لئے تو وہ ہر وقت آمادہ ہوں گے لیکن) جب ان سے کہا جائے کہ وہ حق و صداقت کی راہ میں جنگ کے لئے نکلیں تو ان کے پاؤں من من بھر کے ہو جاتے ہیں۔ زمین سے اٹھتے ہی نہیں۔ ان سے کہو کہ کیا تم بلند انسانی مفاد اور مستقل اقدار کو چھوڑ کر، طبعی زندگی کے مفاد کو پسند کرتے ہو؟ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ طبعی زندگی کے مفاد کتنے ہی گراں بہا کیوں نہ دکھائی دیں، وہ انسانی زندگی اور مستقبل کی خوشگواریوں کے مقابلہ میں متاعِ قلیل ہوتے ہیں۔


۳۹ اِن سے واضح الفاظ میں کہہ دو کہ اگر تم نظامِ خداوندی کے قیام و بقا کی خاطر جنگ کے لئے نہیں نکلو گے، تو اس کا نتیجہ تمہارے لئے بڑا الم انگیز ہوگا۔ یعنی خدا تمہاری جگہ ایک اور قوم کو لے آئے گا اور تم اُس کا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکو گے۔ یاد رکھو! خدا کی ہر بات اُس کے مقرر کردہ قانون اور ضابطہ کے مطابق ہوتی ہے جس پر اسے پوری پوری قدرت حاصل ہے۔ (اس کا قانون یہ ہے کہ زمین کی وراثت اُسی قوم کے حصے میں آتی ہے جس میں اس کی صلاحیت ہو۔ (۲۱/۱۰۵)۔

۴۰ اگر تم (نظامِ خداوندی کے قیام کے سلسلہ میں) رسول کی مدد نہیں کرتے (تو نہ کرو)۔ خدا نے اُس کی مدد اُس زمانے میں کی تھی (جب وہ، بظاہر بے یار و مددگار تھا) جب کفار نے اسے گھر سے باہر نکال دیا تھا، اِس حالت میں کہ اُس کے ساتھ صرف اس کا ایک رفیق تھا۔ وہ دونوں اپنی حفاظت کے لئے غار میں چھپے بیٹھے تھے (اور دشمن تعاقب میں تھا۔ ایسی مایوسی کے عالم میں بھی اُسے، خدا کی نصرت پر ایسا محکم یقین تھا کہ جب اس کا رفیق، اس خیال سے کہ رسول کو کوئی گزند نہ پہنچ جائے، متردد دکھائی دیا،

اِنْفِرُوْا خِفَافًا وَّ ثِقَالًا وَّ جَاهِدُوْا بِاَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ
تَعْلَمُوْنَ ﴿۴۱﴾ لَوْ كَانَ عَرَضًا قَرِيْبًا وَّ سَفَرًا قَاصِدًا لَّاتَّبَعُوْكَ وَ لٰكِنْ بَعُدَتْ عَلَيْهِمُ الشُّقَّةُ ؕ وَ
سَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ لَوِ اسْتَطَعْنَا لَخَرَجْنَا مَعَكُمْ ۚ يُهْلِكُوْنَ اَنْفُسَهُمْ ۚ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ﴿۴۲﴾

تو) اس نے اس سے، دل کے پورے اطمینان سے کہا کہ مت غمگین ہو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ ایسے اضطراب انگیز حالات میں، اللہ نے اپنے رسول کو سکون و قرار عطا فرمایا تھا۔ (اس کے بعد، بدر کے میدان میں، جب حالات سخت نامساعد تھے) ایسے لشکروں سے اس کی مدد کی جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے ($\frac{9}{26}$)۔ اس طرح، اس نے مخالفین کو سرنگوں کر دیا، اس کے بعد تم دیکھ رہے ہو کہ نظامِ خداوندی کو کس طرح سرفرازی و سربلندی، غلبہ و تسلط حاصل ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اس نظام میں صحیح تدابیر اور قوت دونوں موجود ہیں —— نصب العین اس قدر بلند۔ بازوؤں میں قوت۔ ذہن میں حسنِ تدابیر کی صلاحیت۔ اس کے بعد کامیابی کے لئے اور کس چیز کی ضرورت باقی رہ جاتی ہے؟

۴۱ (لہٰذا، اے جماعتِ مومنین! تم اس کا خیال نہ کرو کہ تم مخالفین کے مقابلہ میں کچھ ہلکے ہو)۔ تم ہلکے ہو یا بھاری۔ تم فراخی کی حالت میں ہو یا تنگی کی۔ تمہارے پاس اسلحہ بھی پورا ہے یا نہیں۔ تم ان باتوں سے نہ گھبراؤ۔ تم باہر نکل پڑو اور خدا کی راہ میں، اپنے مال اور جان سے سرتوڑ کوشش کرو۔ (تمہارا یقینِ محکم اور ثبات و استقامت تمہاری کمیوں کو پورا کر دے گا)۔ اگر تم بات کو اچھی طرح سمجھ لو تو تمہارا، مقابلہ کے لئے نکل کھڑے ہونا، تمہارے لئے بہتر ہے۔

۴۲ (باقی رہے یہ ڈھلمل یقین لوگ۔ سو ان کی حالت یہ ہے کہ) اگر تم انہیں ایسی لڑائی کے لئے کہتے جس میں انہیں فائدہ سامنے پڑا نظر آ جاتا، اور سفر بھی زیادہ صعوبت انگیز نہ ہوتا، تو یہ ضرور تمہارے پیچھے چل پڑتے۔ لیکن اب ان کی کیفیت یہ ہے کہ یہ سفر انہیں بڑا لمبا اور پُرمشقت نظر آتا ہے۔ (اصل بات تو یہ ہے۔ لیکن یہ طرح طرح کی بہانہ سازیاں کریں گے اور) قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ اگر ہمیں اس کی استطاعت ہوتی تو ہم ضرور آپ کے ساتھ چلتے۔ یہ لوگ اس قسم کی منافقانہ باتوں سے اپنے آپ کو تباہ کر رہے ہیں (کسی کا کچھ نہیں بگاڑ رہے)۔ کیونکہ اللہ جانتا ہے کہ یہ بالکل جھوٹ بول رہے ہیں۔

عَفَا اللّٰهُ عَنْكَ لِمَ اَذِنْتَ لَهُمْ حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكَ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَتَعْلَمَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۴۳﴾ لَا
يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ اَنْ يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ ؕ وَاللّٰهُ
عَلِيْمٌ بِالْمُتَّقِيْنَ ﴿۴۴﴾ اِنَّمَا يَسْتَاْذِنُكَ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَارْتَابَتْ قُلُوْ
بُهُمْ فَهُمْ فِيْ رَيْبِهِمْ يَتَرَدَّدُوْنَ ﴿۴۵﴾ وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً وَّلٰكِنْ كَرِهَ اللّٰهُ انْۢبِعَاثَهُمْ
فَثَبَّطَهُمْ وَقِيْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۴۶﴾ لَوْ خَرَجُوْا فِيْكُمْ مَّا زَادُوْكُمْ اِلَّا خَبَالًا وَّلَاَاوْضَعُوْا
خِلٰلَكُمْ يَبْغُوْنَكُمُ الْفِتْنَةَ ۚ وَفِيْكُمْ سَمّٰعُوْنَ لَهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ﴿۴۷﴾

---

۴۳ تم نے (اے رسول! ان کی منافقانہ عذر داریوں کو سچا سمجھ کر انہیں پیچھے رہنے کی اجازت دیدی۔ تم نے کشادہ نگہی سے کام لیا لیکن انکی نیت نیک نہیں تھی۔ بہرحال) اللہ نے اس سے درگزر کر دیا ہے۔ (اگر تو ذرا اور توقف کرتا تو) تجھ پر خود بخود آشکارا ہو جاتا کہ تمہاری جماعت میں کون سچا ہے اور کون جھوٹی عذر داریاں کرتا ہے۔

۴۴ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ فی الواقعہ اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں، وہ کبھی یہ نہیں کہیں گے کہ ہم اپنے مال و جان سے جہاد کرنے سے معذور ہیں، اس لئے ہمیں اجازت دیدیجئے کہ ہم جنگ میں شریک نہ ہوں۔ (وہ تو ایسے مواقع کے آرزومند رہتے ہیں)۔ اللہ خوب جانتا ہے کہ وہ لوگ کون ہیں جو اپنے فرائض کی نگہداشت کرتے ہیں (اور کون ہیں جو ان سے جی چراتے ہیں)۔

۴۵ اس قسم کی اجازتیں وہی لوگ مانگا کرتے ہیں جو اللہ اور آخرت پر سچے دل سے یقین نہیں رکھتے۔ ان کے دلوں میں شکوک ہیں اور اسی وجہ سے وہ متذبذب ہیں۔ (ورنہ ایمان محکم کے بعد عمل میں تذبذب کیسا؟)

۴۶ (یہ بالکل بدیہی بات ہے کہ) اگر ان کی نیت جنگ میں شرکت کی ہوتی تو یہ (کچھ نہ کچھ سفر کی) تیاریاں کرتے —— اور یہ اچھا ہی ہے کہ انہوں نے تمہارے ساتھ نہ جانے کا ہی فیصلہ کر لیا اور پیچھے رک گئے۔ ورنہ اگر یہ مزید منافقت برتتے اور ساتھ چل پڑتے تو نظام خداوندی کے حق میں یہ کوئی اچھی بات نہ ہوتی۔ (اس کا نتیجہ نقصان رساں ہوتا)۔


یہ، بجز اس کے، کچھ نہ کرتے کہ تمہاری جماعت میں انتشار پیدا کرتے۔ تمہیں

لَقَدِ ابْتَغَوُا الْفِتْنَةَ مِنْ قَبْلُ وَقَلَّبُوا لَكَ الْأُمُورَ حَتّٰى جَآءَ الْحَقُّ وَظَهَرَ أَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۴۸﴾
وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ ائْذَنْ لِّيْ وَلَا تَفْتِنِّيْ ؕ أَلَا فِي الْفِتْنَةِ سَقَطُوْا ؕ وَإِنَّ جَهَنَّمَ لَمُحِيْطَةٌۢ
بِالْكٰفِرِيْنَ ﴿۴۹﴾ إِنْ تُصِبْكَ حَسَنَةٌ تَسُؤْهُمْ ۚ وَإِنْ تُصِبْكَ مُصِيْبَةٌ يَّقُوْلُوْا قَدْ أَخَذْنَا
أَمْرَنَا مِنْ قَبْلُ وَيَتَوَلَّوْا وَّهُمْ فَرِحُوْنَ ﴿۵۰﴾ قُلْ لَّنْ يُّصِيْبَنَا إِلَّا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَنَا ۚ هُوَ مَوْلٰىنَا ۚ وَ
عَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ﴿۵۱﴾

مصیبت میں ڈالنے کے لئے بھاگے بھاگے پھرتے۔ ہر طرح کی خرابی کے لئے کوشش کرتے۔ اور (تم جانتے ہو کہ) تمہارے اندر ایسے لوگ بھی ہیں جو ان کی باتوں پر کان دھرنے والے ہیں۔ (یا خود ان کے جاسوس ہیں)۔ اس لئے ان کا تمہارے ساتھ جانا تمہارے لئے بڑی خرابی کا موجب تھا۔ خدا خوب جانتا ہے کہ کون لوگ ظلم و زیادتی کرنے والے ہیں۔

۴۸ (ان کی یہ حرکتیں کچھ نئی نہیں ہیں) اس سے پہلے بھی یہ لوگ فتنہ انگیزی کی کوشش کرتے رہے ہیں اور انہوں نے تمہارے خلاف ہر قسم کا الٹ پھیر کر کے دیکھ لیا ہے۔ ان سب کا نتیجہ کیا نکلا؟ یہی کہ حق آگے بڑھ گیا۔ خدا کا نظام غالب آگیا۔ اور یہ کڑھتے رہ گئے۔

۴۹ ان میں وہ بھی ہے جو کہتا ہے کہ مجھے پیچھے رہنے کی اجازت دیجئے۔ مجھے مصیبت میں نہ ڈالئے۔ (ایسے لوگوں کو اس کا احساس نہیں کہ یہ اپنی ان حرکات سے) مصیبت میں تو پہلے ہی پڑے ہوئے ہیں۔ (منافق کی زندگی راحت اور اطمینان کی زندگی تھوڑی ہوتی ہے؟)۔ جہنم کی آگ انہیں ہر طرف سے گھیرے ہوتے ہے اور اس میں پڑے جل بھن رہے ہیں۔

۵۰ ان کی حالت یہ ہے کہ اگر تمہیں کوئی خوشگوار واقعہ پیش آتا ہے تو وہ ان پر بہت شاق گزرتا ہے۔ اور اگر تم پر کوئی مصیبت آتی ہے، تو کہتے ہیں کہ ہم نے تو پہلے ہی دور اندیشی سے کام لے کر اپنا انتظام کر لیا تھا۔ یہ کہہ کر بہت خوش ہوتے ہیں اور منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔

۵۱ ان سے کہو کہ ہمیں جو واقعہ بھی پیش آئے گا، قانونِ خداوندی کے مطابق پیش آئے گا (دنیا میں سب کچھ قوانینِ خداوندی کے مطابق ہوتا ہے۔ اس لئے) ہمارا بھروسہ اسی کے قانون پر ہے۔ وہی ہمارا کارساز و کارفرما ہے ——— اور ایک ہم ہی پر کیا موقوف ہے۔ جو لوگ بھی اس کے قوانین کی صداقت پر یقین رکھیں، انہیں اسی پر پورا پورا بھروسہ

قُلْ هَلْ تَرَبَّصُوْنَ بِنَآ اِلَّآ اِحْدَى الْحُسْنَيَيْنِ ؕ وَنَحْنُ نَتَرَبَّصُ بِكُمْ اَنْ يُّصِيْبَكُمُ اللّٰهُ بِعَذَابٍ
مِّنْ عِنْدِهٖٓ اَوْ بِاَيْدِيْنَا ۖ فَتَرَبَّصُوْٓا اِنَّا مَعَكُمْ مُّتَرَبِّصُوْنَ ﴿۵۲﴾ قُلْ اَنْفِقُوْا طَوْعًا اَوْ كَرْهًا
لَّنْ يُّتَقَبَّلَ مِنْكُمْ ؕ اِنَّكُمْ كُنْتُمْ قَوْمًا فٰسِقِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَمَا مَنَعَهُمْ اَنْ تُقْبَلَ مِنْهُمْ نَفَقٰتُهُمْ اِلَّآ اَنَّهُمْ
كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَبِرَسُوْلِهٖ وَلَا يَاْتُوْنَ الصَّلٰوةَ اِلَّا وَهُمْ كُسَالٰى وَلَا يُنْفِقُوْنَ اِلَّا وَهُمْ كٰرِهُوْنَ ﴿۵۴﴾
فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ
وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۵۵﴾

رکھنا چاہیئے۔

۵۲ ان سے کہدو کہ تم ہمارے متعلق دو ہی باتیں سوچ سکتے ہو —— یا ہم میدانِ جنگ میں مارے جائیں اور یا فاتح و منصور واپس آئیں۔ ہمارے لئے یہ دونوں باتیں بڑی خوشگوار ہیں۔ اس کے برعکس، ہم تمہارے متعلق اس کا انتظار کرتے ہیں کہ تم پر قانونِ خداوندی کے مطابق کہیں باہر سے کوئی تباہی آجائے، یا خود ہمارے ہاتھوں سے تمہیں سزا مل جائے۔ سو تم اپنے خیال کے مطابق انتظار کرو اور ہم اپنے اس تصوّر کے مطابق انتظار کرتے ہیں۔ پھر دیکھو نتیجہ کیا نکلتا ہے!


(اور اگر یہ منافق چاہتے ہیں کہ) طوعاً کرہاً کچھ مالی امداد دے کر، جنگ میں جانے سے بچ جائیں، تو ان سے کہدو کہ تمہاری مالی امداد ہرگز قبول نہیں کی جائے گی۔ اس لئے کہ تم صحیح راستے کو چھوڑ کر، غلط راہوں کی طرف نکل گئے ہو۔

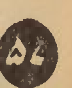

ان سے کہدو کہ ان کی مالی امداد قبول نہ کئے جانے کی وجہ یہ ہے کہ ان کا دعوےٰ ایمان صرف زبانی ہے۔ یہ درحقیقت خدا اور اس کے رسول پر ایمان نہیں رکھتے۔ اُن سے انکار کرتے ہیں۔ تمہارے صلوٰۃ کے اجتماعات میں شریک ہوتے ہیں تو مارے' بندھے' محض دکھاوے کی خاطر (۴/۱۴۲) اور ایسے رسمی طور پر جس سے کوئی تعمیری نتیجہ مرتب نہ ہو (۱۰۷/۵)۔ اور اگر مالی امداد دیتے ہیں تو بطیبِ خاطر نہیں' بلکہ سخت مجبوری اور ناگواری سے (لہذا' ایسے لوگ اس نظام کے ارکان کیسے بن سکتے ہیں جس کی ساری عمارت دل کی رضا و رغبت پر استوار ہوتی ہے)۔


اس میں شبہ نہیں کہ ان کے پاس مال و دولت بھی بہت ہے' اور ان کے افراد

وَيَحْلِفُوْنَ بِاللّٰهِ اِنَّهُمْ لَمِنْكُمْ ۗ وَمَا هُمْ مِّنْكُمْ وَلٰكِنَّهُمْ قَوْمٌ يَّفْرَقُوْنَ ﴿۵۶﴾ لَوْ يَجِدُوْنَ مَلْجَاً
اَوْ مَغٰرٰتٍ اَوْ مُدَّخَلًا لَّوَلَّوْا اِلَيْهِ وَهُمْ يَجْمَحُوْنَ ﴿۵۷﴾ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّلْمِزُكَ فِي الصَّدَقٰتِ ۚ فَاِنْ
اُعْطُوْا مِنْهَا رَضُوْا وَاِنْ لَّمْ يُعْطَوْا مِنْهَآ اِذَا هُمْ يَسْخَطُوْنَ ﴿۵۸﴾ وَلَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ
وَرَسُوْلُهٗ ۙ وَقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَيُؤْتِيْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَرَسُوْلُهٗٓ ۙ اِنَّآ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ ﴿۵۹﴾ 

خاندان کی تعداد بھی کثیر ہے جس کی وجہ سے ان کا جتھہ کافی بڑا ہے۔ لیکن یہ باتیں تمہارے لئے وجۂ تعجب نہیں ہونی چاہئیں۔ یہی چیزیں تو ہیں جو انہیں نظامِ خداوندی کی طرف آنے نہیں دیتیں۔ اس لئے' انہی کی وجہ سے ان کی دنیاوی زندگی ان کے لئے وبالِ جان بن جائے گی' اور یہ اپنے آپ کو کفر ہی کی خاطر ہلاک کر لیں گے (۹/۸۵)۔

 یہ لوگ خدا کی قسمیں کھا کھا کر یقین دلاتے ہیں کہ یہ تمہیں میں سے ہیں' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ تم میں سے نہیں ہیں۔ لیکن چونکہ بڑے بزدل ہیں (اور منافقت برتتا ہی وہ ہے جو بزدل ہو) اس لئے' اپنے آپ کو' تم میں سے ظاہر کرتے ہیں۔

 ان کی حالت یہ ہے کہ اگر انہیں کہیں کوئی پناہ گاہ مل جائے۔ یا کوئی غار' یا کسی قسم کا اور چھپنے کا مقام نظر آجائے' تو یہ تمہارا ساتھ چھوڑ کر' اس کی طرف یوں لپک کر چلے جائیں جیسے کوئی جانور رسّہ تڑا کر بھاگ رہا ہو۔ (اگر یہ تمہارے ساتھ ہیں تو محض اس لئے کہ انہیں کہیں اور پناہ کی جگہ نظر نہیں آتی)۔

 (ان میں بعض لوگ بڑی کمینہ حرکات تک اُتر آتے ہیں۔ مثلاً) وہ تمہارے خلاف یہ الزام تراشتے ہیں کہ تم نے صدقات کی تقسیم دیانتداری سے نہیں کی (مقصد اس سے یہ ہے کہ اس طرح تمہاری جماعت میں افتراق اور بدظنی پیدا ہو جائے)۔ حالانکہ بات صرف اتنی ہے کہ اگر تو انہیں' ان کے حق سے کچھ زیادہ دے دیتا تو یہ بہت خوش ہو جاتے (اور پھر تمہاری تقسیم' عین مطابق حق و انصاف قرار پا جاتی)۔ لیکن چونکہ تم نے انہیں زیادہ نہیں دیا اس لئے یہ اس طرح بگڑ بیٹھے ہیں۔ (اور الزامات تراش کر اپنا غصہ نکال رہے ہیں)۔

۵۹ ان کے لئے کیا ہی اچھا ہوتا کہ انہیں' نظامِ خداوندی کی طرف سے جو کچھ حصہ رسد ملا تھا' اس پر مطمئن ہو جاتے (۹/۶۰)۔ اور کہتے کہ جو کچھ ہمیں' قاعدے اور قانون کے مطابق

إِنَّمَا الصَّدَقَٰتُ لِلْفُقَرَآءِ وَالْمَسَٰكِينِ وَالْعَٰمِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِى الرِّقَابِ وَالْغَٰرِمِينَ وَفِى سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ ۖ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٦٠﴾ وَمِنْهُمُ الَّذِينَ يُؤْذُونَ النَّبِىَّ وَيَقُولُونَ هُوَ أُذُنٌ ۚ قُلْ أُذُنُ خَيْرٍ لَّكُمْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَيُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَرَحْمَةٌ لِّلَّذِينَ ءَامَنُوا مِنكُمْ ۚ وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٦١﴾

ملا ہے' وہ ہمارے لئے کافی ہے۔ اس کے بعد' ہمیں نظامِ خداوندی اور بہت کچھ دے گا۔ ہم اپنے دل کی پوری کشاد' اور ارادے کی وسعت کے ساتھ' اس نظام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

۶۰ صدقات کے متعلق (یعنی اس مال کے متعلق جسے مملکت رفاہِ عامہ کے لئے صرف کرتی ہے) یہ سمجھ لینا چاہیے کہ اس کی تقسیم' کسی کے ذاتی مفاد یا انفرادی جذبات کی تسکین کے لئے نہیں ہوگی۔ یہ درحقیقت ان لوگوں کا حق ہے۔

(۱) جو اپنی نشوونما کے لئے دوسروں کے محتاج ہوں۔ یعنی کسی وجہ سے خود کمانے کے قابل نہ ہوں۔

(۲) جن کا چلتا ہوا کاروبار' یا نقل و حرکت (کسی وجہ سے) رک گئی ہو۔

(۳) جو لوگ صدقات (مملکت کی اس آمدنی) کی وصولی پر مامور ہوں' ان کی کفالت کے لئے۔

(۴) جن کی تالیفِ قلوب مقصود ہو۔ (یعنی جو لوگ ویسے تو نظامِ خداوندی کی طرف آنے کے لئے تیار ہوں لیکن بعض معاشی موانع ان کے راستے میں اس طرح حائل ہوں کہ وہ انہیں اس طرف آنے نہ دیں۔ ان موانع کے دُور کرنے میں ان کی امداد کی جائے)۔

(۵) جو لوگ دوسروں کی محکومی کی زنجیروں میں جکڑے ہوں' انہیں آزادی دلانے کیلئے۔

(۶) ایسے لوگ جو دشمن کے تاوان' یا قرض کے بوجھ کے نیچے اس طرح دب گئے ہوں کہ اس کا ادا کرنا ان کے بس میں نہ ہو۔

(۷) نیز' اُن باہر سے آنے والوں کا جنہیں مالی امداد کی ضرورت لاحق ہو جائے۔

(۸) ان کے علاوہ' اور جو کام بھی نظامِ خداوندی کے لئے مفید اور نوعِ انسان کی فلاح و بہبود کے لئے ممد و معاون ہوں' انہیں سرانجام دینے کے لئے۔

یہ خدا کے ٹھہرائے ہوئے ضوابط ہیں۔ اور اللہ کے ٹھہرائے ہوئے ضوابط علم و حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔

۶۱ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو' (طرح طرح کی باتیں کرکے) نبی کو اذیت پہنچاتے رہتے

يَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ لَكُمْ لِيُرْضُوكُمْ ۚ وَاللّٰهُ وَرَسُولُهٗٓ اَحَقُّ اَنْ يُّرْضُوهُ اِنْ كَانُوا مُؤْمِنِيْنَ ﴿۶۲﴾ اَلَمْ يَعْلَمُوٓا
اَنَّهٗ مَنْ يُّحَادِدِ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ فَاَنَّ لَهٗ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيهَا ۭ ذٰلِكَ
الْخِزْيُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۳﴾ يَحْذَرُ الْمُنٰفِقُونَ اَنْ تُنَزَّلَ عَلَيْهِمْ سُورَةٌ تُنَبِّئُهُمْ بِمَا فِيْ قُلُوبِهِمْ ۭ قُلِ

ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ تو کانوں کا کچا ہے' ہرایک کی بات سن لیتا ہے۔ ان سے کہو کہ (یہ کان کا کچا نہیں' اگرچہ) یہ حقیقت ہے کہ یہ ہرایک کی سن لیتا ہے۔ اور یہ چیز تمہاری بہتری کے لئے ہے کہ تم اپنی ہر بات اس تک پہنچا سکتے ہو۔ (اس نے اپنے ہاں حاجب و دربان مقرر نہیں کر رکھے۔ نہ ہی وہاں یہ حالت ہے کہ اس تک خاص خاص لوگوں ہی کی رسائی ہوسکتی ہو۔ باقی رہا یہ الزام کہ یہ ہرایک کی بات کا یقین کرلیتا ہے' تو یہ کس طرح ممکن ہے؛ اس لئے کہ یہ رسول) خدا کے قوانین پر یقین محکم رکھتا ہے اس لئے یہ صرف ان لوگوں کی باتوں پر اعتماد کرتا ہے جو اس کی طرح' خدا کے قوانین پر یقین رکھتے ہیں۔

اس سے یہ نہ سمجھ لو کہ یہ' پارٹی بازی کی عصبیت کی وجہ سے' جماعتِ مومنین کی باتوں پر اعتماد کرتا ہے' اس لئے اس کے پیغام و نظام کی برکات بھی اپنی جماعت تک ہی محدود ہیں۔ اس کا پیغام و نظام تمام نوعِ انسان کے لئے باعثِ رحمت ہے ($\frac{21}{107}$)۔ لیکن' یہ واضح ہے کہ اس رحمت سے وہی لوگ مستفیض ہوسکتے ہیں جو اس پیغام کی صداقت پر یقین رکھیں۔ یہ وجہ ہے کہ جماعتِ مومنین اس سے بہرہ یاب ہو جاتی ہے اور جو لوگ رسول کے لئے وجہِ اذیت بنتے ہیں' وہ اس سے محروم رہ کر الم انگیز تباہیاں مول لے لیتے ہیں۔

۶۲ اے جماعتِ مومنین! یہ لوگ چاہتے ہیں کہ تمہارے سامنے قسمیں کھا کھا کر تمہیں راضی کرلیں۔ لیکن تم اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ (یہاں افراد کے راضی کرنے یا نہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا) اصل سوال خدا اور رسول (نظامِ خداوندی) کو راضی کرنے کا ہے۔ اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ یہ لوگ اس نظام کی صداقت پر سچے دل سے ایمان لائیں۔

۶۳ کیا انہیں اس کا علم نہیں کہ جو شخص نظامِ خداوندی کی مخالفت کرتا ہے' تو اس کے لئے جہنم کا عذاب ہے' جس میں وہ ہمیشہ رہے گا — اور یہ عذاب کیا ہے؟ بہت بڑی ذلت و رسوائی!

۶۴ یہ منافق اس بات سے ڈرتے ہیں کہ کہیں مسلمانوں کی طرف کوئی ایسی سورت

اسْتَهْزِءُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ مُخْرِجٌ مَّا تَحْذَرُوْنَ ﴿۶۴﴾ وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ لَيَقُوْلُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوْضُ وَ
نَلْعَبُ ۚ قُلْ اَبِاللّٰهِ وَاٰيٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۶۵﴾ لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَا
نِكُمْ ۚ اِنْ نَّعْفُ عَنْ طَآئِفَةٍ مِّنْكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةً ۢ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ﴿۶۶﴾ ع
اَلْمُنٰفِقُوْنَ وَالْمُنٰفِقٰتُ بَعْضُهُمْ مِّنْۢ بَعْضٍ ۘ يَاْمُرُوْنَ بِالْمُنْكَرِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمَعْرُوْفِ وَ
يَقْبِضُوْنَ اَيْدِيَهُمْ ۚ نَسُوا اللّٰهَ فَنَسِيَهُمْ ۚ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ ﴿۶۷﴾

نازل نہ ہو جائے جو اُن باتوں کو ظاہر کر دے جو ان منافقین کے دل میں پوشیدہ ہیں۔

اِن سے کہو کہ تم زندگی سے مذاق کر رہے ہو) مذاق کئے جاؤ۔ جس بات کا تمہیں اندیشہ ہے، وہ تو ہو کر رہے گی۔ منافقت کب تک چھپی رہ سکتی ہے۔ وہ ایک دن ضرور ظاہر ہو کر رہتی ہے۔

۶۵ اگر تم ان سے پوچھو (کہ تم ایسی باتیں کیوں کرتے ہو تو) یہ کہدیں گے کہ ہم تو یونہی دل لگی کی باتیں کرتے تھے۔ ان سے کہو کہ کیا تم خدا سے، اس کے احکام و قوانین سے، اور اس کے رسول سے، دل لگی کرتے ہو (اور سوچتے نہیں کہ اس کا نتیجہ کیا نکلے گا؟)

۶۶ لیکن یہ سب باتیں یونہی بہانہ سازی کی ہیں۔ (سچی بات کیوں نہیں کہتے کہ) تم ایمان لانے کے بعد کفر اختیار کر چکے ہو۔ (لیکن تم میں بھی دو گروہ ہیں۔ ایک اُن کا، جو جان بوجھ کر جرمِ کفر کے مرتکب ہوتے ہیں) یہ مجرمین کا گروہ ہے۔ انہیں ضرور سزا دی جائے گی۔ (دوسرا گروہ ان لوگوں کا ہے جو یونہی، دوسروں کی دیکھا دیکھی بغیر جانے بوجھے، ان کے پیچھے لگ گئے ہیں۔ اگر یہ لوگ صحیح راستے پر آجائیں تو) ان سے باز پرس نہیں ہوگی۔

۶۷ یاد رکھو! منافق مرد اور منافق عورتیں، ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے (کہ شیوۂ مومنین کے بالکل برعکس) جن باتوں سے قانونِ خداوندی منع کرتا ہے، یہ، لوگوں کو اُن کے کرنے کی تلقین کرتے ہیں۔ اور انہیں قانونِ خداوندی کے مطابق چلنے سے روکتے ہیں۔ اور اپنے ہاتھ (نظامِ خداوندی کے لئے خرچ کرنے سے) روکے رکھتے ہیں۔ جب انہوں نے اس طرح نظامِ خداوندی کو چھوڑ دیا تو نظامِ خداوندی نے ان کا ساتھ چھوڑ دیا، اور اپنی برکات و ثمرات سے انہیں محروم کر دیا۔ اس لئے

وَعَدَ اللّٰهُ الْمُنٰفِقِيْنَ وَالْمُنٰفِقٰتِ وَالْكُفَّارَ نَارَ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ هِيَ حَسْبُهُمْ ۚ وَلَعَنَهُمُ اللّٰهُ ۚ وَلَهُمْ
عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ۶۸ كَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ كَانُوْٓا اَشَدَّ مِنْكُمْ قُوَّةً وَّاَكْثَرَ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۭ فَاسْتَمْتَعُوْا بِخَلَاقِهِمْ فَاسْتَمْتَعْتُمْ بِخَلَاقِكُمْ كَمَا اسْتَمْتَعَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ بِخَلَاقِهِمْ وَخُضْتُمْ كَالَّذِيْ
خَاضُوْا ۭ اُولٰۗىِٕكَ حَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ۶۹ اَلَمْ
يَاْتِهِمْ نَبَاُ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ قَوْمِ نُوْحٍ وَّعَادٍ وَّثَمُوْدَ ڏ وَقَوْمِ اِبْرٰهِيْمَ وَاَصْحٰبِ مَدْيَنَ وَالْمُؤْ
تَفِكٰتِ ۭ اَتَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ ۚ فَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلٰكِنْ كَانُوْٓا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ ۷۰

کہ منافق (خواہ زبان سے کتنا ہی اقرار کیوں نہ کریں۔ درحقیقت) خدا کا راستہ چھوڑ کر، دوسری راہوں پر چل نکلتے ہیں۔

۶۸ یہ وجہ ہے کہ منافقین کا حشر بھی کفار جیسا ہی ہوگا۔ حقیقت کے اعتبار سے ان دونوں میں کچھ فرق نہیں، دونوں کا ٹھکانہ جہنم ہے۔ (بلکہ منافق، جہنم کے سب سے نچلے حصے میں ہوں گے۔ ($\frac{۴}{۱۴۵}$)۔ یہ اس سے نکل نہیں سکیں گے۔ یہی ان کے اعمال کا صحیح بدلہ ہے —— یعنی نظامِ خداوندی کی برکات و ثمرات سے محرومی، اور ہمیشہ رہنے والی تباہی۔

۶۹ (ان سے کہدو کہ) تمہاری حالت بالکل ان لوگوں کی سی ہو چکی ہے جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں، وہ قوت میں بھی تم سے بڑھ کر تھے، اور دولت اور افرادِ خاندان کی کثرت کی وجہ سے، ان کی جتھہ بندی بھی زیادہ مضبوط تھی۔ لیکن وہ ان چیزوں سے صرف تھوڑے سے وقت کے لئے فائدہ اٹھا سکے (اس کے بعد تباہ ہو گئے) سو تم بھی، انہی کی طرح، ان چیزوں سے کچھ وقت کے لئے فائدہ اٹھا لو، اور جس طرح وہ بیہودہ اور فضول باتوں میں اپنی زندگی ضائع کرتے رہے، تم بھی ضائع کرتے رہو۔

یاد رکھو! یہی لوگ ہیں جن کے تمام پروگرام، خواہ وہ قریبی مفاد کے لئے ہوں یا مستقبل کے لئے —— دنیا کے لئے ہوں یا آخرت کے لئے —— سب بلا نتیجہ رہ جاتے ہیں۔ یعنی وہ نتائج مرتب نہیں کرتے جن کے لئے انہیں بروئے کار لایا جاتا ہے۔ ان کے حصے میں نقصان ہی نقصان ہوتا ہے۔

۷۰ کیا ان لوگوں تک، اقوامِ سابقہ کی سرگزشت نہیں پہنچی —— یعنی قوم نوح۔ قوم

وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ يَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ
الْمُنْكَرِ وَيُقِيمُونَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكٰوةَ وَيُطِيعُونَ اللّٰهَ وَرَسُولَهٗ ۚ أُولٰٓئِكَ
سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ۗ إِنَّ اللّٰهَ عَزِيزٌ حَكِيمٌ ﴿٧١﴾ وَعَدَ اللّٰهُ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِي
مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهٰرُ خٰلِدِينَ فِيهَا وَمَسٰكِنَ طَيِّبَةً فِي جَنّٰتِ عَدْنٍ ۚ وَرِضْوَانٌ مِنَ اللّٰهِ أَكْبَرُ ۚ
(۹ ۴ ۱۵) ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿٧٢﴾

عادؔ۔ قوم ثمودؔ۔ قوم ابراہیمؔ۔ اہل مدین کی —— نیز دیگر اقوام کی جن کی بستیاں الٹ دی گئی تھیں۔ ان کے رسول ان کے پاس واضح قوانین لے کر آئے (لیکن انہوں نے ان سے سرکشی اختیار کی اور اس طرح اپنے جرائم کی پاداش میں تباہ ہو گئے۔ یاد رکھو) خدا نے ان پر زیادتی نہیں کی تھی —— خدا کسی پر بھی زیادتی نہیں کرتا —— انہوں نے خود اپنے آپ پر زیادتی کی اور ان کے اعمال انہیں لے ڈوبے۔

۷۱ (یہ تو گروہ منافقین کی حالت تھی۔ ان کے برعکس دوسرا گروہ) مومن مردوں اور مومن عورتوں کا ہے۔ یہ سب نصب العین کے مشترک ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے دوست اور رفیق ہوتے ہیں۔ یہ اُن باتوں کا حکم دیتے ہیں جنہیں ضابطۂ خداوندی صحیح تسلیم کرتا ہے اور اُن سے روکتے ہیں جنہیں وہ ناپسندیدہ قرار دیتا ہے۔ یہ نظامِ صلوٰۃ قائم کرتے ہیں اور نوعِ انسان کی نشو و نما کا سامان بہم پہنچاتے ہیں۔ ہر معاملہ میں خدا اور اسکے رسول (نظامِ خداوندی) کی اطاعت کرتے ہیں۔ یہی لوگ ہیں جو خدا کے عطا کردہ سامانِ نشو و نما سے فیضیاب ہوں گے اور دنیا دیکھ لے گی کہ خدا کا قانون کس طرح قوت و حکمت پر مبنی ہے۔

۷۲ یہ ہیں وہ مومنین —— مرد اور عورت —— جن کے لئے قانونِ خداوندی کی رو سے زندگی کی سدا بہار خوشگواریاں ہیں، جن سے یہ ہمیشہ متمتع ہوتے رہیں گے —— فردوس بر منظر چمنستان میں آرائش و آسائش کا نہایت پاکیزہ ساز و سامان۔ عمدہ رہنے کی جگہ —— اور ان سب سے بڑھ کر ایک اور چیز —— یعنی صفاتِ خداوندی سے ہم آہنگی و یک رنگی۔ یہ تھا وہ اصل مقصود جس کی خاطر وہ یہ سب کچھ کیا کرتے تھے۔ اس مقصد کا حصول ان کی حقیقی کامیابی ہے —— اور کتنی عظیم القدر ہے یہ کامیابی (جس سے ان کی ذات زندگی کے مزید ارتقائی مدارج طے کرنے کے قابل ہو جائے گی۔ ($\frac{۵۷}{۱۲}$; $\frac{۶۶}{۸}$)

يَاأَيُّهَا النَّبِيُّ جَاهِدِ الْكُفَّارَ وَالْمُنَافِقِينَ وَاغْلُظْ عَلَيْهِمْ ۚ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ﴿٧٣﴾
يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ وَهَمُّوا بِمَا لَمْ
يَنَالُوا ۚ وَمَا نَقَمُوا إِلَّا أَنْ أَغْنَاهُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مِنْ فَضْلِهِ ۚ فَإِنْ يَتُوبُوا يَكُ خَيْرًا لَهُمْ ۖ وَ
إِنْ يَتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللَّهُ عَذَابًا أَلِيمًا فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ۚ وَمَا لَهُمْ فِي الْأَرْضِ مِنْ
وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿٧٤﴾ وَمِنْهُمْ مَنْ عَاهَدَ اللَّهَ لَئِنْ آتَانَا مِنْ فَضْلِهِ لَنَصَّدَّقَنَّ وَلَنَكُونَنَّ مِنَ

۷۳ اے رسول! تم ان منافقین اور کفار کے خلاف (جو نظامِ خداوندی کی مخالفت میں انتہا تک پہنچ چکے ہیں) پوری پوری جدوجہد کرو اور شدت اور سختی سے ان کا مقابلہ کرو' تاآنکہ یہ تباہیوں اور بربادیوں کے جہنم میں پہنچ جائیں اور دیکھ لیں کہ زندگی کا یہ ٹھکانہ کس قدر صعوبت انگیز ہے۔

۷۴ ان کے کیریکٹر کی یہ حالت ہے کہ یہ کفر کی باتیں کرتے رہتے ہیں ——— باتیں ہی نہیں کرتے بلکہ یہ درحقیقت' اسلام لانے کے بعد' پھر کفر کی زندگی اختیار کر چکے ہیں' تمہاری تخریب کے لئے ہر قسم کے منصوبے باندھتے رہتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ انہیں ان میں' ابھی تک کامیابی نہیں ہوئی۔ حالت ان کی یہ ہے۔ لیکن' اس کے بعد جب ان سے پوچھا جائے تو خدا کی قسمیں کھا کھا کر کہدیں گے کہ ہم نے تو کوئی ایسی بات نہیں کہی!

ان سے کوئی پوچھے کہ تم جو جماعتِ مومنین سے اس طرح انتقام لے رہے ہو تو کس بات کا؟ ان کا بالآخر جرم کیا ہے؟ یہی ناکہ نظامِ خداوندی نے انہیں اس قدر خوشحال کیوں کر دیا ہے؟

بہرحال' یہ لوگ اگر اب بھی اپنی روش سے باز آجائیں تو یہ ان کے لئے بہتر ہوگا۔ لیکن اگر یہ اپنے وعدوں سے اسی طرح پھرتے رہے تو خدا کا قانونِ مکافات' انہیں دنیا اور آخرت دونوں میں' سخت ترین سزا دے گا۔ اور ان کی حالت یہ ہو جائے گی کہ دنیا میں ان کا کوئی حامی اور مددگار نہیں ہوگا۔

۷۵ ان میں وہ لوگ بھی ہیں جو وعدے کیا کرتے تھے کہ اگر اللہ ہمیں رزق کی فراوانی عطا کر دے تو ہم اسے نظامِ خداوندی کی راہ میں خرچ کر کے' اپنے قول کو سچ کر دکھائیں گے۔ اور اس طرح صالحین کے زمرے میں شامل ہو جائیں گے ——— یعنی اُن کے زمرے میں

الصّٰلِحِيْنَ ﴿٧٥﴾ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمْ مِّنْ فَضْلِهٖ بَخِلُوْا بِهٖ وَتَوَلَّوْا وَّهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ﴿٧٦﴾ فَاَعْقَبَهُمْ
نِفَاقًا فِيْ قُلُوْبِهِمْ اِلٰى يَوْمِ يَلْقَوْنَهٗ بِمَآ اَخْلَفُوا اللّٰهَ مَا وَعَدُوْهُ وَبِمَا كَانُوْا يَكْذِبُوْنَ ﴿٧٧﴾
اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ سِرَّهُمْ وَنَجْوٰىهُمْ وَاَنَّ اللّٰهَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿٧٨﴾ اَلَّذِيْنَ يَلْمِزُوْنَ
الْمُطَّوِّعِيْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ فِي الصَّدَقٰتِ وَالَّذِيْنَ لَا يَجِدُوْنَ اِلَّا جُهْدَهُمْ فَيَسْخَرُوْنَ مِنْهُمْ ؕ
سَخِرَ اللّٰهُ مِنْهُمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٧٩﴾ اِسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ ؕ اِنْ تَسْتَغْفِرْ

جو لوگوں کے کام سنوارتے ہیں۔

۷۶ لیکن جب اللہ نے انہیں رزق کی فراوانی عطا کر دی تو انہوں نے سب کچھ اپنے ہی لئے سمیٹ لیا اور اپنے وعدوں سے صاف پھر گئے —— اور اب تک ان سے پھرے ہوئے ہیں۔

۷۷ ان کی ان مسلسل وعدہ خلافیوں اور کذب بیانیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ منافقت (کی وہ زندگی جسے انہوں نے شروع میں وقتی مصلحت کے طور پر اختیار کیا تھا) ان کے دل کی گہرائیوں میں پیوست ہو گئی۔ اب یہ وہاں سے مرتے دم تک نہیں نکل سکتی۔

۷۸ کیا انہیں اس کا علم نہیں کہ اللہ ان کے خفیہ رازوں، اور پوشیدہ مشوروں سے واقف ہے۔ اس لئے کہ وہ غیب کی باتوں کو جانتا ہے اور اچھی طرح سے جانتا ہے۔

۷۹ ان کی حالت یہ ہے کہ جماعتِ مومنین میں سے جو لوگ 'نظامِ خداوندی کے لئے' دل کی رضامندی سے مال خرچ کرتے ہیں، یہ انہیں ریاکاری کا طعنہ دیتے ہیں۔ اور جو ان (مومنین) میں ایسے ہیں کہ ان کے پاس دینے کے لئے روپیہ پیسہ نہیں ہوتا، لیکن وہ اس مقصدِ عظیم کے لئے اپنی محنت پیش کر دیتے ہیں، تو یہ (منافقین) ان کی غریبی پر ان کی ہنسی اڑاتے ہیں۔ لیکن یہ نہیں جانتے کہ خدا کا قانونِ مکافات خود ان کی ہنسی اڑا رہا ہے (۲/۱۵) کہ یہ کس خود فریبی میں مبتلا ہیں اور انہیں اتنا نظر نہیں آتا کہ یہ، انہی فاقہ کش، محنت کرنے والوں کے ہاتھوں، کس طرح ایک الم انگیز عذاب میں مبتلا ہونے والے ہیں؟

۸۰ (اے رسول! ہم جانتے ہیں کہ تمہارا دلِ دردمند اب بھی یہ چاہتا ہے کہ کوئی صورت ایسی پیدا ہو جائے جس سے یہ لوگ اس آنے والے عذاب سے محفوظ رہ سکیں لیکن) تمہار

لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ۭ وَاللّٰهُ لَا
يَهْدِى الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝۸۰ فَرِحَ الْمُخَلَّفُوْنَ بِمَقْعَدِهِمْ خِلٰفَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَكَرِهُوْٓا اَنْ ۱۰ ع ۱۶
يُّجَاهِدُوْا بِاَمْوَالِهِمْ وَاَنْفُسِهِمْ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَالُوْا لَا تَنْفِرُوْا فِى الْحَرِّ ۭ قُلْ نَارُ جَهَنَّمَ
اَشَدُّ حَرًّا ۭ لَوْ كَانُوْا يَفْقَهُوْنَ ۝۸۱ فَلْيَضْحَكُوْا قَلِيْلًا وَّلْيَبْكُوْا كَثِيْرًا ۚ جَزَاۗءًۢ بِمَا كَانُوْا
يَكْسِبُوْنَ ۝۸۲ فَاِنْ رَّجَعَكَ اللّٰهُ اِلٰى طَاۗىِٕفَةٍ مِّنْهُمْ فَاسْتَاْذَنُوْكَ لِلْخُرُوْجِ فَقُلْ لَّنْ تَخْرُ
جُوْا مَعِىَ اَبَدًا وَّلَنْ تُقَاتِلُوْا مَعِىَ عَدُوًّا ۭ اِنَّكُمْ رَضِيْتُمْ بِالْقُعُوْدِ اَوَّلَ مَرَّةٍ فَاقْعُدُوْا مَعَ الْخٰلِفِيْنَ ۝۸۳

ہزار آرزوئیں بھی انہیں اس تباہی سے نہیں بچا سکتیں جو خدا کے قانونِ مکافات کی رو سے ان کے اعمال کے بدلے میں ان پر آنے والی ہے۔ (تمہارا خیال یہ ہے کہ یہ لوگ اس نظام پر سچے دل سے ایمان تو رکھتے ہیں لیکن بعض کمزوریوں کی بنا پر ان سے سہواً کچھ لغزشیں ہو جاتی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ نہیں) یہ لوگ خدا ور سول (نظامِ خداوندی) سے دل سے انکار کرتے ہیں اور محض ظاہر داری سے اس کا اقرار کرتے ہیں — اب سوچو کہ جو لوگ اس طرح صحیح راستے سے الگ ہو جائیں ان پر سعادت کی راہیں کس طرح کشادہ ہو سکتی ہیں؟

۸۱ جو (منافقین تمہارے ہمراہ جنگ کے لئے نہیں نکلے) پیچھے رہ گئے ہیں وہ اپنے جی میں بہت خوش ہیں کہ ہم رسول اللہ کی خواہش کے علی الرغم پیچھے بیٹھے ہیں — انہیں راہِ خدا میں اپنے جان اور مال سے جہاد کرنا بہت ناگوار گزرا۔ (اس لئے یہ خود بھی پیچھے رہے اور دوسروں سے بھی) کہتے رہے کہ دیکھو! اس شدت کی گرمی میں جنگ کے لئے مت نکلو۔ ان سے کہدو کہ جہنم کی آگ موسم کی گرمی سے کہیں زیادہ شدید ہے۔ اے کاش! یہ لوگ اس حقیقت کو سمجھ سکتے (کہ اگر خدا کے نظامِ عدل و احسان کو شکست ہو جائے اور ظلم و استبداد کے نظام کے ماتحت زندگی بسر کرنی پڑے تو یہ عذاب کس قدر دردانگیز اور شدید ہوگا)۔

۸۲ یہ اپنی اس "کامیابی" پر بہت خوش ہیں۔ ان سے کہو کہ تم اس موہوم خوشی میں تھوڑا سا ہنس لو۔ اسکے بعد تمہارے لئے عمر بھر کا رونا ہوگا۔ اور یہ رونا ہوگا تمہارے اپنے اعمال کے بدلے میں!

۸۳ اگر (اس جنگ سے) واپسی پر پھر ایسی صورت پیدا ہو کہ ان کا کوئی گروہ تمہارے

وَلَا تُصَلِّ عَلٰٓى اَحَدٍ مِّنْهُمْ مَّاتَ اَبَدًا وَّلَا تَقُمْ عَلٰى قَبْرِهٖ ؕ اِنَّهُمْ كَفَرُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَمَاتُوْا
وَهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۸۴﴾ وَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَاَوْلَادُهُمْ ؕ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّعَذِّبَهُمْ بِهَا فِى الدُّنْيَا
وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۸۵﴾ وَاِذَآ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ اَنْ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَجَاهِدُوْا مَعَ
رَسُوْلِهِ اسْتَاْذَنَكَ اُولُوا الطَّوْلِ مِنْهُمْ وَقَالُوْا ذَرْنَا نَكُنْ مَّعَ الْقٰعِدِيْنَ ﴿۸۶﴾ رَضُوْا بِاَنْ يَّكُوْنُوْا
مَعَ الْخَوَالِفِ وَطُبِعَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ لَا يَفْقَهُوْنَ ﴿۸۷﴾

ساتھ جنگ میں جانے کے لئے تم سے اجازت مانگے' تو ان سے صاف کہدینا کہ نہ تم میرے ساتھ کبھی باہر نکل سکتے ہو' نہ ہماری معیت میں کسی دشمن سے جنگ کر سکتے ہو۔ اس لئے کہ تم وہی ہو جنہوں نے (اس نازک وقت میں) پیچھے رہ جانے کو ترجیح دی تھی۔ سو اب تم ہمیشہ پیچھے رہ جانے والوں کے ساتھ رہو۔ ہمارے ساتھ تمہارا کیا کام؟

۸۴ یہی نہیں۔ بلکہ ان سے معاشرتی تعلقات بھی منقطع کر لو' (تاکہ انہیں' اور ان جیسے اور لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ تم ان کی ان حرکات کی وجہ سے' ان سے کس قدر خفا ہو) معاشرتی تعلقات کی ایک صورت' میت کی تجہیز و تکفین میں شرکت اور اسکے لئے نیک آرزوؤں کا اظہار بھی ہوتی ہے۔ تم ان کے ساتھ' ان باتوں میں بھی شریک نہ ہو۔ یہ اس لئے کہ یہ لوگ عمر بھر نظامِ خداوندی سے سرکشی اختیار کئے رہتے ہیں اور اسی انکار و نافرمانی کی حالت میں مرجاتے ہیں (سو ایسے لوگوں سے معاشرتی تعلقات کیوں رکھے جائیں؟)۔

۸۵ (جیسا کہ پہلے بھی کہا جا چکا ہے۔ $\frac{9}{55}$) ان لوگوں کے مال و دولت کی فراوانی' اور افرادِ خاندان کی کثرت' تمہارے لئے وجۂ عجب نہیں ہونی چاہئے۔ (یہی چیزیں تو ہیں جو انہیں حق و صداقت کے راستے کی طرف آنے نہیں دیتیں)۔ تم دیکھنا کہ یہی چیزیں' کس طرح' دنیاوی زندگی میں ان کے لئے وبالِ جان بن جاتی ہیں اور یہ کفر کی حالت ہی میں ہلاک ہو جاتے ہیں!

۸۶ ان کی حالت یہ ہے کہ جب کبھی ایسا حکم نازل ہوتا ہے کہ یہ' قوانینِ خداوندی پر دل سے یقین رکھتے ہوئے' رسول کی معیت میں جہاد کے لئے نکلیں' تو ان میں سے جو لوگ صاحبِ استطاعت ہیں' وہ تجھ سے اجازت مانگتے ہیں کہ انہیں پیچھے رہنے والوں میں چھوڑ دو۔

۸۷ یعنی وہ اپنے لئے یہ پسند کرتے ہیں کہ (مردوں کے ساتھ جنگ میں جانے کے بجائے) چوڑیاں پہن کر عورتوں کے ساتھ گھروں میں بیٹھے رہیں۔ یہ اس لئے کہ ضد اور منافقت کی

لَٰكِنِ الرَّسُولُ وَالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ جَاهَدُوا بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنفُسِهِمْ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمُ الْخَيْرَاتُ ۖ وَأُولَٰئِكَ هُمُ
الْمُفْلِحُونَ ﴿۸۸﴾ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ ﴿۸۹﴾
وَجَاءَ الْمُعَذِّرُونَ مِنَ الْأَعْرَابِ لِيُؤْذَنَ لَهُمْ وَقَعَدَ الَّذِينَ كَذَبُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ ۚ سَيُصِيبُ
الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿۹۰﴾ لَّيْسَ عَلَى الضُّعَفَاءِ وَلَا عَلَى الْمَرْضَىٰ وَلَا عَلَى الَّذِينَ لَا
يَجِدُونَ مَا يُنفِقُونَ حَرَجٌ إِذَا نَصَحُوا لِلَّهِ وَرَسُولِهِ ۚ مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِن سَبِيلٍ ۚ وَاللَّهُ غَفُورٌ
رَّحِيمٌ ﴿۹۱﴾

وجہ سے ان میں سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی نہیں رہی۔ (ورنہ بات ایسی صاف ہے کہ اسکے لئے لمبے چوڑے دلائل کی بھی ضرورت نہیں)۔

۸۸ ان کے برعکس، رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے ہیں، (جو عقل و فکر سے کام لیتے ہیں) اپنے مال و جان سے جہاد میں شرکت کرتے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کیلئے ہر قسم کی بھلائیاں اور خوشگواریاں ہیں۔ اور انہی کی کھیتیاں پروان چڑھیں گی۔

۸۹ ان کے لئے، ان کے خدا نے ایسا جنتی معاشرہ تیار کر رکھا ہے جس کی شادابی اور شگفتگی میں کبھی فرق نہیں آئے گا —— اس دنیا میں بھی، اور آخرت کی زندگی میں بھی —— یہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بہت بڑی کامیابی اور کامرانی ہے۔

۹۰ (یہ شہری تو ایک طرف رہے) بدوؤں (صحرانشینوں) میں سے بھی بعض لوگ جھوٹے عذر لے کر آ رہے ہیں کہ انہیں پیچھے رہنے کی اجازت دی جائے (حالانکہ یہ وہ لوگ ہیں جو جنگ کی طرف لپک کر جایا کرتے ہیں لیکن وہ جنگ، لوٹ مار کے لئے ہوتی تھی، اور اب جنگ حق و انصاف کی مدافعت کے لئے ہے اس لئے اس جنگ سے جی چراتے ہیں) حقیقت یہ ہے کہ ایسی جنگ کے وقت وہی لوگ پیچھے رہتے ہیں جو نظامِ خداوندی سے وابستگی کے دعوے میں جھوٹے ہوتے ہیں۔ یہ لوگ جو (زبانی دعوئے ایمان کے باوجود، اس سے عملاً) انکار کرتے ہیں، الم انگیز سزا کے مستوجب ہیں۔

۹۱ البتہ جو لوگ کمزور یا بیمار ہیں۔ یا جن کے پاس (سامانِ جنگ کے لئے) خرچ کرنے کو کچھ نہیں (۴۸/۱۷)، ان کے لئے پیچھے رہ جانے میں کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ وہ پیچھے رہ کر،

وَلَا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ
مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ﴿٩٢﴾ إِنَّمَا السَّبِيلُ عَلَى الَّذِينَ يَسْتَأْذِنُونَكَ وَهُمْ
أَغْنِيَآءُ رَضُوا بِأَن يَكُونُوا مَعَ الْخَوَالِفِ وَطَبَعَ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ فَهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٩٣﴾

نظامِ خداوندی کی بہی خواہی کے لئے کوشاں رہیں۔ معاشرہ کو انتشار سے بچائیں اور لوگوں میں اس کی خیر سگالی کے خیالات کو عام کریں۔ اس قسم کے حسن کارانہ انداز سے پیچھے رہ جانے والوں کے خلاف کوئی الزام نہیں۔ اسلئے کہ نظامِ خداوندی میں سب کے لئے سامانِ حفاظت و مرحمت ہے (بشرطیکہ وہ اپنے اپنے مقام پر اس نظام کے استحکام کے لئے کوشاں رہیں۔ مجاہدین اپنی جگہ۔ اور غیر محارب اپنی جگہ)۔

۹۲ نہ ہی وہ لوگ پیچھے رہ جانے میں موردِ الزام قرار دیئے جا سکتے ہیں، جن کی حالت یہ تھی کہ وہ (سفر کے لئے) سواری کی استطاعت نہیں رکھتے تھے اس لئے وہ تیرے پاس درخواست لے کر آئے کہ ان کے لئے سواری کا انتظام کر دیا جائے۔ اور تنگی کا یہ عالم تھا کہ تم بھی اسکا کچھ انتظام نہیں کر سکتے تھے، اس لئے تم نے بھی اپنی معذوری کا اظہار کر دیا۔ چنانچہ وہ بے بس ہو کر لوٹ گئے دریں عالم کہ ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور ان کا دل اس احساس سے پھٹا جاتا تھا کہ افسوس! آج ہمارے پاس اتنا بھی نہیں کہ ہم اس سے جہاد کے لئے سواری کا انتظام کر سکیں!

۹۳ الزام ان کے اوپر ہے جو سب کچھ رکھتے ہوئے (اور جہاد میں جانے کے قابل ہونے کے باوجود) تم سے اجازت مانگتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ پیچھے عورتوں میں بیٹھے رہیں۔ وہ نہیں سمجھتے کہ اسکا نتیجہ کیا ہوگا؟ اس لئے نہیں سمجھتے کہ سہل انگاری اور مفاد پرستی کے جذبات نے ان کے دلوں پر مہر لگا رکھی ہے اور اس طرح، سمجھ اور سوچ کی سب راہیں ان پر مسدود ہو چکی ہیں۔

بصیرت افروز لٹریچر

اسبابِ زوالِ اُمت: (پرویز) ہم ذلیل کیوں ہیں؟ مجلد دو روپے

اسلامی معاشرت: (پرویز) روزمرہ کی زندگی کے لئے قرآنی احکام۔ مجلد دو روپے

اقبال اور قرآن: قرآن کی تعلیم، اقبال کا فلسفہ اور پرویز کا قلم۔ قیمت دو روپے

طاہرہ کے نام: (پرویز) عورتوں سے متعلق قرآنی احکام اور تعلیم۔ سلیس اور شگفتہ انداز میں۔ جلد اول مجلد دو روپے۔ جلد دوم مجلد ۲/۱-۲ روپے

سلیم کے نام: (پرویز) نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ کے دل میں پیدا ہونیوالے شکوک کے اطمینان بخش جوابات۔ مجلد جلد اول ۸ روپے، دوم ۶ روپے، سوم ۶ روپے

اسلام میں قانون سازی کا اصول: نامور مقننین اور مدبرین کے خیالات مع انکار۔ قیمت ۲/۱-۲ روپے

ظامِ ربوبیت: (پرویز) نظام سرمایہ داری اور کمیونزم دونوں کے بجائے قرآن کا معاشی نظام مجلد ۴ روپے

ات القرآن: (پرویز) قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کا مستند مفہوم اور قرآنی حقائق کا انسائیکلوپیڈیا چار جلدوں میں، قیمت فی جلد پندرہ روپے۔

فجر الاسلام (اردو): (علامہ محمد امین مصری) اسلام کے اولین دور کی محققانہ سرگذشت، قیمت ۸ روپے

ابلیس و آدم: (پرویز) آدم۔ انسان۔ ملائکہ۔ جن۔ ابلیس۔ شیطان۔ وحی۔ رسالت مجلد ۸ روپے

مَن و یزداں: (پرویز) خدا کیا ہے؟ اس کا انسان سے تعلق کیا ہے مجلد ۱۰ روپے

جُوئے نُور: (پرویز) حضرات انبیائے کرام اور اُن کی اقوام کی زریں داستان از حضرت نوحؑ تا حضرت شعیبؑ۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

برقِ طُور: (پرویز) داستانِ بنی اسرائیل۔ قوموں کے عروج و زوال کے ابدی قوانین مجلد ۶ روپے

شُعلۂ مستُور: (پرویز) حضرت عیسیٰ کے کوائفِ حیات تحقیق جدید اور قرآن کی روشنی میں، قیمت مجلد چھ روپے

معراجِ انسانیت: (پرویز) حضور خاتم النبیینؐ کی رُوح پرور حیاتِ طیبہ قرآن کے آئینہ میں، قیمت مجلد بیس (۲۰) روپے۔

انسان نے کیا سوچا: (پرویز) کائنات، اخلاقیات، سیاست، معاشرت، معیشت اور مذہب کے متعلق انسانی فکر کی نادر کہانی۔ قیمت مجلد ۱۲ روپے

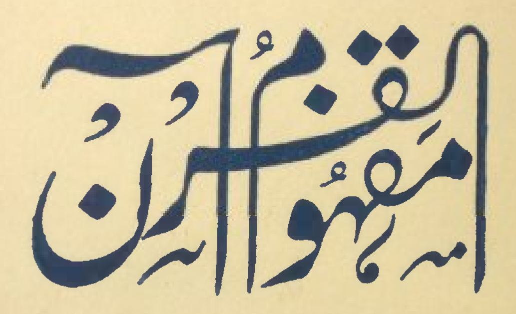
الفتنۃ الکبریٰ (اردو): (ڈاکٹر طٰہٰ حسین مصری) حضرت عثمانؓ کے زمانہ کی فتنہ سامانیوں کی داستان اور انکا اصلی باعث (قیمت مجلد ۶ روپے)

تاریخ الامت: علامہ اسلم جیراجپوری مرحوم کا سلسلہ تاریخ، کامل آٹھ جلدوں میں مکمل سیٹ روپے

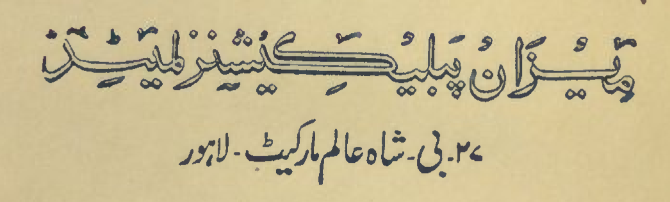
میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ

۲۷-بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

میزان پرنٹنگ پریس-۲۷-بی شاہ عالم مارکیٹ-لاہور
میں باہتمام نظر علی شاہ مینجر چھپا۔



گیارھواں پارہ



۲۷۔بی۔شاہ عالم مارکیٹ۔لاہور

ہدیہ -/2

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

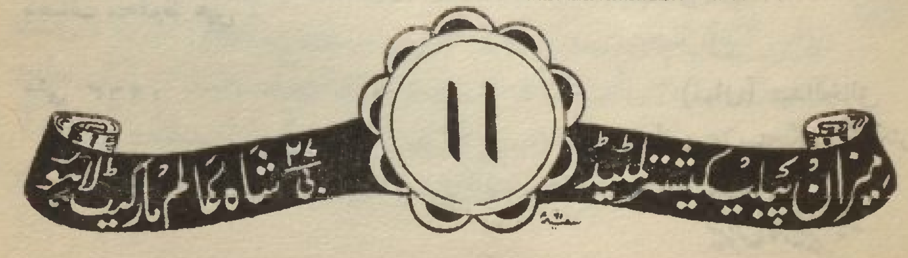
مفہوم القرآن

الحمد سے والناس تک مسلسل

قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز

از پرویز

یہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے نہ تفسیر بلکہ اس کا مفہوم ایسے واضح مسلسل مربوط اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگہ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں



میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ ۲۷ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفہوم القرآن کا گیارھواں پارہ شائع ہو چکا ہے - بارھواں پارہ زیر طبع ہے - جن حضرات کی نظروں سے اس سے پہلے پارے نہیں گذرے ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے اور نہ ہی اسکی تفسیر بلکہ یہ اُس کا مفہوم ہے جسے اپنے لفظوں میں اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی پوری تعلیم، صاف - واضح - مسلسل اور مربوط شکل میں سامنے آجائے - اس میں مفہوم بیان کرنے والے کے ذاتی خیالات کا کوئی دخل نہیں - اس مفہوم کی سند، لغات القرآن ہے، جسے عربی زبان کی مستند کتب لغت سے مرتب کیا گیا ہے - اس میں جس لفظ کا مفہوم آپ کو مروجہ ترجموں سے مختلف نظر آئے، اس کے صحیح ہونے کی دلیل اور سند لغات القرآن میں مل جائیگی - لغات القرآن چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے جن کی مجموعی قیمت ۵۰ روپے ہے -

۲ - قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو مختلف مقامات میں پیش کرتا ہے اور آیات کو پھیر پھیر کر لاتا ہے تاکہ ہر معاملہ کے مختلف گوشے سامنے آجائیں - مفہوم القرآن میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے - اس میں آپ کو جہاں جہاں دوسری آیات کے حوالے ملیں، اس سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون کی مزید وضاحت اُن مقامات میں آئی ہے - وہاں بھی دیکھ لیں -

۳ - مفہوم القرآن ایک ایک پارہ کر کے شائع ہوتا رہے گا - اگر آپ نے دوسرے پارے نہیں خریدے تو انہیں جلد حاصل کرلیں - ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا - پہلے پارے کا ھدیہ تین روپے ہے کیونکہ اس کی ضخامت ۸۱ صفحات ہے - باقی تمام پاروں کا ھدیہ دو روپے فی پارہ ہے -

۴ - مفہوم القرآن کی طباعت - اخذ - ترجمہ وغیرہ کے حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں -

مئی ۱۹۶۳

(میاں) عبدالخالق
آنریری مینجنگ ڈائریکٹر
میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ



يَعْتَذِرُونَ إِلَيْكُمْ إِذَا رَجَعْتُمْ إِلَيْهِمْ ۚ قُل لَّا تَعْتَذِرُوا
لَن نُّؤْمِنَ لَكُمْ قَدْ نَبَّأَنَا اللَّهُ مِنْ أَخْبَارِكُمْ ۚ وَسَيَرَى اللَّهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُولُهُ ثُمَّ تُرَدُّونَ إِلَىٰ عَالِمِ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُم بِمَا كُنتُمْ تَعْمَلُونَ ﴿٩٤﴾ سَيَحْلِفُونَ بِاللَّهِ لَكُمْ إِذَا انقَلَبْتُمْ إِلَيْهِمْ لِتُعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ
فَأَعْرِضُوا عَنْهُمْ ۖ إِنَّهُمْ رِجْسٌ ۖ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ ﴿٩٥﴾

---

۹۴ جب تم میدانِ جنگ سے واپس آؤ گے' تو یہ لوگ تمہارے سامنے' طرح طرح کی معذرتیں پیش کریں گے- ان سے کہدینا کہ اس قسم کی بہانہ سازیوں کی باتیں مت کرو- ہم ان باتوں پر کبھی یقین نہیں کریں گے' اِس لئے کہ اللہ نے ہمیں' تمہارے متعلق صحیح صحیح باتیں بتادی ہیں- باقی رہا آیندہ کا معاملہ' سو اللہ اور اس کا رسول (نظامِ خداوندی) تمہارے اعمال پر نگاہ رکھے گا' اور تمہاری ہر نقل و حرکت' اُس خدا کے قانونِ مکافات کی کسوٹی پر پرکھی جائے گی جو اُن باتوں سے بھی باخبر ہوتا ہے جو انسانوں کی نگاہ سے اوجھل ہوں اور اُن سے بھی جو محسوس طور پر سامنے آجائیں- وہ کسوٹی بتادے گی کہ تمہارے اعمال کی حقیقت کیا ہے' اور تم کس قسم کے سلوک کے مستحق ہو-

۹۵ تمہاری واپسی پر یہ لوگ خدا کی قسمیں کھا کھا کر اپنے سچا ہونے کا یقین دلائیں گے تاکہ تم ان سے درگزر کرو- تمہیں چاہیئے کہ ان سے اعراض برتو- اس لئے کہ ان کے دلوں میں نفاق کا مرض ایسا ہے جو ان کے خیالات میں تکدّر' اور ان کے قلوب میں شکوک و اضطراب پیدا کرتا رہتا ہے (۹/۱۲۵)- اس لئے یہ' تمہاری جماعت کے سچّے رکن نہیں بن سکتے- ان کا ٹھکانہ یہ جنتی نظام نہیں' جہنم ہے- جو ان کے

يَحْلِفُونَ لَكُمْ لِتَرْضَوْا عَنْهُمْ ۚ فَإِنْ تَرْضَوْا عَنْهُمْ فَإِنَّ اللَّهَ لَا يَرْضَىٰ عَنِ الْقَوْمِ الْفَاسِقِينَ ﴿٩٦﴾ الْأَعْرَابُ
أَشَدُّ كُفْرًا وَنِفَاقًا وَأَجْدَرُ أَلَّا يَعْلَمُوا حُدُودَ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ ۗ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ ﴿٩٧﴾ وَمِنَ
الْأَعْرَابِ مَنْ يَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ مَغْرَمًا وَيَتَرَبَّصُ بِكُمُ الدَّوَائِرَ ۚ عَلَيْهِمْ دَائِرَةُ السَّوْءِ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ
عَلِيمٌ ﴿٩٨﴾ وَمِنَ الْأَعْرَابِ مَنْ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَيَتَّخِذُ مَا يُنْفِقُ قُرُبَاتٍ عِنْدَ اللَّهِ وَ
صَلَوَاتِ الرَّسُولِ ۚ أَلَا إِنَّهَا قُرْبَةٌ لَهُمْ ۚ سَيُدْخِلُهُمُ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ ۗ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ﴿٩٩﴾ ١٢ ع١٠ ١

اعمال کا صحیح صحیح بدلہ ہے۔

٩٦ یہ سمجھتے ہیں کہ تم لوگوں کو ان سے کوئی ذاتی رنجش ہے' اس لئے (جیسا کہ عام حکمرانوں کے سلسلے میں ہوتا ہے) اگر تمہیں کسی طرح راضی کر لیا تو سب معاملہ ٹھیک ہو جائیگا۔ اس مقصد کے لئے یہ قسمیں کھا کھا کر تمہیں راضی کرنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن انہیں اِسکا علم نہیں کہ یہ معاملہ تمہاری ذات سے متعلق نہیں جو تمہیں ذاتی طور پر راضی کر لینے سے بات رفع دفع ہو جائے گی۔ اس معاملہ کا تعلق قانونِ خداوندی سے ہے' اور قانونِ خداوندی کبھی ان لوگوں سے راضی نہیں ہوتا جو اس کا راستہ چھوڑ کر دوسری راہیں اختیار کر لیں۔ لہذا تمہارا ذاتی طور پر راضی کر لینا ان کے لئے ذرا بھی مفید مطلب نہیں ہوگا۔ (نظامِ خداوندی میں محبت یا عداوت' ذاتی جذبات کی رُو سے نہیں ہوتی' نظام کے نقطہ نگاہ سے ہوتی ہے ٩/٢٤-٢٣)۔

٩٧ یہ صحرانشین بدّو' کفر و نفاق میں (شہریوں سے بھی دو قدم) آگے' اور سخت متشدد واقع ہوئے ہیں۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ان کے حالات ایسے ہیں کہ ان کے لئے' قرآنی تعلیم کا اچھی طرح سمجھنا ذرا دشوار ہے۔ اس لئے' قانون خداوندی کی رُو سے' جو سرتاسر علم و حکمت پر مبنی ہے' (شہریوں کے مقابلہ میں' ان سے' کچھ مختلف سلوک کیا جائے گا)۔

٩٨ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ وہ جو کچھ نظامِ خداوندی کے لئے خرچ کرتے ہیں' اسے (جہالت کی بنا پر) اپنے اوپر جُرمانہ سمجھتے ہیں اور منتظر رہتے ہیں کہ تم پر کوئی گردش آجائے (تو یہ پلٹ جائیں۔ یہ نہیں سمجھتے کہ ان کی اس قسم کی حرکات سے) بُری گردش کے دن خود انہی پر آنے والے ہیں۔ یہ اُس خدا کا ارشاد ہے جو سب کچھ سننے والا' جاننے والا ہے۔

٩٩ لیکن انہی میں ایسے لوگ بھی ہیں جو سچے دل سے اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہیں

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَ
رَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۗ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۰۰﴾ وَمِمَّنْ
حَوْلَكُمْ مِّنَ الْاَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۫ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ
سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ﴿۱۰۱﴾ وَاٰخَرُوْنَ اعْتَرَفُوْا بِذُنُوْبِهِمْ خَلَطُوْا عَمَلًا صَالِحًا وَّاٰخَرَ
سَيِّئًا ۭ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّتُوْبَ عَلَيْهِمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۰۲﴾

اور جو کچھ خرچ کرتے ہیں اسے خدا کے ہاں بلند درجات' اور رسول کی طرف سے تحسین و آفریں کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ لوگ یقین رکھیں کہ اس سے انہیں واقعی خدا کے ہاں بلند مدارج حاصل ہوں گے' اور اللہ انہیں اپنی رحمتوں کے سائے میں داخل کرلے گا۔ اس لئے کہ نظامِ خداوندی میں حفاظت اور مرحمت کے سامان موجود ہوتے ہیں۔

۱۰۰ اور مہاجرین و انصار میں سے جن لوگوں نے اس نظام کے قیام کے لئے پہل کی؛ جبکہ حالات بڑے ہی نامساعد اور واقعات سخت حوصلہ شکن تھے۔ اور جن لوگوں نے حسنِ کار آنداز سے اس کا اتباع کیا ——— وہ خواہ شہری ہوں یا دیہاتی ——— تو چونکہ انہوں نے قوانینِ خداوندی سے ہم آہنگی اختیار کی' اس لئے اس کی برکات و سعادات ان سے ہم آہنگ ہوگئیں۔ اور ان کے لئے ایسا جنتی معاشرہ تیار کردیا گیا جس کی شادابیوں میں کبھی کمی نہیں آئے گی۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ (اس زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد کی زندگی میں بھی)۔ اور یہ انسان کی بہت بڑی کامیابی اور کامرانی ہے۔

۱۰۱ اور تمہارے اردگرد بسنے والے بدوؤں میں بعض لوگ منافق ہیں۔ اور مدینہ کے رہنے والوں میں بھی بعض ایسے ہیں کہ منافقت گویا ان کی گھٹی میں پڑ چکی ہے۔ تم انہیں نہیں جانتے۔ ہم جانتے ہیں۔ ہم انہیں (پہلے) دو مرتبہ معمولی سزا دیں گے۔ اور اگر یہ اس پر بھی باز نہ آئے تو انہیں سخت سزا دی جائے گی۔

۱۰۲ اور کچھ ایسے بھی ہیں جنہوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرلیا ہے۔ انہوں نے کچھ کام اچھے بھی کئے ہیں' اور کچھ برے بھی۔ (اور چونکہ انہوں نے اپنی غلطیوں کا اعتراف کرلیا ہے اس لئے) قانونِ خداوندی کی رو سے ان کی معذرت قبول کرلی جائے گی۔ قانونِ خداوندی میں (غلطیوں کا اعتراف کرلینے والوں کے لئے) حفاظت و مرحمت کی گنجائش

خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيْهِمْ بِهَا وَصَلِّ عَلَيْهِمْ ؕ اِنَّ صَلٰوتَكَ سَكَنٌ لَّهُمْ ؕ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ﴿١٠٣﴾
اَلَمْ يَعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ هُوَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ وَيَاْخُذُ الصَّدَقٰتِ وَاَنَّ اللّٰهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٠٤﴾
وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ وَسَتُرَدُّوْنَ اِلٰى عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ فَيُنَبِّئُكُمْ
بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿١٠٥﴾ وَاٰخَرُوْنَ مُرْجَوْنَ لِاَمْرِ اللّٰهِ اِمَّا يُعَذِّبُهُمْ وَاِمَّا يَتُوْبُ عَلَيْهِمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ
حَكِيْمٌ ﴿١٠٦﴾

رکھی ہوئی ہے۔

١٠٣ لہذا، اب تم ان کی مالی امداد (اور واجبات جو مسلمانوں سے لئے جاتے ہیں) قبول کر لیا کرو۔ (جس کا مطلب یہ ہے کہ اب انہیں اس نظام کے ارکان تسلیم کر لیا گیا ہے)۔ اور جماعت کے دیگر ارکان کے ساتھ، تعلیم و تربیت سے ان کے قلب و دماغ کی تطہیر اور ان کی صلاحیتوں کی نشو و نما کا انتظام کرو، اور ان کے اچھے کاموں کی تحسین و ستائش سے ان کی حوصلہ افزائی کرو۔ اس سے انہیں اطمینان خاطر اور سکونِ قلب حاصل ہو جائیگا۔ (اور اپنی سابقہ غلطیوں کی وجہ سے ان کے دل میں جو احساس کہتری پیدا ہو گیا تھا، وہ زائل ہو جائے گا)۔ یقیناً اللہ ہر ایک کی بات سننے والا، اور سب کچھ جاننے والا ہے۔

١٠٤ کیا انہیں اس کا علم نہیں کہ، خدا کے بندوں میں سے، جو لوگ اپنی غلطیوں کا احساس کر کے، آیندہ کے لئے ان سے باز رہنے کا تہیہ کر لیتے ہیں، تو ان کی معذرت قبول کر لی جاتی ہے، اور (دیگر ارکانِ جماعت کی طرح) ان کے صدقات قبول کر لئے جاتے ہیں۔ اس لیے کہ قانون خداوندی میں، اس قسم کی دلی معذرت سے، سامان مرحمت عطا ہو جانے کی گنجائش رکھی گئی ہے۔

١٠٥ ان سے کہہ دو کہ تمہاری معذرت قبول کر لی گئی ہے۔ اب تم اپنے اعمال سے ثابت کرو کہ یہ معذرت دل سے کی گئی ہے۔ اللہ اور اسکا رسول (نظامِ خداوندی کا مرکز) اور مومنین (اس نظام کے ارکان) تمہاری کارکردگی پر نگاہ رکھیں گے۔ تمہارے تمام کام اُس خدا کے قانون مکافات کی میزان میں تولے جائیں گے جو ان امور سے بھی باخبر ہوتا ہے جو انسانی نگاہوں سے اوجھل ہوتے ہیں، اور ان سے بھی جو محسوس شکل میں سامنے آجاتے ہیں۔ وہ میزانِ ہر عمل کا ٹھیک ٹھیک وزن بتا دیتی ہے۔



اس کے بعد، ان تھوڑے سے لوگوں کا معاملہ تصفیہ طلب رہ جاتا ہے، جن کے

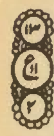
وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مَسْجِدًا ضِرَارًا وَّكُفْرًا وَّتَفْرِيْقًا بَيْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاِرْصَادًا لِّمَنْ حَارَبَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ
مِنْ قَبْلُ ۭ وَلَيَحْلِفُنَّ اِنْ اَرَدْنَآ اِلَّا الْحُسْنٰى ۭ وَاللّٰهُ يَشْهَدُ اِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝١٠٧ لَا تَقُمْ فِيْهِ اَبَدًا ۭ
لَمَسْجِدٌ اُسِّسَ عَلَى التَّقْوٰى مِنْ اَوَّلِ يَوْمٍ اَحَقُّ اَنْ تَقُوْمَ فِيْهِ ۭ فِيْهِ رِجَالٌ يُّحِبُّوْنَ اَنْ يَّتَطَهَّرُوْا ۭ
وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِيْنَ ۝١٠٨ اَفَمَنْ اَسَّسَ بُنْيَانَهٗ عَلٰي تَقْوٰى مِنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٍ خَيْرٌ اَمْ مَّنْ اَسَّسَ
بُنْيَانَهٗ عَلٰي شَفَا جُرُفٍ هَارٍ فَانْهَارَ بِهٖ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ ۭ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ ۝١٠٩

متعلق (ابھی تحقیقات مکمل نہیں ہوئیں اور) یہ طے نہیں پایا کہ انہیں سزا دی جائے یا معاف کر دیا جائے۔ (اس کا ذکر آگے چل کر ۹/۱۱۸ میں آئیگا)۔ اللہ کا قانون یکسر علم و حکمت پر مبنی ہے۔

۱۰۷ اور ان منافقین میں وہ لوگ بھی ہیں (جو اپنی چالوں میں اس حد تک آگے بڑھ گئے ہیں کہ انہوں نے) ایک مسجد تعمیر کر ڈالی (اور اس طرح یہ ظاہر کیا کہ وہ بڑے پکے مومن اور نظام خداوندی کے خدمت گزار ہیں)۔ لیکن اس مسجد سے درحقیقت ان کی غرض یہ تھی کہ اس سے اس نظام کو نقصان پہنچایا جائے، اور کفر کی راہیں کشادہ کی جائیں۔ یعنی مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دیا جائے اور اس طرح یہ مسجد ان لوگوں کے لئے کمین گاہ بن جائے جو پہلے سے نظام خداوندی کے خلاف مصروفِ پیکار ہیں۔ یہ لوگ قسمیں کھا کھا کر کہیں گے کہ ہم نے اس مسجد کو بڑی نیک نیتی سے تعمیر کیا ہے — لیکن خدا اس کی شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ بڑے جھوٹے ہیں۔

۱۰۸ تم نے، اے رسول! اس مسجد میں قدم تک نہ رکھنا (جو مسجد، مسلمانوں میں تفرقہ پیدا کر دے کیا وہ اس قابل ہو سکتی ہے کہ اس میں قدم رکھا جائے؟ تمہارا، نہ ان لوگوں سے کچھ واسطہ ہو سکتا ہے، نہ ان کی تعمیر کردہ مسجد سے کچھ تعلق۔ ۶/۱۶۰)۔ اس کی مستحق صرف وہ مسجد ہے جس کی بنیاد، پہلے دن سے، قوانین خداوندی کی نگہداشت کے اصولِ محکم پر رکھی گئی ہے۔ اس میں وہی لوگ آتے ہیں جو، فرقہ بندی اور گروہ سازی کے شرک سے پاک اور صاف رہتے ہیں (۳۰/۳۲)۔ یہی وہ لوگ ہیں جو قانون خداوندی کی رُو سے پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔

۱۰۹ ان سے پوچھو کہ کیا وہ شخص جس نے اپنی عمارت کی بنیاد، قوانین خداوندی کی



لَا يَزَالُ بُنْيَانُهُمُ الَّذِىْ بَنَوْا رِيْبَةً فِىْ قُلُوْبِهِمْ اِلَّآ اَنْ تَقَطَّعَ قُلُوْبُهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ﴿۱۱۰﴾ اِنَّ اللّٰهَ
اشْتَرٰى مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْفُسَهُمْ وَاَمْوَالَهُمْ بِاَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ ؕ يُقَاتِلُوْنَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ فَيَقْتُلُوْنَ وَ
يُقْتَلُوْنَ وَعْدًا عَلَيْهِ حَقًّا فِى التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ وَالْقُرْاٰنِ ؕ وَمَنْ اَوْفٰى بِعَهْدِهٖ مِنَ اللّٰهِ فَاسْتَبْشِرُوْا
بِبَيْعِكُمُ الَّذِىْ بَايَعْتُمْ بِهٖ ؕ وَذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۱۱۱﴾

نگہداشت اور منشائے خداوندی سے ہم آہنگی پر رکھی ہو بہتر ہے یا وہ شخص جس نے یہ بنیاد ریت کے ایسے تودوں کے کنارے پر رکھی ہو جو کٹ کٹ کر دریا میں گرتے چلے جا رہے ہوں، اور اس طرح وہ عمارت اپنے بنانے والے کو ساتھ لے کر جہنم کے گڑھے میں جا گرے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ اس طرح قانون خداوندی سے سرکشی برتتے ہیں، ان پر زندگی کی کامرانیوں کی راہ کبھی نہیں کھل سکتی۔

۱۱۰ یاد رکھو! ان کی یہ عمارت، جو انہوں نے اس مقصد کے لئے بنائی ہے، ان کے دل میں کانٹا بن کر کھٹکتی رہے گی۔ اس سے ان کے دل کی بے چینی اور اضطراب بڑھتا چلا جائے گا۔ ان کے غصے اور حسد کی آگ میں کمی نہیں ہوگی۔ تاآنکہ ان کے دل، شدت اضطراب سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔ ان سے کہدو کہ خدا کی یہ باتیں یونہی دھمکی نہیں۔ علم و حکمت پر مبنی حقائق ہیں جو واقع ہو کر رہیں گے۔

۱۱۱ یہ منافقین کی حالت ہے۔ ان کے برعکس، جماعت مومنین ہے جس کا نظام خداوندی کے ساتھ ایک عظیم معاہدہ ہوتا ہے[1]۔ اس معاہدہ کی رو سے، نظام خداوندی، ان کا جان اور مال خرید لیتا ہے اور اس کے معاوضہ میں انہیں جنت کی زندگی کی ضمانت دیدیتا ہے۔ (یعنی اس دنیا میں ان کی تمام ضروریات زندگی کی بہم رسانی اور انکی صلاحیتوں

---

[1] اس معاہدہ کی رو سے کہا گیا ہے کہ خدا مومنین سے ان کا جان و مال خرید لیتا ہے اور اس کے عوض انہیں جنت عطا کرتا ہے۔ یہ معاہدہ محض ذہنی اور اعتقادی نہیں کہ آپ نے دل میں کہہ دیا کہ میں نے اپنا جان و مال خدا کے ہاتھوں بیچ دیا ہے اور خدا نے آپ کو جنت دیدی۔ یہ معاہدہ محسوس شکل میں، نظام خداوندی سے کیا جاتا ہے جسے سب سے پہلے رسول اللہؐ نے متشکل فرمایا تھا۔ اور جسے حضورؐ کے بعد آپ کے جانشینوں کے ہاتھوں قائم اور مستحکم رہنا تھا۔ اس دنیا میں جنتی زندگی کا وعدہ بھی اسی نظام کے ہاتھوں پورا ہونا تھا (اُخروی جنت کی کیفیت اور ہے)۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے (۴۹/۱۰)۔

اَلتَّآئِبُوْنَ الْعٰبِدُوْنَ الْحٰمِدُوْنَ السَّآئِحُوْنَ الرّٰکِعُوْنَ السّٰجِدُوْنَ الْاٰمِرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ النَّاهُوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَالْحٰفِظُوْنَ لِحُدُوْدِ اللّٰهِ ؕ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۱۲﴾

کے نشو ونما پانے کے تمام وسائل واسباب کی فراہمی، اس نظام کے ذمے ہو جاتی ہے (۲۰/۱۱۰)۔ اس معاہدہ کے بعد وہ اپنی اور اپنے متعلقین کی ضروریاتِ زندگی کی طرف سے مطمئن ہو جاتے ہیں، اور نظامِ خداوندی کے استحکام کی خاطر، عند الضرورت جان ہتھیلی پر رکھ کر میدانِ جنگ میں نکل آتے ہیں۔ پھر یا تو دشمن کو قتل کر کے، فاتح و منصور واپس آتے ہیں، اور یا خود اپنی جان دیدیتے ہیں۔ اور، مرنے کے بعد جنّت کی زندگی حاصل کر لیتے ہیں۔

یہ معاہدہ کوئی نئی بات نہیں۔ یہ سابقہ آسمانی کتابوں —— تورات و انجیل —— میں بھی مذکور تھا، اور اب اسی کی تجدید قرآن میں کی گئی ہے۔ اس عہد کا پورا کرنا اللہ نے خود اپنے ذمّے لے رکھا ہے۔ اور، یہ ظاہر ہے کہ اللہ سے بڑھ کر، اپنے عہد کو پورا کرنے والا، کوئی نہیں۔ سو (اے جماعتِ مومنین) تم اس سودے پر، جو تم نے نظامِ خداوندی سے کیا ہے، خوش ہو جاؤ۔ اس لئے کہ یہی زندگی کی سب سے بڑی کامرانی ہے۔

ان افرادِ معاشرہ کی خصوصیات یہ ہوتی ہیں کہ ۱۱۲

(۱) سفرِ حیات میں وہ جہاں محسوس کریں کہ ان کا قدم غلط راستے کی طرف اُٹھ گیا ہے، وہ وہیں رک جاتے ہیں، اور جہاں سے قدم غلط اٹھا تھا، وہاں واپس آکر، صحیح راستے پر ہو لیتے ہیں۔

(۲) وہ قوانینِ خداوندی کی پوری پوری اطاعت کرتے ہیں، اور اپنی جملہ صلاحیتوں کو خدا کے متعین کردہ پروگرام کے مطابق صرف کرتے ہیں (۱/۴)۔

(۳) وہ انفس و آفاق کی ہر شے پر غور و فکر کرنے کے بعد، علیٰ وجہ البصیرت اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ کارگہِ کائنات کی ایک ایک چیز، اپنے خالق کی حمد و ستائش کی مُنہ بولتی تصویر ہے (۱/۱ ؛ ۳/۱۹۰ ؛ ۴۱/۵۳)۔

(۴) اس مقصد کے لئے وہ دنیا بھر کا سفر کرتے ہیں۔

(۵) ہمیشہ قانونِ خداوندی کے سامنے جھکے رہتے ہیں، اور

(۶) دل کے پورے جھکاؤ سے، اس کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں۔

(۷) وہ ان باتوں کا حکم دیتے ہیں جنہیں قانونِ خداوندی صحیح تسلیم کرتا ہے۔ اور ان سے روکتے ہیں جنہیں وہ ناپسندیدہ قرار دیتا ہے۔

مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمْ
أَنَّهُمْ أَصْحَابُ الْجَحِيمِ ﴿١١٣﴾ وَمَا كَانَ اسْتِغْفَارُ إِبْرَاهِيمَ لِأَبِيهِ إِلَّا عَنْ مَوْعِدَةٍ وَعَدَهَا إِيَّاهُ
فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ أَنَّهُ عَدُوٌّ لِلَّهِ تَبَرَّأَ مِنْهُ ۚ إِنَّ إِبْرَاهِيمَ لَأَوَّاهٌ حَلِيمٌ ﴿١١٤﴾ وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيُضِلَّ قَوْمًا
بَعْدَ إِذْ هَدَاهُمْ حَتَّىٰ يُبَيِّنَ لَهُمْ مَا يَتَّقُونَ ۚ إِنَّ اللَّهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿١١٥﴾

---

(۸) وہ ان تمام حدود کی نگہداشت کرتے ہیں جو قوانین خداوندی نے متعین کی ہیں' اور ان کے اندر رہتے ہوئے صحیح آزادی کی زندگی بسر کرتے ہیں۔
یہ ہیں وہ مومنین جن کے لئے دنیا اور آخرت کی زندگی کی خوشگواریوں کی بشارتیں ہیں۔ (ان میں مرد اور عورتیں' دونوں شامل ہیں ۳۳/۳۵ ; ۶۶/۵)۔


جماعت مومنین ان لوگوں پر مشتمل ہے جو صرف خدائے واحد کے قوانین کی اطاعت کرتے ہیں۔ جو لوگ اس میں' خدا کے علاوہ' اوروں کو بھی شریک کر لیتے ہیں' اُن سے اس جماعت کا کوئی تعلق نہیں۔ ان کے معاملہ میں تو خود نبی' یا مومنین کے لئے اتنا بھی جائز نہیں کہ جب وہ (مشرکین) قانونِ خداوندی کے مطابق سزا کے لئے ماخوذ ہوں' تو ان کے لئے اس سزا سے محفوظ رہنے کی آرزو کریں' خواہ وہ ان کے قریبی رشتہ دار ہی کیوں نہ ہوں درانحالیکہ ان پر واضح ہو چکا ہو (جیسا کہ ہر مشرک کے بارے میں واضح ہے) کہ وہ لوگ جہنم کی سزا کے مستحق قرار پا چکے ہیں۔

۱۱۴
اس پر تمہارے دل میں شاید یہ خیال پیدا ہو کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ کی مغفرت کی آرزو کیوں کی تھی حالانکہ وہ بھی مشرک تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس (ابراہیمؑ) نے' (اس توقع پر کہ اُس کا باپ خدا پر ایمان لے آئیگا) اُس سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کے لئے خدا سے مغفرت چاہے گا۔ لیکن جب ابراہیمؑ پر یہ حقیقت آشکارا ہو گئی کہ وہ خدا پر ایمان نہیں لانے کا' بلکہ وہ اس کا دشمن ہے' تو وہ اس سے بیزار ہو گیا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ابراہیمؑ بڑا ہی غمخوار اور بردبار تھا (جو اتنا عرصہ اس توقع میں رہا کہ اس کا باپ خدا پر ایمان لا کر اپنے آپ کو اس کی حفاظت میں لے آئیگا ۱۴/۴۱ ; ۱۹/۴۷ ; ۶۰/۴)۔


یہ بات خدا کے شایانِ شان نہیں کہ وہ کسی قوم کو صحیح راستہ دکھا کر' پھر یونہی اس پر کامیابی کی راہ بند کر دے۔ وہ پہلے اس امر کی وضاحت کرتا ہے کہ انہیں کن باتوں کی پابندی کرنی چاہیئے اور کن امور سے بچنا چاہیئے۔ اس وضاحت کے بعد' جو لوگ اُس کے

إِنَّ اللَّهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَٰوَٰتِ وَالْأَرْضِ ۖ يُحْيِي وَيُمِيتُ ۚ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِن وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ ﴿۱۱۶﴾
لَقَد تَّابَ اللَّهُ عَلَى النَّبِيِّ وَالْمُهَاجِرِينَ وَالْأَنصَارِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ فِي سَاعَةِ الْعُسْرَةِ مِن بَعْدِ مَا كَادَ
يَزِيغُ قُلُوبُ فَرِيقٍ مِّنْهُمْ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ ۚ إِنَّهُ بِهِمْ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الثَّلَاثَةِ الَّذِينَ خُلِّفُوا
حَتَّىٰ إِذَا ضَاقَتْ عَلَيْهِمُ الْأَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ وَضَاقَتْ عَلَيْهِمْ أَنفُسُهُمْ وَظَنُّوا أَن لَّا مَلْجَأَ مِنَ اللَّهِ
إِلَّا إِلَيْهِ ثُمَّ تَابَ عَلَيْهِمْ لِيَتُوبُوا ۚ إِنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ ﴿۱۱۸﴾ ۱۴ ع ۳

قوانین کی خلاف ورزی کریں، ان پر کامیابی کی راہ بند ہو جاتی ہے۔ (اس سے ظاہر ہے کہ نظامِ خداوندی میں مواخذہ اسی عمل پر ہوگا جسے جرم قرار دے کر اس کا اعلان کر دیا گیا ہو)۔ یقیناً اللہ ہر بات کا علم رکھتا ہے۔

۱۱۶ یہ اس کے علم کی وسعت ہے، جس کی بنا پر کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں اُسی کا اقتدار اور کنٹرول ہے۔ اور اسی کے قانون کے مطابق، قوموں کی زندگی اور موت کا فیصلہ ہوتا ہے۔ یاد رکھو! قانونِ خداوندی کے سوا، تمہارا کارساز اور مددگار کوئی نہیں ہو سکتا۔

۱۱۷ یہ حقیقت ہے کہ اللہ نے اپنے نبی کو، اپنی رحمت سے نوازا۔ اور مہاجرین اور انصار کی اس جماعت کو بھی جس نے، بڑی عسرت اور بے سروسامانی کے عالم میں اس کے پیچھے قدم اٹھایا —— ایسے ناسازگار حالات میں، جب کیفیت یہ ہو چکی تھی کہ قریب تھا کہ (مشکلات اور صعوبات کے ہجوم کی وجہ سے) ان میں سے ایک گروہ کا دل ڈول جاتا اور قدم ڈگمگا جاتے۔ لیکن اللہ نے، ایسے ناسازگار حالات میں انہیں، اپنی رحمت سے بہرہ یاب کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کے قانون میں رافت و رحمت کی بڑی گنجائشیں ہیں۔

۱۱۸ اور اسی طرح، اُس نے اُن تین شخصوں کو بھی اپنی رحمت سے نوازا جو (جنگ میں پیچھے رہ گئے تھے (اور جن کا معاملہ التوا میں رکھا گیا تھا $\frac{9}{106}$)۔ ان کا معاملہ معلق رہنے کی وجہ سے ان کی حالت یہ ہو چکی تھی کہ، زمین، اپنی تمام وسعتوں کے باوجود، ان پر تنگ ہو گئی۔ اور وہ خود اپنے آپ سے تنگ آ گئے۔ اور انہیں معلوم ہو گیا کہ نظامِ خداوندی کے حکم کی خلاف ورزی کے بعد انہیں کہیں پناہ نہیں مل سکتی، بجز اسی نظام کے دامنِ عافیت کے۔ اس کے بعد اللہ ان کی طرف اپنی رحمت سے ملتفت ہوا اور ان کی

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوۡنُوۡا مَعَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۱۱۹﴾ مَا كَانَ لِاَهۡلِ الۡمَدِيۡنَةِ وَمَنۡ حَوۡلَهُمۡ مِّنَ
الۡاَعۡرَابِ اَنۡ يَّتَخَلَّفُوۡا عَنۡ رَّسُوۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَرۡغَبُوۡا بِاَنۡفُسِهِمۡ عَنۡ نَّفۡسِهٖ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ لَا يُصِيۡبُهُمۡ ظَمَاٌ
وَّلَا نَصَبٌ وَّلَا مَخۡمَصَةٌ فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ وَلَا يَطَئُوۡنَ مَوۡطِئًا يَّغِيۡظُ الۡكُفَّارَ وَلَا يَنَالُوۡنَ مِنۡ
عَدُوٍّ نَّيۡلًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ بِهٖ عَمَلٌ صَالِحٌ ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۲۰﴾ وَلَا يُنۡفِقُوۡنَ
نَفَقَةً صَغِيۡرَةً وَّلَا كَبِيۡرَةً وَّلَا يَقۡطَعُوۡنَ وَادِيًا اِلَّا كُتِبَ لَهُمۡ لِيَجۡزِيَهُمُ اللّٰهُ اَحۡسَنَ مَا كَانُوۡا
يَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۲۱﴾

معذرت قبول کرلی' تاکہ وہ' اپنے معاشرہ کی طرف واپس آجائیں (جہاں سے انہیں الگ کر دیا گیا تھا)۔ اللہ کے قانون میں' دل سے معذرت کرنے والوں کے لئے سامان مرحمت کی گنجائش ہے۔

۱۱۹ (اس واقعہ کا ذکر' خصوصیت کے ساتھ' اس لئے کیا گیا ہے کہ جماعتِ مومنین پر یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہو جائے' کہ ان کا شعارِ زندگی یہ ہے کہ) وہ قوانینِ خداوندی کی پوری پوری نگہداشت کریں۔ (لیکن یہ چیز انفرادی طور پر نہیں ہو سکتی۔ اس کیلئے انہیں) صادقین کی جماعت کے ساتھ رہنا ہوگا۔ یعنی سفرِ زندگی' دیگر افرادِ کارواں کی معیت میں طے کرنا ہوگا۔ جماعت کے ساتھ رہ کر' قوانینِ خداوندی کی اطاعت' یہ ہے جنت میں جانے کا راستہ (۹/۶۹)۔

۱۲۰ اہلِ مدینہ اور اس کے ارد گرد بسنے والے بدوؤں کے لئے یہ جائز نہیں تھا کہ وہ' جہاد کے وقت رسول اللہ کا ساتھ چھوڑ دیتے' اور اپنے آپ کو' اس کے مقابلہ میں زیادہ عزیز رکھتے۔ (یہ انہوں نے اس لئے کیا کہ وہ اس راستے کی مشکلات اور مصائب سے ڈرتے تھے۔ حالانکہ' حقیقت یہ ہے کہ اس سلسلہ میں) بھوک اور پیاس کی جس مصیبت کو وہ جھیلتے۔ جو تکان اور مشقت وہ اٹھاتے۔ انکا ہر وہ قدم جو اس مقام پر پڑتا جہاں اسکا پڑنا فریقِ مخالف کیلئے غیظ و غضب کا موجب ہوتا۔ حتیٰ کہ ہر وہ نقصان جو انہیں دشمن کی طرف سے پہنچتا۔ ان میں سے ایک ایک چیز اُن کیلئے عملِ صالح بنتی چلی جاتی۔ اس لئے کہ خدا کا قانونِ مکافات کسی کا حسن کارانہ عمل ضائع نہیں ہونے دیتا۔

۱۲۱ اسی طرح' یہ لوگ اس مقصد کے لئے جو کچھ بھی خرچ کرتے ہیں —— خواہ

وَ مَا كَانَ الْمُؤْمِنُوْنَ لِيَنْفِرُوْا كَآفَّةً ؕ فَلَوْ لَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآىِٕفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّ
يْنِ وَ لِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْۤا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ ﴿۱۲۲﴾ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَاتِلُوا الَّذِيْنَ يَلُوْنَكُمْ
مِّنَ الْكُفَّارِ وَ لْيَجِدُوْا فِيْكُمْ غِلْظَةً ؕ وَ اعْلَمُوْۤا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۲۳﴾ وَ اِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ
فَمِنْهُمْ مَّنْ يَّقُوْلُ اَيُّكُمْ زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِيْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِيْمَانًا وَّ هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾
وَ اَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ رِجْسًا اِلٰى رِجْسِهِمْ وَ مَاتُوْا وَ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾

تھوڑا ہو یا بہت ——— یا جو منزل بھی وہ قطع کرتے ہیں، ان سب کے نتائج مرتب ہوتے چلے جاتے ہیں تاکہ خدا کا قانونِ مکافات، انہیں، ان کے اعمال کا حسین ترین صلہ دے۔

۱۲۲ اس کے ساتھ یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ جنگ اور قتال میں مصروف رہنے کے یہ معنی نہیں کہ تم دین کے دوسرے شعبوں کو نظرانداز کر دو۔ یہ ضروری ہے کہ اس کے ساتھ تعلیم و تعلّم کا سلسلہ بھی جاری رہے۔ لہٰذا، جماعتِ مومنین کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ سب کے سب ایک ہی کام کے لئے نکل کھڑے ہوں۔ چاہیئے یہ کہ ہر جماعت میں سے کچھ لوگ (مرکزِ نظامِ خداوندی میں آکر) اس نظام کے متعلق پوری پوری سمجھ بوجھ حاصل کریں اور پھر اپنی جماعت کی طرف واپس جا کر انہیں اس سے آگاہ کریں۔ اس طرح پوری کی پوری قوم، اپنے آپ کو غلط باتوں سے محفوظ رکھ سکے گی (اور صحیح نظام کے مطابق چلنے کے قابل ہو جائے گی)۔

۱۲۳ دوسری طرف، دین کی حفاظت کے لئے جنگ کی ضرورت اور اہمیت کو بھی نظرانداز نہیں کرنا چاہیئے۔ تم ان مخالفین سے جنگ کرو جو تمہارے آس پاس پھیلے ہوتے ہیں تاکہ وہ تمہاری قوت اور شدّت کو محسوس کر لیں (اور سمجھ لیں کہ تم یونہی نگلے نہیں جاسکتے)۔ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لو کہ خدا کی تائید ان لوگوں کے ساتھ ہوتی ہے، جو اس کے قوانین کی نگہداشت کرتے ہیں۔

۱۲۴ جب ایسا ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے (جنگ و قتال کے سلسلے میں) کوئی سورت نازل ہوتی ہے تو (منافقین میں سے) بعض لوگ ازراہِ تمسخر کہتے ہیں، کہ تم میں سے وہ کون ہیں جن کا ایمان ان نئے احکام نے بڑھا دیا ہے؟ سو جو لوگ فی الواقعہ صاحبِ ایمان ہیں، ان کا ایمان ان احکام سے یقیناً بڑھ جاتا ہے اور وہ اس پر خوشیاں مناتے ہیں

۱۲۵ لیکن جن لوگوں کے دل میں منافقت کا روگ ہے، تو اس قسم کے احکام سے

اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّهُمْ یُفْتَنُوْنَ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ یَذَّكَّرُوْنَ (۱۲۶) وَاِذَا
مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ
بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ (۱۲۷) لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ
عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ (۱۲۸)

ان کے شکوک اور اضطرابات اور زیادہ ہو جاتے ہیں (۹/۹۵) اور وہ حالتِ کفر ہی میں اس دنیا سے رخصت ہو جاتے ہیں۔

۱۲۶ کیا یہ لوگ اس پر بھی غور نہیں کرتے کہ کوئی سال ایسا نہیں گزرتا کہ وہ ایک یا دو مرتبہ (تمہارے ہاتھوں۔ ۹/۱۴) کسی نہ کسی مصیبت میں مبتلا نہ ہوتے ہوں۔ اس پر بھی یہ اپنی غلط روش سے باز نہیں آتے اور اتنا نہیں سمجھتے (کہ منافقت ہمیشہ مصیبتوں کا موجب ہوا کرتی ہے۔

۱۲۷ حالت ان کی یہ ہے کہ جب کبھی (جنگ وغیرہ کے سلسلہ میں) کوئی احکام نازل ہوتے ہیں تو یہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگتے ہیں (یہ پوچھتے ہوئے کہ تمہیں کوئی دیکھ تو نہیں رہا۔ (کیونکہ تمہارے چہرے کا تغیر، تمہاری قلبی کیفیت کی غمازی کر رہا ہے)۔ پھر وہ منہ پھیر کر چل دیتے ہیں۔ (منہ پھیرنا کیسا؟) قانونِ خداوندی کی رُو سے' ان کے تو دل ہی پھر چکے ہیں' کیونکہ یہ لوگ' عقل و فکر سے کام لینے کے بجائے' (اپنے جذباتِ نفرت و عداوت میں بہکے چلے جاتے ہیں)۔

۱۲۸ (اگر یہ ذرا بھی عقل و فکر سے کام لیتے تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ خدا کا کتنا بڑا احسان ہے کہ) ان کی طرف' انہی میں سے ایک رسول آیا ہے جس کی دردمندی اور غمگساری کا یہ عالم ہے کہ اگر انہیں کوئی ذرا سی تکلیف بھی پہنچتی ہے تو اُسے اِس سے بےحد رنج ہوتا ہے۔ اور اُس کی انتہائی آرزو یہ ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ان کی بھلائی کا سامان ہو جائے۔

پھر ان میں سے جو لوگ (اُس کی مخالفت اور سرکشی چھوڑ کر) نظامِ خداوندی پر ایمان لے آتے ہیں وہ ان کے ساتھ بڑی ہی شفقت اور مرحمت سے پیش آتا ہے اور ان کی حفاظت



فَإِن تَوَلَّوْا فَقُلْ حَسْبِيَ اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَهُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ﴿١٢٩﴾

اور نشو ونما کا پورا پورا انتظام کرتا ہے۔

۱۲۹ اگر یہ لوگ، اس قسم کے نظام، اور ایسے مشفق امیر کارواں، سے روگردانی
کریں، تو (اے رسول!) تم ان سے کہدو کہ (مجھے تمہارے جیسے ساتھیوں کی ضرورت
نہیں)۔ میرے لئے خدا کی تائید و نصرت کافی ہے۔ اس کے سوا کائنات میں کسی کا
اقتدار اور اختیار نہیں۔ مجھے اس کے قانون کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ ہے۔ اس لئے
کہ وہ قانون اس خدا کا ہے جو کائنات کی مرکزی اور بنیادی قوتوں کو اپنے کنٹرول
میں رکھے ہے اور تمام دنیا کی ربوبیت کا ضامن ہے۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓرٰ ۟ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡحَکِیۡمِ ۱ اَکَانَ لِلنَّاسِ عَجَبًا اَنۡ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلٰی رَجُلٍ مِّنۡہُمۡ اَنۡ اَنۡذِرِ النَّاسَ
وَ بَشِّرِ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنَّ لَہُمۡ قَدَمَ صِدۡقٍ عِنۡدَ رَبِّہِمۡ ؕ قَالَ الۡکٰفِرُوۡنَ اِنَّ ہٰذَا لَسٰحِرٌ
مُّبِیۡنٌ ۲ اِنَّ رَبَّکُمُ اللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ فِیۡ سِتَّۃِ اَیَّامٍ ثُمَّ اسۡتَوٰی عَلَی الۡعَرۡشِ یُدَبِّرُ

---

۱ خدائے علیم و حکیم کا ارشاد ہے کہ یہ اُس ضابطہ قوانین کی آیات ہیں جو سرتاسر حکمت پر مبنی ہے۔

۲ کیا ان لوگوں کو اس بات پر تعجب ہو رہا ہے کہ ہم نے انہی میں سے ایک آدمی کی طرف اپنی وحی کیوں بھیجی ہے، تاکہ وہ، اس کے ذریعے، تمام نوعِ انسان کو، ان کی غلط روشِ زندگی کے نتائج سے آگاہ کرے، اور جو لوگ، اس ضابطۂ حیات پر ایمان لائیں، انہیں خوشخبری دے کہ ان کے نشوونما دینے والے کے نزدیک، ان کا مقام بہت بلند اور حقیقی شرف کا موجب ہے۔

(یہ لوگ، بجائے اس کے کہ اس کتاب کی تعلیم پر غور و فکر سے اس نتیجہ پر پہنچیں کہ یہ کس قدر صداقت پر مبنی ہے، مطالبہ یہ کرتے ہیں کہ رسول کو فوق البشر ہونا چاہیئے جو انہیں کچھ عجوبے دکھلائے۔ اور جب یہ رسول، ان کے جواب میں کہتا ہے کہ وہ انہی جیسا ایک انسان ہے تو یہ) مخالفین اعلان کرتے پھرتے ہیں کہ یہ شخص بالکل جھوٹا ہے۔

۳ تمہارا پروردگار، جس کی طرف سے یہ کتاب نازل ہوئی ہے، وہ ہے جس نے کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو چھ مختلف ادوار میں پیدا کیا، اور اس کے پورے کنٹرول کو اپنے

الْاَمْرَ ۭ مَا مِنْ شَفِيْعٍ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اِذْنِهٖ ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْهُ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ③ اِلَيْهِ
مَرْجِعُكُمْ جَمِيْعًا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ اِنَّهٗ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
بِالْقِسْطِ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ④ هُوَ الَّذِيْ
جَعَلَ الشَّمْسَ ضِيَاۗءً وَّالْقَمَرَ نُوْرًا وَّقَدَّرَهٗ مَنَازِلَ لِتَعْلَمُوْا عَدَدَ السِّنِيْنَ وَالْحِسَابَ ۭ مَا خَلَقَ

ہاتھ میں رکھا۔ تمام کائنات کا نظم و نسق اُسی کے قوانین کے مطابق، اِس حسن و خوبی سے سرانجام پا رہا ہے۔ اس کا قانون یہ ہے کہ ایک شے، کسی دوسری شے کے ساتھ مل کر، ایک نیا نتیجہ پیدا کرتی ہے۔ اگر یہ چیزیں اس کے قانون کے مطابق آپس میں نہ ملیں، تو پھر وہ نتیجہ مرتب نہیں ہو سکتا۔ (اسی طرح، اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کی تائید و حمایت کے لئے اس کے ساتھ کھڑا ہوتا ہے، تو اس کی یہ تائید و حمایت بھی اسی صورت میں بہتر نتائج پیدا کر سکتی ہے جب وہ قانونِ خداوندی کے مطابق ہو)۔

یہ ہے وہ اللہ جو (کائناتی اشیاء کی طرح) تمہارا بھی نشو و نما دینے والا ہے۔ لہذا، تمہیں چاہیئے کہ تم اسی کے قوانین کی اطاعت اور محکومیت اختیار کرو ——— کیا تم اس حقیقت کو اپنے سامنے نہیں رکھتے؟

۴ یاد رکھو! تم جو روش بھی چاہو اختیار کر لو۔ تمہارا ہر قدم اُسی کے قانون کی طرف اٹھے گا۔ تمہارے ہر عمل کا نتیجہ اس کے قانونِ مکافات کی رُو سے مرتب ہو گا۔ تم اُسکے احاطہ سے باہر جا نہیں سکتے۔ یہ ایک حقیقت ہے جو تم سے بیان کی گئی ہے۔ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہیں۔ اس کا کائناتی قانون یہ ہے کہ وہ مختلف اشیاء کو، ان کے نقطۂ آغاز سے پیدا کرتا ہے، اور پھر ان کے مختلف پہلو بدل کر، طرح طرح کی گردشیں دے کر، متعدد ارتقائی منازل کے بعد، انہیں تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ اُس کے اسی قانون کے مطابق انسانی اعمال بھی نتیجہ خیز ہوتے ہیں، یعنی وہ لوگ جو اس قانون پر ایمان لے آتے ہیں اور پھر اس کے متعین کردہ صلاحیت بخش (کائنات، انسانی معاشرہ اور خود انسانی ذات کو سنوارنے والے) پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں، انہیں، حق و انصاف کے مطابق ان کے اعمال کا بدلہ مل جاتا ہے۔ اور جو لوگ اس قانون سے انکار کر کے، دوسری راہیں اختیار کر لیتے ہیں ان کے اعمال ایسے نتائج پیدا کرتے ہیں جن سے ان کی انسانی صلاحیتیں نشو و نما پانے کے بجائے، جھلس کر رہ جاتی ہیں، اور اس طرح انہیں بڑی دردانگیز سزا ملتی ہے (۳۳/۲۴ ; ۳۴/۳—۴ ; ۴۵/۲۲ ; ۵۳/۳۱)۔

۵ یہ اس خدا کا قانون ہے جس نے سورج کو ایسا درخشندہ، اور چاند کو ایسا

اللّٰہُ ذٰلِکَ اِلَّا بِالْحَقِّ یُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ لِقَوْمٍ یَّعْلَمُوْنَ ۵ اِنَّ فِی اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ وَمَا
خَلَقَ اللّٰہُ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَّقُوْنَ ۶ اِنَّ الَّذِیْنَ لَا یَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا وَرَضُوْا
بِالْحَیٰوۃِ الدُّنْیَا وَ اطْمَاَنُّوْا بِهَا وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنْ اٰیٰتِنَا غٰفِلُوْنَ ۷ اُولٰٓئِکَ مَاْوٰهُمُ النَّارُ بِمَا کَانُوْا
یَکْسِبُوْنَ ۸ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ یَهْدِیْهِمْ رَبُّهُمْ بِاِیْمَانِهِمْ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهِمُ الْاَ
نْهٰرُ فِیْ جَنّٰتِ النَّعِیْمِ ۹

تابناک بنادیا۔ اور چاند کی منازل متعین کر دیں تا کہ تم اس سے برسوں کی گنتی اور حساب معلوم کر لیا کرو۔ (اسی طرح سورج کی رُو سے بھی حساب رکھا جاسکتا ہے' (۶/۹۷ ; ۱۷/۱۲)۔ اللہ نے یہ سب کچھ' مبنی بر حقیقت' اور تعمیری نتائج پیدا کرنے کے لئے بنایا ہے۔ (نہ یہ محض "حلقۂ دامِ خیال" ہے اور نہ ہی اس کا انجام تخریب ہے)۔ اس نے اپنے قوانین و حقائق کو' اُن لوگوں کے لئے جو علم و بصیرت سے کام لیں' کھول کھول کر بیان کر دیا ہے۔

۶ یقیناً رات اور دن کی گردش میں' اور خدا نے جو کچھ کائنات میں پیدا کیا ہے' اس میں' ان قوموں کے لئے جو غلط رَوِشِ زندگی کے تباہ کن نتائج سے بچنا چاہیں' بڑے بڑے حقائق پوشیدہ ہیں۔

۷ لیکن ان حقائق سے وہی لوگ صحیح معنوں میں فائدہ اٹھا سکتے ہیں جو اس حقیقت پر یقین رکھیں' کہ' جس طرح خدا کے قوانین خارجی کائنات میں کار فرما ہیں' اسی طرح انسانی اعمال بھی اسی کے مقرر کردہ قوانین کے مطابق نتیجہ خیز ہوتے ہیں۔ نیز وہ اس پر بھی ایمان رکھیں کہ زندگی صرف اِس دنیا کی طبیعی زندگی نہیں' حیات کا سلسلہ مرنے کے بعد بھی جاری رہتا ہے۔ ان کے برعکس' جو لوگ ان حقائق سے غفلت برتیں گے اور اسی طبیعی زندگی کا مفاد' ان کا

۸ مقصود و منتہیٰ ہو گا' (وہ' قوانین کائنات پر غور و فکر سے فطرت کی قوتوں کو تو مسخر کر سکیں گے۔ لیکن) وہ ان قوتوں کو جس طرح استعمال کریں گے اِس سے ان کا معاشرہ جہنمی بن جائیگا۔

۹ ان کے برعکس' جو لوگ خدا کے قانون مکافاتِ عمل پر یقین رکھنے کے بعد' تسخیرِ فطرت کریں گے اور) ان قوتوں کو کائنات کے سنوارنے کے کام میں صرف کریں گے تو' اللہ' ان کے اس ایمان کی بنا پر' ان کی راہ نمائی زندگی کے صحیح راستے کی طرف کر دیگا — اس راستے کی طرف جو انہیں اس معاشرہ کی سمت لے جائے گا جس کی شادابیوں پر کبھی خزاں

دَعْوٰىهُمْ فِيْهَا سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَتَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ۚ وَاٰخِرُ دَعْوٰىهُمْ اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰﴾ ع ۱ ۱۰ ۶

وَلَوْ يُعَجِّلُ اللّٰهُ لِلنَّاسِ الشَّرَّ اسْتِعْجَالَهُمْ بِالْخَيْرِ لَقُضِيَ اِلَيْهِمْ اَجَلُهُمْ ۭ فَنَذَرُ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَاۗءَنَا

فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۱﴾ وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ الضُّرُّ دَعَانَا لِجَنْۢبِهٖٓ اَوْ قَاعِدًا اَوْ قَاۗىِٕمًا ۚ فَلَمَّا

كَشَفْنَا عَنْهُ ضُرَّهٗ مَرَّ كَاَنْ لَّمْ يَدْعُنَآ اِلٰى ضُرٍّ مَّسَّهٗ ۭ كَذٰلِكَ زُيِّنَ لِلْمُسْرِفِيْنَ مَا كَانُوْا

يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۲﴾

نہیں آسکتی اور جس کی آسائشوں میں کبھی کمی واقع نہیں ہوسکتی۔

۱۰ وہ معاشرہ جو ان کے اس دعوے کی زندہ شہادت ہوگا کہ یہ چیز خدا کے قانون سے بہت بعید ہے کہ وہ صحیح کوششوں کے تخریبی نتائج پیدا کردے۔ اس معاشرہ میں ہر فرد' دوسرے افراد کے لئے حیات بخش آرزوئیں اور سلامتی عطا کرنے والی تمنائیں لیتے ہوگا۔ اور ان کی اس دعوت کا آخری نتیجہ یہ ہوگا کہ اس نظامِ ربوبیت کے عالمگیر نتائج کو دیکھ کر ہر شخص پکار اٹھے گا کہ خدا کا یہ نظام کس قدر مستحق حمد وستائش ہے۔ ($\frac{1}{1}$)۔

۱۱ اور دیکھو! جس طرح انسان اپنا فائدہ حاصل کرنے کے لئے جلدبازی سے کام لیتا ہے' اگر اللہ کا قانونِ مکافات' اسی طرح نقصان پہنچانے میں جلدی کرتا' تو ان لوگوں کا (جو غلط راستوں پر چلتے ہیں) کبھی کا وقت پورا ہوچکا ہوتا (لیکن اس نے تخم ریزی اور ثمرباری کے درمیان ایک وقفہ مقرر کر رکھا ہے۔ لہٰذا اس قانونِ مہلت کی رُو سے ہوتا یہ ہے کہ) جو لوگ خدا کے قانونِ مکافات سے انکار کرتے ہیں' ان کی گرفت فوری نہیں ہوجاتی' انہیں ان کی سرکشی میں چھوڑ دیا جاتا ہے تاکہ وہ اس میں حیران و سرگرداں پھرتے رہیں۔ (اگر غلط اقدام پر فوری گرفت ہوجائے' تو ہم نے جو یہ اصول مقرر کر رکھا ہے کہ انسان بلاجبر و اکراہ' کامل غور و فکر کے بعد' اپنی مرضی سے صحیح راستہ اختیار کرے' اس کا مقصد ہی فوت ہوجائے)۔

۱۲ انسان (جب اپنے جذبات کے تابع چلتا ہے اور ہمارے قانون کا اتباع نہیں کرتا تو اس) کی حالت یہ ہوتی ہے کہ اس پر جب کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کھڑا' بیٹھا' لیٹا' ہمیں پکارتا ہے۔ لیکن جب اس سے وہ مصیبت ٹل جاتی ہے تو وہ اس طرح منہ موڑ کر چل دیتا ہے گویا اس نے ہمیں اپنی مصیبت میں کبھی پکارا ہی نہیں تھا۔ (اور اس کے بعد' وہ پھر اسی غلط روش پر چلنے لگتا ہے۔ سو دیکھو کہ) جو لوگ ہمارے قوانین کی حد سے باہر نکل جاتے ہیں'

وَلَقَدْ اَهْلَكْنَا الْقُرُوْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَمَّا ظَلَمُوْا ۙ وَجَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ وَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا ؕ كَذٰلِكَ

نَجْزِى الْقَوْمَ الْمُجْرِمِيْنَ ﴿۱۳﴾ ثُمَّ جَعَلْنٰكُمْ خَلٰٓئِفَ فِى الْاَرْضِ مِنْۢ بَعْدِهِمْ لِنَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۴﴾

وَاِذَا تُتْلٰى عَلَيْهِمْ اٰيَاتُنَا بَيِّنٰتٍ ۙ قَالَ الَّذِيْنَ لَا يَرْجُوْنَ لِقَآءَنَا ائْتِ بِقُرْاٰنٍ غَيْرِ هٰذَآ اَوْ بَدِّلْهُ ؕ قُلْ مَا يَكُوْنُ

لِىْۤ اَنْ اُبَدِّلَهٗ مِنْ تِلْقَآئِ نَفْسِىْ ۚ اِنْ اَتَّبِعُ اِلَّا مَا يُوْحٰٓى اِلَىَّ ۚ اِنِّىْۤ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ رَبِّىْ عَذَابَ يَوْمٍ

عَظِيْمٍ ﴿۱۵﴾

انہیں اُن کے اعمال کس قدر حسین اور خوشنما دکھائی دیتے ہیں (لیکن آخر الامر ان کی تباہی آجاتی ہے)۔

۱۳ (اسی قانون مہلت اور مکافات کے مطابق) ہم نے اس سے پہلے' بہت سی قوموں کو تباہ کر دیا جب انہوں نے' ہمارے قوانین سے سرکشی اختیار کر کے' لوگوں پر ظلم اور زیادتی شروع کر دی۔ ان کی طرف ہمارے پیغامبر' واضح قوانین اور کھلے دلائل لے کر آئے لیکن انہوں نے انکی صداقت کو تسلیم نہ کیا۔ (اور وہ تباہ ہو گئے) اسی طرح ہم ہر دور کے مجرمین کو ان کے کئے کا بدلہ دیتے ہیں۔

۱۴ ان اقوامِ سابقہ کے بعد' ہم نے تمہیں ان کا جانشین بنایا ہے تاکہ یہ دیکھا جائے کہ تم کس قسم کے کام کرتے ہو۔ (جس قسم کے تمہارے اعمال ہوں گے' اسی کے مطابق تمہارے متعلق بھی فیصلہ ہو گا۔ ہمارا قانون مکافات سب پر یکساں نافذ ہوتا ہے)۔

۱۵ جب ان لوگوں کے سامنے ہمارے واضح قوانین پیش کئے جاتے ہیں' تو جو لوگ ہمارے قانون مکافات کا سامنا نہیں کرنا چاہتے' کہتے ہیں کہ یا تو تم' اس قرآن کی جگہ کوئی دوسرا قرآن لاؤ' اور یا پھر اس (کے مطالب) میں ہی کچھ رد و بدل کر دو۔ (یعنی وہ خدا کے اٹل اور غیر متبدل قوانین کو اپنی منشاء اور مفاد کے مطابق تبدیل کرانا چاہتے ہیں) ان سے کہدو کہ یہ چیز میرے حیطۂ اختیار سے باہر ہے کہ میں اپنی طرف سے کسی قسم کا رد و بدل کر سکوں۔ میرا مقصد صرف اس وحی کی پیروی کرنا ہے جو میری طرف نازل ہوتی ہے۔ اگر میں اپنے نشو و نما دینے والے کے احکام سے سرتابی کروں' تو اس کا قانونِ مکافات مجھے بھی نہیں چھوڑے گا۔ اس لئے میں اس کی گرفت سے بہت ڈرتا ہوں۔ اس کی سزا بڑی سخت ہوا کرتی ہے۔ (۱۱/۱۱۳ ; ۱۷/۴۴ ; ۶۹/۹)۔

قُلْ لَّوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا تَلَوْتُهٗ عَلَيْكُمْ وَلَآ اَدْرٰىكُمْ بِهٖ ۖ فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۶﴾

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۱۷﴾ وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ

اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِى السَّمٰوٰتِ

وَلَا فِى الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾

---

۱۶ (یہ لوگ اس قسم کی باتیں اس لئے کرتے ہیں کہ یہ سمجھتے ہیں کہ تم ان احکام کو اپنی طرف سے وضع کر کے اِن کے سامنے پیش کرتے رہتے ہو اور کہتے یہ ہو کہ یہ خدا کی طرف سے ہیں)۔ ان سے کہو کہ میں، تم میں کوئی اجنبی نہیں کہ تمہیں معلوم نہ ہو سکے کہ میرا کردار کیسا ہے۔ میں نے، اس دعوے نبوت سے پہلے، تم میں، ایک عمر بسر کی ہے۔ میری یہ زندگی تمہیں کس بات کی شہادت دیتی ہے؟ کیا اس کی کہ میں جھوٹا اور فریبی ہوں یا یہ کہ میں سچا اور پاک باز انسان ہوں؟ تم اس حقیقت پر غور کرو اور عقل و فکر سے کام لے کر سوچو کہ اگر یہ چیز مشیتِ خداوندی کے مطابق نہ ہوتی، اور خدا تمہاری طرف وحی کا یہ علم نہ بھیجنا چاہتا، تو میں، یہ باتیں (اپنے جی سے گھڑ کر) کبھی تمہارے سامنے پیش نہ کرتا۔ کذب و افترا تو میری روشِ زندگی کے خلاف ہے۔

۱۷ اس کے بعد، تم اس حقیقت پر غور کرو کہ جو شخص اپنے جی سے باتیں گھڑے اور ان کے متعلق کہے کہ وہ خدا کی وحی ہیں، وہ کتنا بڑا مجرم ہوگا! دوسری طرف، وہ شخص بھی کچھ کم مجرم نہیں ہوگا جس کے سامنے خدا کی سچی وحی آئے اور وہ اسے جھٹلا دے۔

یہ دونوں یکساں مجرم ہیں۔ اور خدا کا قانون یہ ہے کہ وہ مجرموں کو ان کے پروگرام میں کبھی کامیاب نہیں ہونے دیتا۔

(لہٰذا، تم اپنے پروگرام کے مطابق کام کرو۔ مجھے اپنے پروگرام کے مطابق کام کرنے دو، اس کے بعد نتائج خود بخود بتا دیں گے کہ ہم میں سے کون جھوٹا اور مجرم ہے۔ جو ناکام رہا وہ جھوٹا ہوگا)۔

۱۸ یہ لوگ، خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو اپنا معبود بناتے ہیں جو نہ انہیں نفع پہنچا سکتی ہیں، نہ نقصان۔ اور کہتے ہیں کہ یہ معبود، خدا کے پاس ہماری سفارش کریں گے۔ (گویا ان کے معبود ان کے متعلق خدا کو ایسی باتیں بتائیں گے جن کی بنا پر یہ قابلِ معافی قرار پا جائیں گے)۔ ان سے کہو کہ کیا تم اللہ کو، اپنے متعلق، اُن کے ذریعے مطلع کرنا چاہتے ہو جن کی اپنی حالت یہ ہے کہ وہ

وَمَا كَانَ النَّاسُ إِلَّآ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا ۚ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ فِيْمَا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَيَقُوْلُوْنَ لَوْلَآ أُنْزِلَ عَلَيْهِ اٰيَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ ۚ فَقُلْ إِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ فَانْتَظِرُوْا ۚ إِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۲۰﴾

۲ ع ۷

زمین و آسمان میں کسی بات کا علم نہیں رکھتے! خدا اس سے بہت دور ہے کہ وہ ان چیزوں کے ذریعے حقیقتِ حال معلوم کرنے کا محتاج ہو — وہ ان سے بہت بلند ہے جنہیں تم اس کا شریک قرار دیتے ہو۔

۱۹ (اے رسول! تمہاری دعوت، جس کی یہ اس قدر مخالفت کرتے ہیں، اس کے سوا کیا ہے کہ تم نوعِ انسان کے اختلافات مٹا کر انہیں ایک عالمگیر برادری بنانا چاہتے ہو۔ اور یہ چیز اسی صورت میں ممکن ہے کہ تمام انسان ایک ضابطۂ خداوندی کے مطابق زندگی بسر کریں۔ اسی کا نام توحید ہے جو شرک کی نقیض ہے۔ تمہاری یہ دعوت نہ کوئی نئی دعوت ہے، نہ انہونی بات)۔ نوعِ انسان کی تمدنی زندگی کی تاریخ یہ ہے کہ سب سے پہلے دور میں (جب ان کے مفاد میں باہمی تصادم نہیں ہوا تھا) سب ایک برادری کی شکل میں رہتے تھے (۲/۲۱۳)۔ اس کے بعد، انفرادی مفاد پرستیوں نے، ان میں اختلافات پیدا کرنے شروع کر دیئے اور یہ ایک دوسرے کے دشمن ہو گئے (۲/۴۹)۔ یہ ہو سکتا تھا کہ ہم انہیں پیدا ہی اس طرح کرتے کہ یہ اختلاف نہ کر سکتے۔ یا اگر یہ اختلاف کرتے تو ہم، اپنی قدرت سے، ان اختلافات کو زبردستی مٹا دیتے۔ (لیکن ہم نے، اس کے لئے ایک اور قاعدہ مقرر کیا جس سے انسانوں کی آزادی سلب نہیں ہوتی تھی۔ ہم نے وحی کے ذریعے ایسی تعلیم عطا کی جس سے یہ اختلافات مٹ سکتے تھے (۲/۳۸ ؛ ۲/۲۱۳) مفاد پرست لوگ اس تصور کی مخالفت کرتے ہیں، لیکن اس سے ہمارا پروگرام رک نہیں سکتا۔ نوعِ انسان کو آخر الامر ایک عالمگیر برادری بن کر رہنا ہے)۔

۲۰ اور یہ لوگ (یہ بھی) کہتے ہیں کہ اس رسول کو، اس کے رب کی طرف سے، کوئی ایسا آسمانی نشان کیوں نہیں ملتا، جسے دیکھ کر ہم سمجھ لیں کہ یہ واقعی خدا کا رسول ہے۔ اے رسول! تم ان سے کہدو کہ میں تمہیں ایک نظامِ زندگی کی طرف دعوت دیتا ہوں جس کے وہ نتائج جو ابھی تمہاری نگاہوں سے اوجھل ہیں، خدا کے قانون کے مطابق مرتب ہو کر رہیں گے لیکن اس کے لئے کچھ وقت درکار ہوگا۔ لہذا، تم اس وقت کا انتظار کرو جب اس کے محسوس نتائج تمہارے سامنے آجائیں۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں۔ وہی نتائج میری صداقت

وَإِذَآ أَذَقْنَا النَّاسَ رَحْمَةً مِّنۢ بَعْدِ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُمْ إِذَا لَهُم مَّكْرٌ فِيٓ ءَايَاتِنَا ۚ قُلِ اللَّهُ أَسْرَعُ مَكْرًا ۚ إِنَّ
رُسُلَنَا يَكْتُبُونَ مَا تَمْكُرُونَ ﴿۲۱﴾ هُوَ الَّذِي يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا كُنتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِم بِرِيحٍ
طَيِّبَةٍ وَفَرِحُوا۟ بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ عَاصِفٌ وَجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِن كُلِّ مَكَانٍ وَظَنُّوٓا۟ أَنَّهُمْ أُحِيطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا۟
اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ لَئِنْ أَنجَيْتَنَا مِنْ هَٰذِهِۦ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّآ أَنجَاهُمْ إِذَا هُمْ
يَبْغُونَ فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ۗ يَٰٓأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِكُم ۖ مَّتَاعَ الْحَيَوٰةِ الدُّنْيَا ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا

کے "آسمانی نشان" ہوں گے۔

۲۱ (لیکن یہ لوگ اتنا انتظار کہاں کریں گے)۔ انسان کی عجلت پسندی کا یہ عالم ہے کہ جب اسے ذرا سی تکلیف پہنچتی ہے تو ہمیں چلا چلا کر پکارنے لگتا ہے ($\frac{۱۰}{۱۲}$)۔ لیکن جب اس کے بعد اسے راحت نصیب ہوتی ہے تو ہمارے قوانین سے اعراض برتنے کے لئے طرح طرح کی تدبیریں سوچنا شروع کر دیتا ہے۔

تم ان سے کہہ دو کہ اللہ کا قانون، تدبیر سازی میں تم سے بھی تیز واقع ہوا ہے۔ اس کی، اس مقصد کے لئے مقرر کردہ قوتیں، تمہاری ہر ایک تدبیر کو ریکارڈ کرتی رہتی ہیں (اس لئے تمہاری تدابیر خدا کے سامنے ہیں اور اس کی گرفت سے باہر نہیں جا سکتیں)۔

۲۲ لوگوں کی اس عجلت پسندی اور تلوّن مزاجی کا تماشا دیکھنا ہو تو حالتِ سفر میں دیکھو۔ ان کا سفر خشکی اور تری دونوں میں ہوتا ہے۔ جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں اور ہوا موافق ہوتی ہے تو یہ بہت خوش ہوتے ہیں۔ لیکن جب بادِ مخالف کا "تند اور تیز جھکڑ" انہیں آلیتا ہے اور سمندر کی موجیں، تلاطم خیز ہو کر چاروں طرف سے چڑھ آتی ہیں، اور یہ سمجھ لیتے ہیں کہ ہم ہلاکت میں گھِر گئے، تو یہ، اللہ کو اس طرح پکارنے لگتے ہیں گویا اس کے احکام و قوانین کے مخلص اطاعت گزار یہی ہیں۔ اور اس کے حضور گڑگڑا کر دعائیں مانگتے ہیں کہ اگر تو ہمیں اس ہجومِ بلا سے نجات دلا دے تو ہم ہمیشہ ہمیشہ کیلئے تیرے شکر گزار رہیں گے۔

۲۳ لیکن جب انہیں اس مصیبت سے نجات مل جاتی ہے، تو خدا اور اس کے احکام سب نسیاً منسیا ہو جاتے ہیں۔ اور یہ ملک میں ناحق سرکشی اور فساد پھیلانا شروع کر دیتے ہیں۔

اے رسول! تم نوعِ انسان سے پکار کر کہہ دو کہ اگر تم قوانینِ خداوندی سے سرکشی ا

مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ فَاخْتَلَطَ
بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ حَتّٰۤى اِذَاۤ اَخَذَتِ الْاَرْضُ زُخْرُفَهَا وَازَّيَّنَتْ وَظَنَّ اَهْلُهَاۤ اَنَّهُمْ
قٰدِرُوْنَ عَلَيْهَاۤ ۙ اَتٰىهَاۤ اَمْرُنَا لَيْلًا اَوْ نَهَارًا فَجَعَلْنٰهَا حَصِيْدًا كَاَنْ لَّمْ تَغْنَ بِالْاَمْسِ ؕ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ
الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ﴿۲۴﴾ وَاللّٰهُ يَدْعُوْۤا اِلٰى دَارِ السَّلٰمِ ؕ وَيَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۲۵﴾
لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى وَزِيَادَةٌ ؕ وَلَا يَرْهَقُ وُجُوْهَهُمْ قَتَرٌ وَّلَا ذِلَّةٌ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا

بغاوت اختیار کرو گے تو یہ درحقیقت خود تمہاری اپنی ذات کے خلاف بغاوت ہوگی۔ اس سے تمہیں اس طبیعی زندگی کے کچھ مفاد حاصل ہو جائیں گے، لیکن زندگی، تمہارے جسم کی طبیعی زندگی ہی تو نہیں۔ اصل حیات، انسانیت (انسانی ذات) کی زندگی ہے جس کے لئے ہماری طرف سے الگ قوانین مقرر ہیں۔ تمہارے ہر عمل کا نتیجہ ان قوانین کے مطابق مرتب ہوتا ہے۔ ان سب کا مجموعی نتیجہ بالآخر تمہارے سامنے آکر رہے گا۔

۲۴ اس دنیاوی (طبیعی) زندگی کی مثال یوں سمجھو جیسے ہم نے بادلوں سے مینہہ برسایا اور زمین کی روئیدگی، جو انسانوں کے لئے خوراک اور مویشیوں کے لئے چارہ کا کام دیتی ہے، اس سے مل کر (بڑھی، پھولی اور اس کی شگفتگی اور شادابی کا یہ عالم ہو گیا گویا) زمین نے زنگارنگ کے پھولوں کے گہنے پہن رکھے ہیں اور تزئین و آرائش سے دلہن بن گئی ہے۔ اور کھیتی والوں نے سمجھ لیا کہ اب تمام فصلیں ہمارے قبضے میں آچکی ہیں، کہ اتنے میں، رات یا دن کے کسی حصّے میں، ہمارے قانون کی ایک گردش آئی تو اس سے وہ لہلہاتی فصلیں یوں، کٹی ہوئی کھیتی کی طرح ہو گئیں گویا کل ان کا یہاں نام و نشان تک بھی نہ تھا۔ ہم (اس قسم کی مثالوں سے) اپنے قوانین کی وضاحت کر دیتے ہیں۔ لیکن اس سے وہی لوگ مستفید ہو سکتے ہیں جو غور و فکر سے کام لیں۔

۲۵ (لہٰذا، جو لوگ صرف دنیاوی مفاد کو اپنا نصب العین بنا لیں، اور مستقبل کی کوئی فکر نہ کریں، ان کی روش، وقتی خوشنمائیوں، لیکن آخر الامر تباہیوں کی موجب ہوتی ہے۔ اسکے برعکس) وہ روش ہے جس کی طرف خدا دعوت دیتا ہے۔ اسکا نتیجہ ہر قسم کی تباہی سے سلامتی اور بربادی سے عافیت ہوتا ہے۔ یہ ہے کامیابیوں کی وہ توازن بدوش راہ جس کی طرف، خدا کا قانون ہر اس شخص کی راہ نمائی کرتا ہے جو اس سے راہ نمائی حاصل کرنا چاہے۔

۲۶ جو لوگ اس روش کو اختیار کر کے حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرتے ہیں، اس کا نتیجہ

خٰلِدُوْنَ ﴿۲۶﴾ وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍۭ بِمِثْلِھَا ۙ وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ ؕ مَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ
مِنْ عَاصِمٍ ۚ کَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ وُجُوْھُھُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا ؕ اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ ھُمْ فِیْھَا
خٰلِدُوْنَ ﴿۲۷﴾ وَیَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا مَکَانَکُمْ اَنْتُمْ وَشُرَکَآؤُکُمْ ۚ فَزَیَّلْنَا
بَیْنَھُمْ وَقَالَ شُرَکَآؤُھُمْ مَّا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ ﴿۲۸﴾ فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًاۢ بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ
لَغٰفِلِیْنَ ﴿۲۹﴾ ھُنَالِکَ تَبْلُوْا کُلُّ نَفْسٍ مَّآ اَسْلَفَتْ وَرُدُّوْٓا اِلَی اللّٰہِ مَوْلٰىھُمُ الْحَقِّ وَضَلَّ عَنْھُمْ مَّا کَانُوْا یَفْتَرُوْنَ ﴿۳۰﴾ ع ۳ ۱۰ ۵

اتنا ہی نہیں ہوتا کہ ان کی اپنی زندگی حسین ہو جاتی ہے' بلکہ اس سے بڑھ کر یہ بھی' کہ ان کا معاشرہ ذلت و رسوائی کے کرب انگیز عذاب سے محفوظ رہتا ہے' اور ایک ایسی جنت میں تبدیل ہو جاتا ہے جس پر کبھی خزاں نہیں آتی۔ (۱۶/۳۰ ؛ ۵۵/۶۰ ؛ ۸/۴۲)۔

۲۷ اس کے برعکس' جو لوگ ناہمواریاں پیدا کرنے والی روش اختیار کرتے ہیں' تو اُسی قسم کی ناہمواریاں خود ان کی اپنی ذات میں پیدا ہو جاتی ہیں' اور اس طرح اس کا توازن بگڑ جاتا ہے۔ اور ان کا معاشرہ بھی ذلیل اور روسیاہ ہو جاتا ہے۔ انہیں' اس رسوا کن عذاب سے' جو قانون خداوندی کی رو سے واقع ہوتا ہے' کوئی نہیں بچا سکتا۔ ان کی روسیاہی کا یہ عالم ہوتا ہے گویا کسی نے رات کی تاریکی کا ایک ٹکڑا لے کر' اس کا نقاب ان کے چہرے پر اوڑھا دیا ہو۔ ان کا معاشرہ جہنمی ہوتا ہے جس میں یہ ہمیشہ رہتے ہیں۔

۲۸ جب ہم ان سب کو یکجا اکٹھا کریں گے تو جو لوگ شرک کرتے تھے' ان سے کہیں گے کہ تم اور جنہیں تم ہمارے شریک ٹھہراتے تھے' اپنی اپنی جگہ ٹھہرے رہو۔ پھر انہیں الگ الگ کر دیا جائیگا۔ اس پر جن ہستیوں کو وہ خدا کا شریک ٹھہرایا کرتے تھے' اُن سے کہیں گے کہ یہ غلط ہے کہ تم ہمارے کہنے پر ہماری پرستش کیا کرتے تھے۔

۲۹ اس حقیقت پر خدا شاہد ہے —— اور اس کی شہادت' ہمارے اور تمہارے دعوے کا فیصلہ کرنے کے لئے کافی ہے —— کہ ہمیں اس کا قطعاً علم نہیں تھا کہ تم ہماری پرستش کرتے تھے (چہ جائیکہ ہم نے تم سے کہا ہو کہ تم ہماری پرستش کرو)۔

۳۰ غرضیکہ جو کچھ کسی انسان نے پہلے کیا ہوگا' وہ' اسوقت' نکھر کر سامنے آجائے گا۔ اور تمام اعمال' خدا کے قانونِ مکافات کی طرف لوٹائے جائیں گے' وہی اس حقیقی میزان کا مالک اور سرپرست ہے۔ اور جو کچھ' لوگ اپنے خود ساختہ تصورات کے مطابق کیا کرتے تھے' وہ سب رائگاں

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَمَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ
الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۳۱﴾ فَذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمُ
الْحَقُّ ۚ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ ۚۖ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۳۲﴾ كَذٰلِكَ حَقَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ عَلَى الَّذِيْنَ
فَسَقُوْۤا اَنَّهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۳۳﴾

جائیگا۔ (یعنی اس کا وہ نتیجہ نہیں نکلے گا جو ان کے ذہن میں تھا۔ عمل وہی نتیجہ خیز ہوتا ہے جو خدا کے قانون کے مطابق کیا جائے)۔

۳۱ اے رسول! ان سے پوچھو کہ وہ کون ہے جو زمین و آسمان کی بخشائشوں کے ذریعے تمہارے لئے سامانِ زیست عطا کرتا ہے؟ وہ کون ہے جس کے قبضے میں تمہارے ذرائع علم 'مثل سماعت و بصارت' ہیں؟ وہ کون ہے جو غیر ذی حیات اشیاء سے زندگی کی نمود کرتا ہے' اور زندہ چیزوں سے 'مردہ اشیاء' نکالتا رہتا ہے؟ (مختصراً) وہ کون ہے جو اس تمام کائنات کے نظم و نسق کو چلا رہا ہے؟ (تم دیکھو گے کہ وہ اس کے جواب میں) فوراً کہدیں گے کہ وہ اللہ ہے۔ تم ان سے کہو کہ جب تمہیں اس کا اعتراف ہے کہ ساری کائنات میں خدا کا قانون جاری و ساری ہے تو تم اپنے معاشرہ میں اس کے قوانین کی نگہداشت کیوں نہیں کرتے؟ (تم ایسا کیوں سمجھتے ہو کہ خارجی کائنات میں تو خدا کا قانون کارفرما ہے لیکن تمہاری معاشرتی زندگی اس کے حدود مملکت سے باہر ہے۔ اس میں اس کا قانون نہیں چلتا۔ یہ تصور یکسر باطل ہے۔ جو ذات 'الله السماء' ہے (یعنی خارجی کائنات میں جس کا اقتدار و اختیار ہے) وہی الله الارض ہے (انسان کی معاشرتی و معاشی زندگی بھی اسی کے قانون کے تابع رہنی چاہیئے۔ $\frac{۶}{۳}$ ؛ $\frac{۱۶}{۵۱-۵۰}$ ؛ $\frac{۲۱}{۲۱}$ ؛ $\frac{۲۹}{۶۴-۶۰}$ ؛ $\frac{۴۳}{۸۴}$)۔

۳۲ یہ ہے تمہارا حقیقی نشوونما دینے والا' (جو خارجی کائنات کی نشوونما کا بھی ذمہ دار ہے اور انسانی دنیا کی نشوونما کا بھی۔ خدا ہونا اسی کو زیبا دیتا ہے)۔ اب سوچو کہ اس قسم کے خدا کے قوانین سے انکار کرنے کا نتیجہ گمراہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟ ان سے پوچھو کہ' اس خدا کو چھوڑ کر تم اپنا رُخ کس طرف کرنا چاہتے ہو؟

۳۳ (اگر یہ لوگ اس قدر واضح دلائل کے بعد بھی' قانونِ خداوندی پر ایمان نہیں لاتے' تو سمجھ لو کہ) ان کے بارے میں تمہارے خدا کا یہ قانون صادق آگیا کہ جو لوگ صحیح راستہ چھوڑ کر اس طرح اِدھر اُدھر نکل جاتے ہیں' وہ خدا کے قانون پر ایمان نہیں لایا کرتے۔

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى
تُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۴﴾ قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ ؕ قُلِ اللّٰهُ يَهْدِيْ لِلْحَقِّ ؕ اَفَمَنْ
يَّهْدِيْۤ اِلَى الْحَقِّ اَحَقُّ اَنْ يُّتَّبَعَ اَمَّنْ لَّا يَهِدِّيْۤ اِلَّاۤ اَنْ يُّهْدٰى ۚ فَمَا لَكُمْ ۫ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۵﴾ وَ مَا
يَتَّبِعُ اَكْثَرُهُمْ اِلَّا ظَنًّا ؕ اِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۳۶﴾

---

۳۴ ان سے پوچھو کہ جن ہستیوں کو تم خدا کا شریک سمجھتے ہو، ان میں کوئی ایسی ہستی بھی ہے جو کسی شے کی تخلیق کی ابتدا کر سکے اور اس کے بعد، اس شے کو، مختلف مراحل میں سے گردشیں دیتے ہوئے، ارتقائی منازل طے کراتی چلی جائے؟ ان سے کہو کہ ایسا کوئی اور نہیں کر سکتا۔ یہ صرف قانونِ خداوندی کی رو سے ہوتا ہے۔ وہی تخلیق کی ابتدا کرتا ہے اور وہی مخلوق اشیاء کو مختلف ادوار میں گردشیں دیتا ہوا اُن کے نقطۂ تکمیل تک لئے جاتا ہے۔

سو جب حقیقت یہ ہے تو پھر تمہارے اُلٹے خیالات تمہیں کس طرف لئے جا رہے ہیں؟

۳۵ ان سے پوچھو کہ کیا ان غیر خدائی قوتوں میں سے، جنہیں تم خدا کا شریک قرار دیتے ہو، کوئی قوت بھی ایسی ہے، جو تمہاری راہ نمائی کسی ایسے پروگرام کی طرف کر دے جو مبنی بر حقیقت ہو اور ٹھوس تعمیری نتائج مرتب کرنے کا ذمہ دار! ان سے کہو کہ اس قسم کی راہ نمائی صرف قانونِ خداوندی کی رُو سے مل سکتی ہے۔

ان سے کہو کہ جب حقیقت یہ ہے تو پھر بتاؤ کہ کیا وہ قانون جو اس قسم کی راہ نمائی عطا کرے، اس کا مستحق ہے کہ اس کا اتباع کیا جائے، یا وہ ہستیاں جو خود اپنی راہ نمائی کے لئے بھی دوسروں کی محتاج ہوں؟

ان سے کہو کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ ایسے واضح حقائق کے بعد بھی، تم غلط فیصلے کرتے ہو!

۳۶ اصل یہ ہے کہ ان میں اکثر وہ لوگ ہیں جن کے پاس حقیقت کا یقینی علم کچھ نہیں اور وہ محض ظن و قیاس کے پیچھے چلتے رہتے ہیں، حالانکہ یہ ظاہر ہے کہ ظن و قیاس، حق و یقین کے مقابلہ میں کچھ حقیقت نہیں رکھتا، اور نہ ہی وہ کام دے سکتا ہے جو یقینی علم دیتا ہے۔ جو کچھ یہ لوگ کرتے ہیں وہ خدا کے علم میں ہے۔ (وہ جانتا ہے کہ یہ کس طرح محض قیاسا

وَمَا كَانَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ اَنْ يُّفْتَرٰى مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ تَصْدِيْقَ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيْلَ
الْكِتٰبِ لَا رَيْبَ فِيْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۷﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ ۭ قُلْ فَاْتُوْا بِسُوْرَةٍ مِّثْلِهٖ وَادْعُوْا
مَنِ اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۸﴾ بَلْ كَذَّبُوْا بِمَا لَمْ يُحِيْطُوْا بِعِلْمِهٖ
وَلَمَّا يَاْتِهِمْ تَاْوِيْلُهٗ ۭ كَذٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۹﴾

کے پیچھے چلتے ہیں)۔

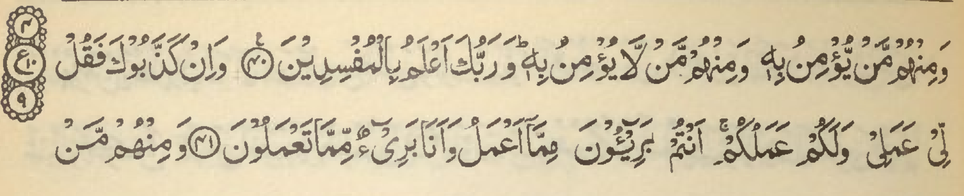
۳۷ واقعہ یہ ہے کہ یہ ممکن ہی نہیں کہ خدا کے سوا' کوئی اور ہستی قرآن جیسا ضابطہ قوانین مرتب کر سکے۔ اس لئے جھوٹا قرآن بنایا ہی نہیں جا سکتا۔ (ذرا غور کرو کہ اس قرآن کی خصوصیات کیا ہیں۔ سب سے پہلے یہ' کہ ایک عملی نظام کے ذریعے) یہ ان تمام اصول و قوانین کو سچ کر دکھانے والا ہے جو اس سے پہلے بذریعہ وحی دیئے جاتے رہے۔ پھر یہ اپنے قوانین کو اس طرح' نکھار اور ابھار کر بیان کرتا ہے کہ ان میں نہ شک و شبہ کی گنجائش رہتی ہے' اور نہ ہی کوئی اضطراب اور ذہنی کشمکش اور یہ قوانین اس خدا کی طرف سے دیئے گئے ہیں جو تمام کائنات اور عالمگیر انسانیت کی نشو و نما کا ضامن ہے (لہٰذا' اس میں نہ کسی خاص قوم سے رعایت برتی گئی ہے۔ اور نہ ہی کسی کی خواہ مخواہ مخالفت کی گئی ہے۔ یہ ضابطہ' انسان اور انسان میں فرق ہی نہیں کرتا)۔

۳۸ غور کرو کہ یہ لوگ اس قسم کے ضابطۂ حیات کے متعلق کہتے ہیں کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں' اس رسول کا خود ساختہ ہے۔ ان سے کہو کہ اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو کہ اس قسم کا ضابطۂ حیات' انسان بنا سکتا ہے' تو اس دعوے کو ثابت کرنے کا آسان طریق یہ ہے کہ تم (سارا قرآن نہیں' صرف) اس کی ایک سورت کی مانند بنا کر دکھاؤ' اور اس مقصد کے لئے' تم' خدا کو چھوڑ کر' جس جس کو اپنی مدد کے لئے بلا سکتے ہو' بلا لو۔ (اگر تم اپنے اس دعوے میں سچے ہو تو اس چیلنج کو قبول کرو۔ ۲/۲۳ ؛ ۱۱/۱۳)۔

۳۹ (بات یہ نہیں کہ یہ لوگ' علم و بصیرت کے بعد' اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ قرآن منجانب اللہ نہیں۔ بات یہ ہے کہ قرآن کی صداقت کو سمجھنے اور پرکھنے کا جو صحیح طریق ہے' یہ اسے اختیار ہی نہیں کرتے۔ قرآن کے سمجھنے کا طریق یہ ہے کہ

(i) انسان کی علمی سطح اتنی بلند ہو کہ وہ اس کے حقائق کا احاطہ کر سکے۔ یا

(ii) قرآن ایک عملی نظام پیش کرتا ہے جس کے محسوس نتائج اس کے دعاوی کی


وَمِنْهُم مَّن يُؤْمِنُ بِهِ وَمِنْهُم مَّن لَّا يُؤْمِنُ بِهِ ۚ وَرَبُّكَ أَعْلَمُ بِالْمُفْسِدِينَ ﴿٤٠﴾ وَإِن كَذَّبُوكَ فَقُل
لِّي عَمَلِي وَلَكُمْ عَمَلُكُمْ ۖ أَنتُم بَرِيئُونَ مِمَّا أَعْمَلُ وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تَعْمَلُونَ ﴿٤١﴾ وَمِنْهُم مَّن
يَسْتَمِعُونَ إِلَيْكَ ۚ أَفَأَنتَ تُسْمِعُ الصُّمَّ وَلَوْ كَانُوا لَا يَعْقِلُونَ ﴿٤٢﴾

٣ ع ٩

صداقت کا ثبوت بنتے ہیں۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ انسان اس کا انتظار کرے کہ وہ نظام متشکل ہو اور اس کے نتائج سامنے آجائیں۔

(iii) اور اگر کوئی یہ بھی نہیں کرنا چاہتا' تو کم از کم تاریخی شواہد کا مطالعہ کرے اور دیکھے کہ اس سے پہلے جن قوموں نے ان اصولوں کو جھٹلایا تھا اور ان سے سرکشی اختیار کی تھی' ان کا انجام کیا ہوا)۔

اب' ان لوگوں کی نہ تو علمی سطح اتنی بلند ہے' نہ ہی یہ اسے بلند کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ نہ ہی یہ اس کا انتظار کرتے ہیں کہ اس نظام کے نتائج سامنے آجائیں تو ان سے اندازہ لگایا جا سکے۔ بس یونہی اسے جھٹلائے جاتے ہیں۔ اور اتنا بھی نہیں دیکھتے کہ جن لوگوں نے' ان سے پہلے ایسی روش اختیار کی تھی' ان کا انجام کیا ہوا تھا! (۲۷/۸۴ ؛ ۱/۱۴)۔

۴۰ اگر انہوں نے قرآنی حقائق کے پرکھنے کا یہ طریق اختیار کر لیا' تو ان میں سے کچھ لوگ ضرور اس پر ایمان لے آئیں گے۔ لیکن جن لوگوں کی نیت میں فتور ہے اور وہ چاہتے ہی فساد برپا کرنا ہیں' تو ایسے لوگ کبھی ایمان نہیں لانے کے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ ایسے لوگ کون سے ہیں۔

۴۱ اس کے بعد بھی اگر یہ لوگ تجھے جھٹلاتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ تم یونہی دھمکیاں دیتے ہو کہ ہماری روش کا نتیجہ تباہ کن ہوگا اور تمہارا نظام کامیاب ہو کر رہے گا) تو ان سے کہدو کہ (میں تم سے بحث نہیں کرنا چاہتا) تم اپنے پروگرام کے مطابق کام کرتے جاؤ اور مجھے اپنے پروگرام کے مطابق کام کرنے دو۔ تمہارے پروگرام کا نتیجہ تمہارے سامنے آجائے گا۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں گا۔ میرے پروگرام کا نتیجہ میرے سامنے آجائے گا۔ اس کی کچھ ذمہ داری تمہارے سر نہیں ہوگی۔ بات صاف ہو جائے گی (۱۰۹/۱-۶)۔

۴۲ ان میں ایسے لوگ بھی ہیں کہ تمہارے پاس آکر بیٹھتے ہیں تو اس طرح' گویا تمہاری باتیں بہت غور و خوض سے سن رہے ہیں' حالانکہ وہ محض سن ہی رہے ہوتے ہیں (ان کا خیال کہیں اور ہوتا ہے۔ (۴۷/۱۶) تم سوچو کہ تم ایسے بہروں کو کس طرح سنا سکتے ہو جو عقل و فکر

وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْظُرُ اِلَيْكَ ۭ اَفَاَنْتَ تَهْدِي الْعُمْيَ وَلَوْ كَانُوْا لَا يُبْصِرُوْنَ ۝۴۳ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ النَّاسَ
شَيْـًٔا وَّلٰكِنَّ النَّاسَ اَنْفُسَھُمْ يَظْلِمُوْنَ ۝۴۴ وَيَوْمَ يَحْشُرُھُمْ كَاَنْ لَّمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنَ النَّهَارِ
يَتَعَارَفُوْنَ بَيْنَھُمْ ۭ قَدْ خَسِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِلِقَاۗءِ اللّٰهِ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِيْنَ ۝۴۵ وَاِمَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ
الَّذِيْ نَعِدُھُمْ اَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِلَيْنَا مَرْجِعُھُمْ ثُمَّ اللّٰهُ شَهِيْدٌ عَلٰي مَا يَفْعَلُوْنَ ۝۴۶

سے کام ہی نہ لیں؟)۔

۴۳ اور وہ بھی ہیں جو تمہاری مجلس میں آکر بیٹھتے ہیں اور تمہاری طرف تکتے رہتے ہیں گویا وہ ہمہ تن توجہ ہیں! لیکن وہ صرف تک ہی رہے ہوتے ہیں' دھیان ان کا بھی کہیں اور ہوتا ہے (۷/۱۹۸)۔ سوچو کہ تم ایسے اندھوں کو کس طرح راستہ دکھا سکتے ہو جو عقل و بصیرت سے کام نہ لیں؟

۴۴ (حالت ان کی یہ ہے۔ لیکن جب یہ تباہی اور بربادی کے عذاب میں گرفتار ہوں گے تو کہیں گے کہ ہم پر یہ ظلم کیوں؟ ہم تو اس جماعت کے ساتھ تھے۔ ان کی محفلوں میں بیٹھتے تھے اور ان کی باتیں سنا کرتے تھے!)۔ یقین رکھو! خدا کسی پر ظلم و زیادتی نہیں کرتا۔ لوگ خود اپنے آپ پر زیادتی کرتے ہیں' (اور اس کا نتیجہ بھگتتے ہیں)۔

۴۵ جس وقت اللہ انہیں (میدانِ جنگ میں) اکٹھا کرے گا (تاکہ یہ اپنی غلط روش کا نتیجہ اپنے سامنے دیکھ لیں تو) اس وقت انہیں احساس ہوگا کہ یہ تمام مُدّت' جس میں وہ اپنی دولت اور قوت کے نشے میں بدمست رہے' اتنی سی تھی جیسے دن میں ایک گھڑی۔ اُس دن' آمنے سامنے کے لشکر ایک دوسرے کو پہچانیں گے۔ اور جو لوگ' آج اس بات کو تسلیم نہیں کرتے کہ انہیں کبھی قانونِ خداوندی کا سامنا کرنا ہوگا' اُس وقت سخت نقصان میں رہیں گے۔ اس لئے کہ انہوں نے صحیح راستہ اختیار نہیں کیا تھا۔[لہ]

۴۶ (تمہارے دل میں' اے رسول! یہ خیال پیدا ہوگا کہ فریقین میں یہ فیصلہ کن گھڑی کب آئے گی۔ تو) ہوسکتا ہے کہ' جن تباہیوں کی بابت ہم انہیں متنبہ کر رہے ہیں' ان میں سے کچھ تمہاری زندگی میں سامنے آجائیں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ ان کے ظہور سے پہلے ہی تمہارا وقت

لہ اس کیفیت کا تعلق مرنے کے بعد کی زندگی سے بھی ہوسکتا ہے' لیکن ہم نے' اس کے بعد کی آیات کے پیشِ نظر' اس مفہوم کو ترجیح دی ہے۔

وَلِكُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولٌ ۖ فَإِذَا جَاءَ رَسُولُهُمْ قُضِيَ بَيْنَهُم بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ ﴿٤٧﴾ وَيَقُو
لُونَ مَتَىٰ هَٰذَا الْوَعْدُ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٨﴾ قُل لَّا أَمْلِكُ لِنَفْسِي ضَرًّا وَلَا نَفْعًا إِلَّا مَا
شَاءَ اللَّهُ ۗ لِكُلِّ أُمَّةٍ أَجَلٌ ۚ إِذَا جَاءَ أَجَلُهُمْ فَلَا يَسْتَأْخِرُونَ سَاعَةً ۖ وَلَا يَسْتَقْدِمُونَ ﴿٤٩﴾ قُلْ أَرَأَيْتُمْ
إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُهُ بَيَاتًا أَوْ نَهَارًا مَّاذَا يَسْتَعْجِلُ مِنْهُ الْمُجْرِمُونَ ﴿٥٠﴾

پورا ہو جائے (اس لئے کہ اس کا تعلق ہمارے قانونِ مکافات اور قانونِ مہلت سے ہے۔ کسی فرد کی عمر سے اسکا تعلق نہیں)۔ لیکن اس کا یقین رکھو کہ 'زود یا بدیر' ان سب کو لوٹ کر ہمارے قانونِ مکافات کے سامنے ضرور آنا ہے۔ —— اُس قانون کے سامنے جو ان کے ہر عمل کو اپنی نگاہ میں رکھے ہوئے ہے —— یہ اس سے بچ نہیں سکتے۔ (۱۳/۴۰ ؛ ۲۳/۹۵ ؛ ۴۳/۴۲)۔

۴۷ ہمارے قانونِ مکافات کا یہ انداز شروع سے چلا آ رہا ہے کہ ہر قوم کی طرف ہمارا پیغامبر آتا ہے۔ اور اس کے آنے پر تمام معاملات کا فیصلہ عدل و انصاف کی رو سے کر دیا جاتا ہے، اور ان پر کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوتی۔

۴۸ خود یہ لوگ بھی تجھ سے پوچھتے ہیں، کہ اگر تم اپنی ان باتوں میں سچے ہو تو بتاؤ کہ وہ تباہی، جس کی تم ہمیں دھمکی دیتے رہتے ہو، کب آئے گی؟

۴۹ ان سے کہو کہ (اس تباہی کا لے آنا میرے اختیار کی بات نہیں۔ وہ خدا کے قانونِ مکافات عمل کے مطابق واقع ہو گی۔ میری حالت تو یہ ہے کہ) میں خود اپنی ذات کے لئے بھی کسی نفع یا نقصان کی قدرت نہیں رکھتا۔ یہ بھی خدا کے قانونِ مشیّت کے مطابق ہوتا ہے۔ لیکن میں اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اُس قانون کے مطابق 'ہر قوم کے اعمال کے ظہورِ نتائج کی ایک میعاد ہوتی ہے۔ جب وہ وقت آ جاتا ہے تو پھر وہ نہ ایک ثانیہ پیچھے رہ سکتی ہے' نہ آگے بڑھ سکتی ہے (۱۳/۳۸-۴۰ ؛ ۲۳/۴۳)۔

۵۰ ان سے کہو کہ (اس بات کو چھوڑو کہ تمہاری تباہی کا وقت کب آئے گا۔ مجھے یہ بتاؤ کہ) اگر اس کا عذاب تم پر رات کے وقت آ جائے 'یا دن کے وقت تمہیں گھیر لے (تو تمہارے پاس اس سے بچنے کی کیا صورت ہے؟)۔

(جب حالت یہ ہے کہ ان کے پاس اس سے بچنے کی کوئی صورت نہیں تو پھر) وہ کیا بات ہے جس کے لئے 'یہ مجرمین' اس قدر جلدی مچا رہے ہیں؟ (کیا اس وقت انہوں نے' اس سے

اَثُمَّ اِذَا مَا وَقَعَ اٰمَنْتُمْ بِهٖ ؕ آٰلْئٰنَ وَقَدْ كُنْتُمْ بِهٖ تَسْتَعْجِلُوْنَ ﴿۵۱﴾ ثُمَّ قِيْلَ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ
الْخُلْدِ ۚ هَلْ تُجْزَوْنَ اِلَّا بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿۵۲﴾ وَيَسْتَنْۢبِئُوْنَكَ اَحَقٌّ هُوَ ؕ قُلْ اِيْ وَرَبِّيْٓ اِنَّهٗ لَحَقٌّ ؕۚ وَمَآ اَنْتُمْ
بِمُعْجِزِيْنَ ﴿۵۳﴾ وَلَوْ اَنَّ لِكُلِّ نَفْسٍ ظَلَمَتْ مَا فِي الْاَرْضِ لَافْتَدَتْ بِهٖ ؕ وَاَسَرُّوا النَّدَامَةَ لَمَّا رَاَوُا الْعَذَابَ ۚ وَ (۵ ع ۱۳ ۱۰)
قُضِيَ بَيْنَهُمْ بِالْقِسْطِ وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۵۴﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ اَلَآ اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ
حَقٌّ وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۵۵﴾

حفاظت کی کوئی تدبیر سوچ رکھی ہے جو بعد میں بیکار ہو جائے گی ؟)۔

۵۱ یا تم اس کا انتظار کر رہے ہو کہ وہ تباہی تمہارے سامنے آجائے تو اسے دیکھ کر تم ایمان لاؤ! (لیکن اُس وقت ایمان لانے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ اس وقت تو تم سے صرف اتنا کہا جائیگا کہ) یہی وہ تباہی ہے جس کے لئے تم اتنی جلدی مچایا کرتے تھے۔ (اُس وقت تمہارے ایمان لانے سے وہ تباہی ٹل نہیں جائے گی۔ اس لئے کہ جب اعمال کے نتائج کے ظہور کا وقت آجاتا ہے تو پھر وہ نتائج پیچھے نہیں لوٹا کرتے)۔

۵۲ اُس وقت ان لوگوں سے، جو ظلم و زیادتی کیا کرتے تھے، کہا جائے گا کہ اب اس ہمیشہ رہنے والے عذاب کا مزہ چکھو۔ یہ سب تمہارے اپنے ہی اعمال کا نتیجہ ہے۔

۵۳ یہ لوگ، تجھ سے (بار بار) پوچھتے ہیں کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو، کیا یہ واقعی سچ ہے؟ ان سے کہو کہ ہاں! میرا خدا اس پر شاہد ہے کہ یہ بالکل سچ ہے۔ یہ واقع ہو کر رہے گا۔ تم قانونِ خداوندی کو بے بس نہیں کر سکتے کہ جو کچھ اس کی رُو سے ہونا ہے، وہ نہ ہو سکے۔

۵۴ پھر، یہی نہیں کہ اس تباہی کا آنا ہی یقینی ہے۔ وہ محکم گیر ایسی ہے کہ جس ظالم اور سرکش پر وہ آئے گی، اگر وہ چاہے کہ تمام دنیا کی دولت دے کر بھی اس سے چھٹکارا حاصل کر لے تو ایسا نہیں ہو سکے گا۔ ایسے لوگ جب اس تباہی کو دیکھیں گے تو اپنی ندامت کو چھپانے کی کوشش کریں گے۔ بہرحال، ان کے معاملہ کا فیصلہ بالکل حق و انصاف کے ساتھ کیا جائیگا۔ اور ان پر ذرا بھی زیادتی نہیں ہوگی۔

۵۵ (یہ لوگ، خدا کے قانونِ مکافات کو بے بس کس طرح کر سکیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب پر اقتدار و اختیار خدا ہی کا ہے۔ اس لئے جس بات کے متعلق خدا نے کہہ دیا کہ وہ ایسے ہوگی، وہ ویسے ہو کر رہے گی۔ لیکن اکثر لوگ علم و

هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۵۶﴾ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَشِفَآءٌ لِّمَا فِي
الصُّدُوْرِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۷﴾ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ۭ هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا
يَجْمَعُوْنَ ﴿۵۸﴾ قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ لَكُمْ مِّنْ رِّزْقٍ فَجَعَلْتُمْ مِّنْهُ حَرَامًا وَّحَلٰلًا ۭ قُلْ آٰللّٰهُ اَذِنَ
لَكُمْ اَمْ عَلَى اللّٰهِ تَفْتَرُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَمَا ظَنُّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى
النَّاسِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا يَشْكُرُوْنَ ﴿۶۰﴾

۶ ع ۱۱

بصیرت سے کام نہیں لیتے (اور اس خیال میں مگن رہتے ہیں کہ انہیں کوئی پوچھنے والا ہی نہیں)۔

۵۶ وہ قانونِ مکافات کہ (افراد اور اقوام کی) زندگی اور موت جیسا انقلاب عظیم بھی اسی کے مطابق واقع ہوتا ہے، اور تمہارے تمام اعمال بھی اسی کی طرف لوٹ کر آتے ہیں —— اُس کے حیطۂ اقتدار سے باہر جا ہی نہیں سکتے۔ (سوچو کہ وہ قانون خداوندی کس قدر لاانتہا قوتوں کا مالک ہے)۔

۵۷ وہی قانون ہے جواب اے نوعِ انسان! تمہارے نشو و نما دینے والے کی طرف سے، اس ضابطۂ ہدایت کی شکل میں تمہارے پاس آگیا ہے۔ اس میں، ہر اس کشمکش کا علاج ہے جو تمہارے دل کو وقفِ اضطراب رکھتی ہے۔ جو، ہر اس قوم کی، جو اسے اپنا ضابطۂ حیات تسلیم کر لیتی ہے، کامیابیوں کی راہ کی طرف راہ نمائی کر دیتا ہے، اور انہیں سامانِ نشو و نما سے بہرہ یاب کر دیتا ہے۔

۵۸ ان سے کہو کہ اس قسم کے ضابطۂ ہدایت کا مل جانا خدا کے فضل و رحمت سے ہے تم کسی قیمت پر بھی اسے حاصل نہیں کر سکتے تھے۔ لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ تم اس کے ملنے پر جشنِ مسرت مناؤ۔ یہ ہر اس شے سے بہتر ہے جسے تم جمع کرتے رہتے ہو۔ یعنی زندگی کی ہر متاع سے زیادہ گراں بہا اور عزیز تر۔

۵۹ ان سے پوچھو کہ کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ اللہ نے تمہارے لئے جو سامانِ رزق پیدا کیا ہے، تم اس میں سے 'خود ہی' (اپنے معتقدات کے مطابق) کسی کو حلال قرار دیدیتے ہو کسی کو حرام۔ ان سے پوچھو کہ کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دے رکھی ہے (کہ تم خود ہی حرام و حلال کے فیصلے کرنے لگ جاؤ؟) حقیقت یہ ہے کہ تم اپنے آپ ہی کچھ فیصلے کر لیتے ہو اور پھر انہیں شریعت کا نام دے کر، خدا کی طرف منسوب کر دیتے ہو۔ یہ بہت بڑا افترا ہے۔

۶۰ جن لوگوں کی جرأت اور بیباکی کا یہ عالم ہے کہ خود ہی کچھ فیصلے کر لیتے ہیں اور پھر انہیں

وَمَا تَكُونُ فِي شَأْنٍ وَّمَا تَتْلُوا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ
تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ ؕ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ
ذٰلِكَ وَلَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶۱﴾ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴿۶۲﴾ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ﴿۶۳﴾

خدا کی طرف منسوب کر کے (دین کے نام سے نافذ کر دیتے ہیں) - ان سے پوچھو کہ انہوں نے بالآخر قیامت کے متعلق کیا سمجھ رکھا ہے؟ (کیا ان کا یہ خیال ہے کہ یہ جو جی میں آئے کرتے رہیں' انہیں کوئی پوچھنے والا ہی نہیں؟ کیا انہوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ان کی یہی ڈگر ہمیشہ کے لئے قائم رہے گی اور کوئی ایسا انقلاب نہیں آئیگا جس سے ان کی زندگی کا نقشہ بدل جائے؟ اصل یہ ہے کہ ان کی یہ خود فریبی خدا کے قانون مہلت کی وجہ سے ہے جس کی رُو سے' اعمال کے نتائج ایک وقت کے بعد جا کر برآمد ہوتے ہیں- اس سے یہ لوگ خیال کر لیتے ہیں کہ مکافات عمل کا کوئی قانون ہی نہیں- حالانکہ اگر یہ غور کرتے تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ مُہلت کا قانون) خدا کی طرف سے نوعِ انسان پر خاص فضل ہے (کیونکہ اس سے' تباہی آنے سے پہلے' اُس سے بچ جانے کا امکان ہوتا ہے) لیکن مشکل یہ ہے کہ اکثر لوگ اس کی صحیح قدر نہیں پہچانتے-

۶۱ ورنہ ہمارے قانون مکافات کا تو یہ عالم ہے کہ (اے رسول!) تم جس حال میں بھی ہو- اور قرآن کا کوئی سا حصّہ بھی ان کے سامنے پیش کر رہے ہو- اور (اے لوگو!) تم جو کام بھی کرو —— خواہ تم اس میں اس قدر منہمک ہو کہ تمہیں اس کا احساس تک بھی نہ رہے کہ تم پر کس کی نگاہ ہے لیکن —— ہماری نگاہ برابر تم پر ہوتی ہے- زمین و آسمان میں ایک ذرّہ برابر بھی کوئی شے نہیں جو تیرے نشو ونما دینے والے کی نگاہوں سے چھپی رہے —— ذرّہ کے برابر' یا اس سے چھوٹی یا بڑی' کوئی چیز ہو' سب خدا کے قانون مکافات' اور لوحِ علم کے واضح نوشتوں میں محفوظ رہتا ہے-

۶۲ یاد رکھو! جو لوگ' قوانین خداوندی کی اطاعت سے' نظامِ خداوندی کے قیام کیلئے' اللہ کے رفیق (اولیاء اللہ) بن جاتے ہیں' انہیں نہ کسی خارجی قوت کا خوف رہتا ہے' نہ داخلی کشمکش سے اندوہناکی- (۲/۳۸)-

۶۳ ان لوگوں (اولیاء اللہ) کا کوئی الگ گروہ نہیں ہوتا- یہ وہی لوگ ہیں' جو خدا کے

لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۭ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۭ ذٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ﴿۶۴﴾ وَلَا
يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ ۘ اِنَّ الْعِزَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۭ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۶۵﴾ اَلَآ اِنَّ لِلّٰهِ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَ
مَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُرَكَاۗءَ ۭ اِنْ يَّتَّبِعُوْنَ اِلَّا الظَّنَّ وَاِنْ هُمْ
اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۶۶﴾

قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے مطابق زندگی بسر کرتے ہیں۔ (یعنی مومنین او متقین ہی کو اولیاء اللہ کہا جاتا ہے)۔

۶۴ ان کے لئے، دنیا کی زندگی میں بھی ہر قسم کی خوشگواریاں اور سرفرازیاں ہیں اور آخرت کی زندگی میں بھی شادابیاں اور کامرانیاں۔ (یعنی یہ نہیں کہ یہ لوگ، دنیا میں محتاجی اور فقیری کی زندگی بسر کرتے ہیں اور مادی اشیاء سے نفرت اور قطع تعلق سے "روحانی ترقی" اور عاقبت سنوارنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ یہ خانقاہیت کا مسلک ہے جسے قرآنی نظام سے کوئی تعلق نہیں ہے)۔ یہ خدا کا قانون ہے (کہ ان کی دنیا اور آخرت، دونوں کی زندگی، نہایت کامیاب اور تابناک ہوگی) اور خدا کا قانون کبھی بدلا نہیں کرتا۔

یہ بہت بڑی کامیابی ہے جو ان کے حصے میں آتی ہے۔ (یعنی حال اور مستقبل دونوں کی خوشگواریاں)۔

۶۵ لہٰذا، اے رسول! تم ان مخالفین کی باتوں سے دل گرفتہ مت ہو۔ (یہ کونسی قوتوں کے مالک ہیں جو تم پر غالب آجائیں گے اور تمہارے دین کو شکست دیدیں گے؟)۔ حقیقت یہ ہے کہ قوت و اقتدار تمام کا تمام خدا ہی کو حاصل ہے اور اسی کے قوانین کی متابعت سے ملتا ہے۔ وہ خدا جو سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔

۶۶ کیا تم نہیں دیکھتے کہ کائنات کا یہ عظیم القدر اور محیّر العقول، سلسلہ، کس طرح اس کے قوانین کے مطابق سرگرم عمل ہے۔ (تم خدا کے اقتدار کا اندازہ اسی ایک بات سے لگاؤ۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے جس کی شہادت، علم و بصیرت کی بارگاہ سے مل سکتی ہے)۔ لیکن جو لوگ، اس اقتدار میں خدا کے ساتھ، اوروں کو بھی شریک کر لیتے ہیں، کیا وہ علم و بصیرت کا اتباع کرتے ہیں؟ بالکل نہیں۔ وہ صرف وہم و گمان کے پیچھے چلتے ہیں اور محض قیاس آرائیاں کرتے رہتے ہیں۔

هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الَّیْلَ لِتَسْکُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّسْمَعُوْنَ ﴿٦٧﴾
قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا سُبْحٰنَهٗ ؕ هُوَ الْغَنِیُّ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ اِنْ عِنْدَکُمْ مِّنْ سُلْطٰنٍۭ
بِهٰذَا ؕ اَتَقُوْلُوْنَ عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰهِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ﴿٦٩﴾ؕ
مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُهُمْ ثُمَّ نُذِیْقُهُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ ﴿٧٠﴾

(۷ ع ۱۲)

۶۷ (یہ لوگ‘ اگر علم و بصیرت کی رُو سے نظام کائنات کے صرف ایک گوشے پر ہی غور کرتے تو قانون خداوندی کی عظمت ان کے سامنے آجاتی - یہ دیکھتے کہ اس نے ‘چاند‘ سورج جیسے عظیم الجثہ اجرامِ سماوی کو یوں اپنے اقتدار کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے کہ وہ برابر مصروفِ گردش ہیں- ان کی گردش سے) کبھی رات آجاتی ہے جس میں تم آرام کرتے ہو- پھر دن نکل آتا ہے جس کی روشنی میں تم اپنا کاروبار کرتے ہو- اس میں ان لوگوں کے لئے جو فی الحقیقت بات کو سُنتے (اور سمجھتے) ہیں‘ (قانون خداوندی کی ہمہ گیری اور محکمیت کی) بڑی بڑی نشانیاں ہیں-

۶۸ انہی میں وہ لوگ بھی ہیں جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ خدا کا ایک بیٹا بھی ہے (جو اسکے کاروبار میں اس کی مدد کرتا ہے)- ان سے کہو کہ خدا اس سے بہت بلند ہے کہ اسے اپنی مدد کے لئے اولاد کی احتیاج ہو- وہ کسی کی مدد کا محتاج نہیں- کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے‘ سب اس کے مقرر کردہ پروگرام کی تکمیل کے لئے مصروفِ عمل ہے- (جو خدا ایسی عظیم قوتوں کا مالک ہو‘ اسے کسی کی مدد کی کیا ضرورت ہو سکتی ہے؟) ان سے پوچھو کہ کیا تمہارے پاس اس عقیدہ کی تائید میں کوئی سند اور دلیل بھی ہے‘ یا تم خدا کی طرف یونہی ایسی باتیں منسوب کرتے رہتے ہو‘ جن کا تمہیں کچھ علم نہیں!

۶۹ ان سے کہدو کہ جو لوگ اپنے ذہن کے تراشیدہ عقائد کو‘ ناحق خدا کی طرف منسوب کرتے ہیں‘ وہ کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے (جوں جوں دنیا میں علم کی روشنی پھیلتی جائیگی اس قسم کے توہم پرستانہ معتقدات‘ باطل قرار پاتے جائیں گے)-

۷۰ اس قسم کی خانہ ساز باطل پرستی سے (مذہبی پیشوائیت کو) کچھ دُنیاوی مفاد تو حاصل ہو جاتے ہیں‘ لیکن آخر کار‘ ان تمام امور کا فیصلہ ہمارے قانون کی رُو سے ہوگا- اُس وقت ان لوگوں کو‘ اپنی منکرانہ جدوجہد‘ اور توہم پرستانہ عقائد کے سخت تباہ کن نتائج بھگتنے پڑیں گے-

وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَاَ نُوْحٍ ۘ اِذْ قَالَ لِقَوْمِهٖ يٰقَوْمِ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكُمْ مَّقَامِيْ وَتَذْكِيْرِيْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَعَلَى
اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَشُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَلَا
تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ فَاِنْ تَوَلَّيْتُمْ فَمَا سَاَلْتُكُمْ مِّنْ اَجْرٍ ؕ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ ۙ وَاُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ
مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ ﴿۷۲﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَنَجَّيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَجَعَلْنٰهُمْ خَلٰٓئِفَ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا
بِاٰيٰتِنَا ۚ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُنْذَرِيْنَ ﴿۷۳﴾

---

۷۱ (منکرانہ جدوجہد اور توہم پرستانہ عقائد کس قسم کے نتائج مرتب کیا کرتے ہیں، اس کے لئے ان کے سامنے اقوام گذشتہ کی سرگذشت لاؤ۔ سب سے پہلے) انہیں قوم نوح کی داستان سناؤ۔ جب نوح نے اپنی قوم سے کہا اگر میرا یہاں ٹھیرنا اور تمہیں قوانین خداوندی سے آگاہ کرنا، تم پر ایسا ہی شاق گزرتا ہے (تو گذرے میں تمہاری خاطر اپنے اس اہم فریضہ سے باز نہیں رہ سکتا۔ میں تمہاری مخالفت کی کچھ پرواہ نہیں کرتا)۔ تم میرے خلاف جو کچھ کرنا چاہتے ہو اس میں اپنا پورا زور لگا لو اور، اس کے لئے، اپنے حمایتیوں کو بھی بلالو۔ اور اسے اچھی طرح دیکھ بھال لو کہ میری مخالفت کا کوئی پہلو تمہاری نظروں سے اوجھل نہ رہ جائے۔ اور تم نے جو کچھ کرنا ہے کر گزرو۔ اور مجھے قطعاً مہلت نہ دو۔ میرا بھروسہ خدا پر ہے۔ (اگر میں اس کے قوانین کے مطابق چلونگا تو وہ مجھے کبھی ناکام نہیں رہنے دیگا)۔

۷۲ اور اگر تم اس مخالفت سے باز آجاؤ (اور حق کی راہ اختیار کرلو تو اس میں تمہارا ہی بھلا ہے)۔ میں اس کے لئے تم سے کوئی معاوضہ نہیں مانگتا۔ میرا معاوضہ، میرا خدا، مجھے خود عطا کردے گا ——— وہ خدا جس نے مجھ سے کہا ہے کہ میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں جو اس کے قوانین واحکام کے سامنے اپنا سر تسلیم خم کرتے ہیں۔ (اور دوسروں سے بھی کہوں کہ وہ بھی ایسا ہی کریں)۔

۷۳ (اس نے یہ کچھ اپنی قوم سے واضح طور پر کہہ دیا) لیکن انہوں نے اسے جھٹلایا (اور اس کی مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے تو) ہم نے اسے، اور اس کے ساتھیوں کو جو کشتی میں سوار تھے، طوفان سے بچا لیا، اور انہیں، ان کے مخالفین کا جانشین بنا دیا۔ اور جن لوگوں نے ہمارے قوانین کی تکذیب کی تھی انہیں غرق کردیا۔
ان سے کہو کہ ذرا اس پر غور کرو کہ جن لوگوں کو ان کی غلط روش کے نتائج سے آگاہ

ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهٖ رُسُلًا اِلٰى قَوْمِهِمْ فَجَآءُوْهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَمَا كَانُوْا لِيُؤْمِنُوْا بِمَا كَذَّبُوْا بِهٖ
مِنْ قَبْلُ ؕ كَذٰلِكَ نَطْبَعُ عَلٰى قُلُوْبِ الْمُعْتَدِيْنَ ﴿۷۴﴾ ثُمَّ بَعَثْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ مُّوْسٰى وَهٰرُوْنَ اِلٰى
فِرْعَوْنَ وَمَلَا۟ئِهٖ بِاٰيٰتِنَا فَاسْتَكْبَرُوْا وَكَانُوْا قَوْمًا مُّجْرِمِيْنَ ﴿۷۵﴾ فَلَمَّا جَآءَهُمُ الْحَقُّ مِنْ عِنْدِنَا قَالُوْۤا
اِنَّ هٰذَا لَسِحْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۷۶﴾ قَالَ مُوْسٰۤى اَتَقُوْلُوْنَ لِلْحَقِّ لَمَّا جَآءَكُمْ ؕ اَسِحْرٌ هٰذَا ؕ وَلَا يُفْلِحُ
السّٰحِرُوْنَ ﴿۷۷﴾ قَالُوْۤا اَجِئْتَنَا لِتَلْفِتَنَا عَمَّا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا وَتَكُوْنَ لَكُمَا الْكِبْرِيَآءُ فِى الْاَرْضِ ؕ

کیا گیا تھا جب انہوں نے اس تنذیر پر کان نہ دھرا' تو ان کا انجام کیا ہوا؟

۷۴ نوحؑ کے بعد بھی ہم نے' اسی طرح' مختلف اقوام کی طرف رسول بھیجے۔ وہ ان کے پاس واضح قوانین اور روشن دلائل لے کر آئے۔ لیکن ان کی حالت یہ تھی کہ وہ ان کے پیغام کو اچھی طرح سننے سے پہلے ہی اسے جھٹلا دیتے' اور جس بات کو یوں جھٹلا دیتے' پھر اپنی بات کی پچ میں اسے کبھی قبول نہ کرتے' خواہ ان کے سامنے کتنی دلیلیں کیوں نہ لائی جائیں۔ جو لوگ اپنی ضد اور ہٹ میں اس قدر حدود فراموش ہو جائیں ان میں سمجھنے سوچنے کی صلاحیت ہی باقی نہیں رہا کرتی (۲/۷)۔

۷۵ ان اقوام کے بعد' ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو' اپنے قوانین دے کر' فرعون اور اس کے سرداروں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے بھی ان قوانین سے سرکشی اختیار کی' اس لئے کہ وہ ایک ایسی پارٹی بن چکے تھے جس کا شیوہ یہ تھا کہ وہ کمزوروں پر ظلم و زیادتی کریں اور ان کی محنت کے ماحصل کو لوٹ کھسوٹ کرلے جائیں' (وہ حق و انصاف کی بات پر کس طرح کان دھرتے؟)

۷۶ چنانچہ جب ان کے سامنے ہمارا وہ نظام پیش کیا گیا جو سرتاسر حق و صداقت پر مبنی تھا' تو انہوں نے یہ کہہ کر اس سے انکار کر دیا' کہ یہ کھلا ہوا جھوٹ اور باطل ہے۔

۷۷ موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ کیا تم اس حق کے متعلق جو تمہارے سامنے اس طرح پیش کیا جا رہا ہے' یہ کہتے ہو کہ وہ جھوٹ اور باطل ہے۔ یاد رکھو! جن لوگوں کے دعوے جھوٹ اور باطل پر مبنی ہوتے ہیں' وہ کبھی کامیابی کا منہ نہیں دیکھا کرتے۔ (اور تم دیکھ لو گے کہ میں اپنے مشن میں کس طرح کامیاب ہوتا ہوں)۔

۷۸ (جو قانون خداوندی موسیٰؑ نے پیش کیا تھا' وہ لوگ' علم و براہین کی بنا پر تو اس کی تردید کر نہیں سکتے تھے' اس لئے انہوں نے وہی روش اختیار کی جو باطل پرستوں کے ہاں

وَمَا نَحْنُ لَكُمَا بِمُؤْمِنِينَ ﴿٧٨﴾ وَقَالَ فِرْعَوْنُ ائْتُونِي بِكُلِّ سٰحِرٍ عَلِيمٍ ﴿٧٩﴾ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالَ
لَهُمْ مُوسَىٰ أَلْقُوا مَا أَنْتُمْ مُلْقُونَ ﴿٨٠﴾ فَلَمَّا أَلْقَوْا قَالَ مُوسَىٰ مَا جِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ۖ إِنَّ اللَّهَ سَيُبْطِلُهُ ۖ
إِنَّ اللَّهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِينَ ﴿٨١﴾ وَيُحِقُّ اللَّهُ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ﴿٨٢﴾ فَمَا آمَنَ لِمُوسَىٰ (۸ ۱۲ ۱۳)
إِلَّا ذُرِّيَّةٌ مِنْ قَوْمِهِ عَلَىٰ خَوْفٍ مِنْ فِرْعَوْنَ وَمَلَئِهِمْ أَنْ يَفْتِنَهُمْ ۚ وَإِنَّ فِرْعَوْنَ لَعَالٍ فِي الْأَرْضِ ۖ
وَإِنَّهُ لَمِنَ الْمُسْرِفِينَ ﴿٨٣﴾

شروع سے چلی آرہی ہے)۔ انہوں نے کہا کہ کیا تم ہمارے پاس اس لئے آئے ہو کہ ہمیں اس مسلک سے برگشتہ کر دو جو ہمارے آباء و اجداد سے متوارث چلا آرہا ہے؟ اور اس طرح ہمارے اقتدار کو ختم کر کے، مملکت کا اقتدار اپنے ہاتھ میں لے لو! (ہم تمہاری چالوں کو خوب سمجھتے ہیں اس لئے) ہم تمہاری کوئی بات ماننے کے نہیں۔

۷۹ فرعون نے حکم دیا کہ مملکت میں جس قدر سحرکار، مذہبی پیشوا ہیں انہیں ہمارے حضور پیش کرو[۱]۔

۸۰ چنانچہ جب وہ باطل پرست مذہبی پیشوا آگئے تو موسیٰؑ نے ان سے کہا کہ تم جو کچھ پیش کرنا چاہتے ہو، پیش کرو۔

۸۱ جب انہوں نے اپنے دعاوی اور دلائل کو پیش کر دیا، تو موسیٰؑ نے کہا کہ جو کچھ تم نے پیش کیا ہے وہ یکسر باطل اور فریب پر مبنی ہے۔ (اس کی حقیقت کچھ نہیں) اسے اللہ عنقریب ملیا میٹ کر دے گا۔ اسلئے کہ تمہارے اس باطل مذہب اور نظام کا منشاء انسانیت میں فساد برپا کرنا ہے۔ اور خدا کا قانون یہ ہے کہ فسادِ آدمیت پیدا کرنے والوں کے کام کبھی سنورا نہیں کرتے۔

۸۲ لہذا، تم دیکھ لوگے کہ اللہ اپنے قانونِ محکم کے ذریعے، کس طرح (تمہارے فساد برپا کرنے والے نظام کے مقابلہ میں)، تعمیری نتائج پیدا کرنے والے نظام حق و انصاف کو محکم طور پر قائم کرتا ہے، خواہ اس کا ثبات و قیام، اس پارٹی پر کتنا ہی گراں کیوں نہ گزرے جس نے ظلم و ستم پر کمر باندھ رکھی ہے۔

۸۳ (موسیٰؑ نے دلائل و براہین سے قوم فرعون کو قائل کر دیا کہ وہ حق پر نہیں) لیکن اس پر

---

[۱] ان امور کی تفصیل (۱۲۴ ـــ ۱۱۱ ⁷) میں گزر چکی ہے۔

وَقَالَ مُوسٰى يٰقَوْمِ اِنْ كُنْتُمْ اٰمَنْتُمْ بِاللّٰهِ فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا اِنْ كُنْتُمْ مُّسْلِمِيْنَ ﴿۸۴﴾ فَقَالُوْا عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا
رَبَّنَا لَا تَجْعَلْنَا فِتْنَةً لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۸۵﴾ وَنَجِّنَا بِرَحْمَتِكَ مِنَ الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۸۶﴾ وَاَوْحَيْنَآ اِلٰى
مُوسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّاٰ لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ ۭ وَبَشِّرِ الْمُؤْ
مِنِيْنَ ﴿۸۷﴾ وَقَالَ مُوسٰى رَبَّنَآ اِنَّكَ اٰتَيْتَ فِرْعَوْنَ وَمَلَاَهٗ زِيْنَةً وَّاَمْوَالًا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۙ رَبَّنَا

سوائے اس کی اپنی قوم کے چند نوجوانوں کے کوئی ایمان نہ لایا۔ اس لئے کہ وہ لوگ ڈرتے تھے کہ فرعون اور اس کی قوم کے اکابرین انہیں کسی مصیبت میں نہ ڈال دیں۔ فرعون اپنی مملکت میں بڑا ہی سرکش اور مستبد تھا (اور جو لوگ اس کے مخالفین کے ساتھ جا ملیں ان سے انتقام لینے میں) کسی حد پر رکنے والا نہیں تھا۔

۸۴ موسیٰؑ نے اپنی قوم سے کہا کہ جب تم قوانین خداوندی کی صداقت پر ایمان لا چکے ہو تو (پھر کسی سے نہ ڈرو۔ تم) ان قوانین کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ رکھو۔ یہی ایک طریق ہے جس سے تم تمام غیر خداوندی قوانین سے منہ موڑ کر ان قوانین کی اطاعت کر سکو گے۔

۸۵ انہوں نے کہا کہ (آپ مطمئن رہیئے) ہم ان قوانین پر پورا پورا بھروسہ رکھیں گے۔ پھر انہوں نے اپنے نشو و نما دینے والے (خدا) کے حضور اپنی یہ آرزو پیش کی کہ تو ہمیں اس سے محفوظ رکھ کہ ہم فریق مخالف کے جور و ستم کا تختۂ مشق بن جائیں۔

۸۶ تو ہمیں اپنی رحمت سے ان لوگوں کے پنجۂ استبداد سے نجات دلا جو قانون حق و انصاف سے سرکشی برت رہے ہیں۔

۸۷ (اس کے بعد اس نظام کے لئے عملی اقدام کا آغاز کر دیا گیا)۔ اس کے لئے ہم نے موسیٰؑ اور ہارونؑ سے کہا کہ سردست مصر میں جس جگہ تمہاری قوم ہے وہیں ان کی ذہنی اور قلبی تربیت شروع کر دو۔ (فرعون اس کی اجازت نہیں دے گا کہ تم اپنی پارٹی کے لئے کوئی تربیتی مرکز بناؤ جہاں ان کے اجتماعات ہوا کریں۔ اس لئے) تم فی الحال اپنی جماعت کے ممبروں کے گھروں کے اندر ہی یہ سلسلہ شروع کر دو اور اس طرح اس نظام صلوٰۃ کی ابتدا کر دو (جسے آخر الامر تمام معاشرہ کو محیط ہو جانا ہے)۔ اور اپنی جماعت کو اس نظام کے نتائج و ثمرات کی خوشخبری دیتے رہو (تاکہ ان کی ہمتیں تازہ اور حوصلے بلند رہیں)۔

۸۸ موسیٰؑ نے کہا (کہ میں یہ سب کچھ کروں گا لیکن میری قوم کے لوگوں کے دل میں رہ رہ کر

لِيُضِلُّوا عَنْ سَبِيلِكَ ۚ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلَىٰ أَمْوَالِهِمْ وَاشْدُدْ عَلَىٰ قُلُوبِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوا حَتَّىٰ يَرَوُا الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٨٨﴾ قَالَ قَدْ أُجِيبَت دَّعْوَتُكُمَا فَاسْتَقِيمَا وَلَا تَتَّبِعَانِّ سَبِيلَ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٨٩﴾ وَجَاوَزْنَا بِبَنِي إِسْرَائِيلَ الْبَحْرَ فَأَتْبَعَهُمْ فِرْعَوْنُ وَجُنُودُهُ بَغْيًا وَعَدْوًا ۖ حَتَّىٰ إِذَا أَدْرَكَهُ الْغَرَقُ قَالَ آمَنتُ أَنَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا الَّذِي آمَنَتْ بِهِ بَنُو إِسْرَائِيلَ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٩٠﴾

یہ سوال اٹھتا ہے کہ جب خدا کا قانون یہ ہے کہ ظلم و استبداد پر مبنی نظام کبھی ثمربار نہیں ہو سکتا تو یہ کیوں ہے کہ) فرعون اور اس کے سرداروں کو زینت و آرائش کا سامان، اور متاعِ زیست اس قدر فراوانی سے مل رہا ہے کہ اُس کے بل بوتے پر وہ لوگوں کو خدا کے راستے کی طرف آنے سے روکتے ہیں۔ اس لئے اے نظامِ ربوبیت کے مالک! تو ان کے مال و دولت کو تباہ کر دے، اور جس غل وہم سے یہ اس قسم کی انسانیت سوز تدابیر سوچتے ہیں، اسے سلب کر لے۔ اس لئے کہ یہ لوگ تیرے قوانین کی صداقت پر کبھی ایمان نہیں لائیں گے جب تک یہ اس قسم کے الم انگیز عذاب کو اپنی آنکھوں سے نہیں دیکھ لیں گے۔

۸۹ اس پر اللہ نے کہا کہ ہم نے تم دونوں بھائیوں کی دعا کو سن لیا ہے اور اسے قبول بھی کر لیا ہے (لیکن اس کا پورا ہونا خود تمہاری جدوجہد پر موقوف ہے۔ لہذا) تم اپنے پروگرام میں پوری ثابت قدمی دکھاؤ۔ اور (جلد بازی میں) ان لوگوں کا طریق نہ اختیار کر لو جو (ہمارے قوانین، اور ان کے نتیجہ خیز ہونے کے انداز سے) واقف نہیں ہوتے (اس لئے وہ جلدی نتائج پیدا کرنے کے لئے غلط تدبیریں اختیار کر لیتے ہیں)۔ (۲/۴۶ ؛ ۲/۴۲)۔

۹۰ (آخر الامر ہوا یہ کہ) ہم نے بنی اسرائیل کو (فرعون کی غلامی سے نجات دلائی اور انہیں) صحیح و سلامت دریا (یا سمندر) کے پار اتار دیا۔ فرعون اور اس کے لشکروں نے ان کا پیچھا کیا تا کہ انہیں پکڑ کر ان پر ظلم اور زیادتی کی جائے۔ (وہ قوت اور سرکشی کے نشے میں اس قدر بدمست ہو گئے کہ اسکا بھی اندازہ نہ لگایا کہ ہم غرق ہو جائیں گے۔ چنانچہ جب فرعون اپنے لشکر کے ساتھ خود غرق ہونے لگا (اور اس نے موت کو اپنے سامنے دیکھ لیا تو اس سے بچنے کے لئے) پکار اٹھا کہ میں اس کا اقرار کرتا ہوں کہ اس خدا کے سوا کسی کا اقتدار نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان رکھتے ہیں۔ الٰہ بس وہی ایک ہے۔ میں بھی ان میں سے ہو جانا چاہتا ہوں جو اس کے قوانین کے سامنے سرِ تسلیم خم کرتے ہیں۔

آٰلْـٰٔنَ وَقَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَكُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ ﴿۹۱﴾ فَالْيَوْمَ نُنَجِّيْكَ بِبَدَنِكَ لِتَكُوْنَ لِمَنْ خَلْفَكَ
اٰيَةً ؕ وَ اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰيٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ ﴿۹۲﴾ وَلَقَدْ بَوَّاْنَا بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ مُبَوَّاَ صِدْقٍ وَّ (۹ ع۱۰ ۱۴)
رَزَقْنٰهُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ۚ فَمَا اخْتَلَفُوْا حَتّٰى جَآءَهُمُ الْعِلْمُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ يَقْضِىْ بَيْنَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ فِيْمَا
كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ﴿۹۳﴾

۹۱ (اس پر وحیٔ خداوندی نے بزبانِ موسیٰؑ کہا کہ) تو ساری عمر حق و انصاف کی راہ سے سرکشی اختیار کئے رہا اور ملک میں فساد انگیزیاں کرتا رہا۔ (تجھ سے بار بار کہا جاتا رہا کہ اس روش کو چھوڑ دو' ورنہ تباہ ہو جاؤ گے۔ لیکن اس وقت تو نے ایک نہ مانی۔ اب جب موت سامنے کھڑی دکھائی دی تو) ایمان یاد آگیا۔ اب اس ایمان کا کچھ فائدہ نہیں۔ اس لئے کہ جو ایمان' ڈر اور خوف کی بنا پر لایا جائے' وہ ایمان کہلا ہی نہیں سکتا)۔

۹۲ اب تو تجھے غرق ہونا ہے۔ البتہ ہم ایسا کریں گے کہ تیری لاش کو سمندر کی موجوں سے محفوظ رکھ لیں' تاکہ وہ' ان لوگوں کے لئے جو تیرے بعد آنے والے ہیں' موجب عبرت ہو۔ اس لئے کہ اکثر لوگ ایسے ہیں جو ہمارے قانونِ مکافات کی غیر محسوس نشانیوں سے اثر پذیر نہیں ہوتے۔ (ان کے لئے اس قسم کی محسوس نشانیاں ہی موجب عبرت و موعظت ہو سکتی ہیں)۔

۹۳ (یہ تو تھا اس پروگرام کا منفیانہ پہلو۔ یعنی فرعون اور اس کے لشکر کی تباہی اور بنی اسرائیل کی ان کے پنجۂ استبداد سے رستگاری۔ اِس کا مثبت اور تعمیری پہلو یہ تھا کہ) ہم نے بنی اسرائیل کو ایسی جگہ متمکن کر دیا جہاں سامانِ زیست کی فراوانیاں تھیں۔ اور اس طرح انہیں خوشگوار اور باعزت رزق سے بہرہ یاب کر دیا۔ (ہم نے تو انہیں ان نعمتوں سے نوازا' لیکن ان کی حالت یہ رہی کہ ان کی طرف مختلف انبیاء کی وساطت سے وحی آتی رہی لیکن وہ ہمیشہ اس میں اختلافات پیدا کرتے رہے۔ اسی رَوش کے مطابق یہ اب اس وحی (قرآن) سے بھی اختلاف رکھتے ہیں)۔ سو جن امور میں یہ اختلاف کرتے ہیں ان کا فیصلہ (دلائل و براہین سے نہیں ہو سکے گا۔ اس لئے کہ یہ لوگ دلائل و براہین پر کان دھرنے کے لئے تیار ہی نہیں)۔ ان کا فیصلہ اس انقلاب عظیم کے وقت ہو گا جب ان کی تباہی تمہارے ہاتھوں سے آئے گی۔ ۵۹/۲۔ (اس وقت تاریخ اپنے آپ کو دہرائے گی اور جس طرح فرعون اور اس کے لشکروں کی تباہی' اِن کے سامنے ہوئی تھی' اِن کی تباہی تمہارے سامنے ہو گی۔

فَاِنْ كُنْتَ فِیْ شَكٍّ مِّمَّاۤ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكَ فَسْـَٔلِ الَّذِیْنَ یَقْرَءُوْنَ الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكَ ۚ لَقَدْ جَآءَكَ الْحَقُّ مِنْ
رَّبِّكَ فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِیْنَ ﴿۹۴﴾ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الَّذِیْنَ كَذَّبُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ فَتَكُوْنَ مِنَ
الْخٰسِرِیْنَ ﴿۹۵﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ حَقَّتْ عَلَیْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۹۶﴾ وَلَوْ جَآءَتْهُمْ كُلُّ اٰیَةٍ حَتّٰى یَرَوُا
الْعَذَابَ الْاَلِیْمَ ﴿۹۷﴾ فَلَوْ لَا كَانَتْ قَرْیَةٌ اٰمَنَتْ فَنَفَعَهَاۤ اِیْمَانُهَاۤ اِلَّا قَوْمَ یُوْنُسَ ۚ لَمَّاۤ اٰمَنُوْا كَشَفْنَا
عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْیِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَمَتَّعْنٰهُمْ اِلٰى حِیْنٍ ﴿۹۸﴾

اِس لئے کہ غلط رَوش کا نتیجہ ہمیشہ تباہی و بربادی ہوتا ہے' خواہ اس پر فرعون گامزن ہو یا بنی اسرائیل)۔

۹۴ اے قومِ مخاطب! اگر تمہیں اس حقیقت میں کسی قسم کا شک و شبہ ہو جو اس قرآن میں تمہاری طرف نازل کی گئی ہے (اور جس میں بتایا گیا ہے کہ ہمارا قانونِ مکافات کس طرح اقوامِ سابقہ میں کارفرما رہا ہے) تو جو لوگ' اس سے پہلے 'کتابِ خداوندی کے حامل رہے ہیں (یعنی یہود و نصاریٰ) ان سے پوچھ لو (کہ یہ واقعات جو بیان کئے گئے ہیں' درست ہیں یا نہیں۔ اس کے بعد تمہیں یقین ہو جائے گا کہ) جو کچھ تمہارے پروردگار کی طرف سے بیان ہوا ہے' وہ حقیقتِ ثابتہ ہے۔ پس جب واقعہ یہ ہے تو تم ان لوگوں میں سے کیوں ہوتے ہو جو خواہ مخواہ جھگڑے کی صورت نکالتے رہتے ہیں۔

۹۵ یا ان لوگوں میں سے جو قوانینِ خداوندی کو جھٹلاتے رہتے ہیں۔ اگر تم بھی ویسے ہی ہو گئے تو انہی کی طرح' تم بھی نقصان اٹھاؤ گے۔

۹۶ (ہم نے یہ حقائق اس طرح واضح طور پر بیان کر دیئے ہیں اور ان کی تائید میں دلائل و براہین اور تاریخی شہادتیں بھی پیش کر دی ہیں' اس سے ہر صاحبِ عقل و فراست اس نتیجہ پر پہنچے گا کہ ان حقائق کے تسلیم کرنے میں اب کسی کو تامل و توقف نہیں ہونا چاہیئے۔ لیکن) جن لوگوں نے اپنے آپ کو ایسا بنا لیا ہے کہ ان پر دلائل و براہین کا کوئی اثر ہی نہیں ہو سکتا — یعنی جو اپنی ضد پر اڑے رہتے ہیں اور عقل و فکر سے کام نہیں لیتے (۲/۶ ; ۷/۱۰۱) وہ کبھی ایمان

۹۷ نہیں لائیں گے' خواہ ان کے سامنے کیسی ہی کھلی کھلی نشانیاں کیوں نہ آ جائیں۔ تاآنکہ وہ اپنے اعمال کی پاداش میں تباہی کے عذاب کو اپنی آنکھوں کے سامنے نہ دیکھ لیں (۱۰/۸۸)۔ (یہ اُس وقت' فرعون کی طرح' ایمان لائیں گے۔ ۱۰/۹۰)۔ یہ سب کچھ ہمارے قانون کے مطابق ہوتا ہے۔

۹۸ ہمارے اس دعوے کی شہادت خود تاریخ سے ملتی ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں گذری

وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِی الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِیْعًا ؕ اَفَاَنْتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتّٰی یَكُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾
وَمَا كَانَ لِنَفْسٍ اَنْ تُؤْمِنَ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَیَجْعَلُ الرِّجْسَ عَلَی الَّذِیْنَ لَا یَعْقِلُوْنَ ﴿۱۰۰﴾ قُلِ
انْظُرُوْا مَاذَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَمَا تُغْنِی الْاٰیٰتُ وَالنُّذُرُ عَنْ قَوْمٍ لَّا یُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۰۱﴾

جو تباہی سے پیشتر (حالتِ امن میں) ایمان لے آئی ہو' اور اس طرح اپنے ایمان کی نفع بخشیوں سے فیضیاب ہو کر تباہی سے بچ گئی ہو۔ اس میں اگر کوئی استثناء ہوئی ہے تو قومِ یونس کی جو (عذاب آنے سے پہلے) ایمان لے آئی تو ہم نے ان سے اس عذاب کو دور کر دیا جو انہیں دنیا میں ذلیل کر دیتا۔ اور انہیں ایک مدت تک زندگی کی خوشگواریوں سے متمتع کیا۔ (۳۷/۱۴۸—۱۴۷)۔

۹۹ یہ سب اس لئے ہے کہ ہمارا قانونِ مشیت یہ ہے کہ کفر یا ایمان کی راہ اختیار کرنا انسان کے اپنے فیصلے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ (اس میں ہم بالکل دخل نہیں دیتے۔ اگر ہم نے دخل دینا ہوتا تو ہم انسان کو بھی اسی طرح مجبور پیدا کر دیتے جس طرح کائنات کی دوسری چیزیں مجبور پیدا کی گئی ہیں اور وہ سب ہمارے مقرر کردہ قانون کے مطابق سرگرمِ عمل رہتی ہیں)۔ اس صورت میں تمام روئے زمین کے انسان' مومن ہی ہوتے۔ لہٰذا (جب ہمارا قانون یہ ہے کہ کفر اور ایمان کے معاملہ میں انسانی اختیار و ارادہ کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے تو اے رسولؐ!) تو لوگوں کو کس طرح مجبور کر سکتا ہے کہ وہ سب کے سب ایمان لے آئیں؟

۱۰۰ یاد رکھو! کوئی شخص ایمان نہیں لا سکتا جب تک وہ' ہمارے قانون کے مطابق' عقل و فکر سے کام لے کر صحیح نتیجہ پر نہ پہنچے۔ اس لئے ہمارا قانون یہ ہے کہ جو لوگ عقل و فکر سے کام نہیں لیتے ان پر بات واضح نہیں ہو سکتی۔ وہ الجھاؤ میں رہتے ہیں (۱۳۶/۶ ؛ ۳۹/۱۰)۔

۱۰۱ (عقل و فکر سے کام لینے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ انسان' جذبات سے الگ ہٹ کر خارجی کائنات کا گہری نظر سے مطالعہ کرے اور دیکھے کہ اس میں کونسا قانون کارفرما ہے۔ لہٰذا' اے رسولؐ! ان سے کہو کہ) تم' خارجی کائنات اور خود انسان کی تمدنی زندگی پر غور و فکر کرو۔ (ان میں تمہیں حقیقت کی بڑی نشانیاں ملیں گی (۵۳/۴۱)۔
لیکن یہ نشاناتِ راہ' اور تباہیوں کا احساس پیدا کرنے والی تنذیرات' اس قوم کو کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں جنہوں نے پہلے ہی فیصلہ کر رکھا ہو کہ ہمیں اس قانون کو

فَهَلْ يَنْتَظِرُونَ اِلَّا مِثْلَ اَيَّامِ الَّذِيْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِهِمْ ؕ قُلْ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾
ثُمَّ نُنَجِّيْ رُسُلَنَا وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كَذٰلِكَ ۚ حَقًّا عَلَيْنَا نُنْجِ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنْ كُنْتُمْ فِيْ
شَكٍّ مِّنْ دِيْنِيْ فَلَآ اَعْبُدُ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ اَعْبُدُ اللّٰهَ الَّذِيْ يَتَوَفّٰىكُمْ ۚ وَاُمِرْتُ اَنْ
اَكُوْنَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَاَنْ اَقِمْ وَجْهَكَ لِلدِّيْنِ حَنِيْفًا ۚ وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

(۱۰ ع ۱۵)

صحیح ماننا ہی نہیں (۲/۶)۔

۱۰۲ جو لوگ اس قسم کی روش اختیار کرلیں، ان کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا جائے کہ وہ اس انتظار میں رہتے ہیں کہ تاریخ اپنے آپ کو دہرائے، اور جو کچھ اقوامِ سابقہ کے ساتھ ہو چکا ہے وہی کچھ ان سے ہو۔ اے رسول! تم ان لوگوں سے کہہ دو کہ (اگر یہی بات ہے تو) تم انتظار کرو۔ میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرتا ہوں (تاکہ نتائج مرتب ہو کر سامنے آجائیں اور اس طرح تم یقین کے آخری نقطہ تک پہنچ جاؤ (۱۱/۹۳)۔

۱۰۳ (ان سے کہدو کہ جب ظہورِ نتائج کا وقت آجاتا ہے تو، اس تباہی سے) خدا کے پیغامبر اور ان کے ساتھیوں کی جماعت ہی محفوظ رہا کرتی ہے۔ اس لئے کہ اس جماعت کا محفوظ رکھا جانا ہمارے قانون کی رو سے واجب ہوتا ہے۔

۱۰۴ ان لوگوں سے کہدو کہ اگر تم میرے پیش کردہ نظامِ زندگی کی صداقت کے بارے میں اب بھی شک میں ہو، تو تمہارے اس شک سے میرے یقین پر کوئی اثر نہیں پڑ سکتا۔ اس سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں ان قوتوں کی اطاعت اور محکومیت اختیار کرلوں جنہیں تم خدا کے سوا، صاحبِ اقتدار و اختیار مانتے ہو۔ میں تو صرف اس خدا کی محکومیت اختیار کروں گا جس کے اقتدار کا یہ عالم ہے کہ، اور تو اور، خود تمہاری موت اور حیات بھی، اسی کے قانون کے ساتھ وابستہ ہے۔ مجھے اس کا یہی ارشاد ہے کہ میں اس جماعت میں رہوں جو اس کے قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتی ہے۔

۱۰۵ اور اپنی توجہات کو ہر طرف سے ہٹا کر، اس نظامِ زندگی پر مرکوز کرلوں۔ اور ان لوگوں میں سے نہ ہو جاؤں جو زندگی کے مختلف پہلوؤں کے لئے، مختلف قوتوں کی طرف رجوع کرتے ہیں، اور قوانینِ خداوندی کے ساتھ، غیر خداوندی قوانین کو بھی شامل کر لیتے ہیں۔

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ وَاِنْ
يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۗ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ
يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۗ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ قُلْ يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ ۚ فَمَنِ
اهْتَدٰى فَاِنَّمَا يَهْتَدِيْ لِنَفْسِهٖ ۚ وَمَنْ ضَلَّ فَاِنَّمَا يَضِلُّ عَلَيْهَا ۚ وَمَاۤ اَنَا عَلَيْكُمْ بِوَكِيْلٍ ﴿۱۰۸﴾

۱۰۶ (میرا تم سے بھی یہی پیغام ہے کہ) تم خدا کو چھوڑ کر' ان قوتوں کی اطاعت مت اختیار کرو (جنہیں تم محض اپنے اندھے عقیدے کی بنا پر اختیار و اقتدار کی مالک سمجھتے ہو' حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ انہیں اس کی قدرت ہی نہیں کہ) وہ تمہیں نفع یا نقصان پہنچا سکیں۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم بھی انہی میں سے ہو جاؤ گے جو قوانین خداوندی سے سرکشی اختیار کرتے ہیں (اور ان کا انجام تمہیں معلوم ہی ہے)۔

۱۰۷ یاد رکھو! اگر تمہیں' قانون خداوندی کی رُو سے کوئی تکلیف پہنچے' تو کائنات میں کسی کو اس کی قدرت حاصل نہیں کہ (اس کے قانون کے علی الرغم) اس تکلیف کو رفع کر سکے۔ وہ اُسی کے قانون کے مطابق رفع ہو گی۔ اور اگر اس کے قانون کے مطابق تمہیں کوئی نفع پہنچنے والا ہو' تو کوئی قوت ایسی نہیں جو اسے روک سکے۔ اس میں کسی کی تخصیص نہیں۔ جو شخص بھی' اس کے قانون کے مطابق' اس نفع بخش صورت کو حاصل کرنا چاہے' حاصل کر سکتا ہے۔ وہ نفع اسے ضرور مل جائے گا۔ یاد رکھو! نقصانات سے بچنے کا سامان ہو' یا نشوونما حاصل ہونے کے اسباب۔ سب اُس کے قانون سے وابستہ ہیں۔

۱۰۸ (اے رسول! تم) تمام نوعِ انسان سے پکار کر کہہ دو کہ تمہارے نشوونما دینے والے کی طرف سے وہ ضابطہ حیات آ گیا ہے جو حقیقت پر مبنی ہے۔ اگر تم اس کی راہ نمائی میں سفرِ زندگی اختیار کرو گے تو اس سے تمہاری ہی ذات کو فائدہ پہنچے گا۔ اور اگر تم اسے چھوڑ کر اور راہیں اختیار کر لو گے' تو اس کا نقصان بھی تمہیں ہی ہو گا۔ (اب یہ تمہارے اپنے فیصلے پر منحصر ہے کہ تم کونسی راہ اختیار کرنا چاہتے ہو) میں تم پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا کہ تمہیں زبردستی سیدھی راہ پر چلاؤں۔



وَاتَّبِعْ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَاصْبِرْ حَتَّىٰ يَحْكُمَ اللَّهُ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحَاكِمِينَ ﴿١٠٩﴾

۱۰۹ (تم اس پیغام کو لوگوں تک پہنچا دو) اور خود اس ضابطہ (قرآن) کا اتباع کرتے رہو جو تمہیں وحی کے ذریعے دیا گیا ہے۔ اور اس پر ثابت قدمی سے جمے رہو، تا آنکہ خدا کا قانونِ مکافات تم میں، اور ان مخالفین میں آخری فیصلہ کر دے۔ وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ ۫ كِتٰبٌ اُحْكِمَتْ اٰيٰتُهٗ ثُمَّ فُصِّلَتْ مِنْ لَّدُنْ حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ ۝۱ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ؕ اِنَّنِیْ لَكُمْ
مِّنْهُ نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ ۝۲ وَّاَنِ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ يُمَتِّعْكُمْ مَّتَاعًا حَسَنًا اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى

---

۱ خدائے علیم و حکیم کا ارشاد ہے کہ یہ وہ ضابطۂ حیات ہے جس کے قوانین محکم بنیادوں (مستقل اقدار) پر استوار کئے گئے ہیں' اور ایسے واضح اور نکھرے ہوئے انداز سے بیان کئے گئے ہیں (کہ ان میں کسی قسم کا اشتباہ و ابہام نہیں رہ سکتا) اس لئے کہ یہ اُس خدا کی طرف سے نازل ہوا ہے جو حکیم بھی ہے اور خبیر بھی۔ جو کائنات کے تمام حالات اور انسانی مقتضیات سے واقف ہے' اور اسکا ہر کام' حکمت پر مبنی ہے۔

۲ اس ضابطہ حیات کی تعلیم کا بنیادی نقطہ یہ ہے کہ اطاعت صرف خدائے واحد کے قوانین کی کرو۔ اس کے سوا کسی کی محکومیت اختیار نہ کرو۔ (اس باب میں' اور تو اور' خود اس رسول کی بھی پوزیشن یہ ہے کہ وہ تم سے اپنی اطاعت نہیں کراتا۔ وہ خدا ہی کے قوانین کی اطاعت کراتا ہے اور) تمہیں بتاتا ہے کہ ان کے مطابق زندگی بسر کرنے کے نتائج کس قدر خوشگوار ہوں گے' اور ان کی خلاف ورزی کرنے کا انجام کیسا تباہ کن ہوگا۔

۳ (اس سلسلہ میں وہ تم تک خدا کا یہ پیغام بھی پہنچاتا ہے کہ) تم خدا کے قانون ربوبیت سے اپنی حفاظت کا سامان طلب کرو' اور تمام گوشوں سے ہٹ کر' صرف اُسی کے قانون کی طرف رجوع کرو۔ وہ تمہیں' ایک مدتِ معیّنہ تک (جس کا تعین خود تمہارے اعمال و کردار کے مطابق ہوتا ہے) نہایت خوشگوار اور پسندیدہ سامانِ زیست سے

وَّيُؤْتِ كُلَّ ذِي فَضْلٍ فَضْلَهُ ۖ وَإِن تَوَلَّوْا فَإِنِّي أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ كَبِيرٍ ③
إِلَى اللَّهِ مَرْجِعُكُمْ ۖ وَهُوَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ④ أَلَا إِنَّهُمْ يَثْنُونَ صُدُورَهُمْ لِيَسْتَخْفُوا
مِنْهُ ۚ أَلَا حِينَ يَسْتَغْشُونَ ثِيَابَهُمْ يَعْلَمُ مَا يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ ⑤

بہرہ یاب کرے گا' اور تم جس قدر حصولِ معاش کی استعداد بڑھاتے جاؤ گے' وہ اسی قدر معاشی آسائشیں بہم پہنچاتا جائے گا۔ لیکن اگر تم اس اصول سے انحراف کرو گے' تو مجھے اندیشہ ہے کہ تم پر سخت تباہی آجائے گی۔

۴ یاد رکھو! اس کے قانون سے روگردانی کر کے' تم کہیں پناہ نہیں لے سکتے۔ تمہاری زندگی کی ہر گردش کا رُخ اُسی کی طرف ہے۔ اور تمہارے ہر عمل کا نتیجہ اسی کے مطابق مرتب ہوتا ہے۔ اس نے عمل اور اس کے نتیجے کے لئے پیمانے مقرر کر رکھے ہیں اور ان پر اسے پورا پورا کنٹرول حاصل ہے۔ (اس لئے انسان کا کوئی عمل' خدا کے قانونِ مکافات کی زد سے بچ نہیں سکتا)۔

۵ لہذا' ان کی یہ کوشش کہ یہ دُہری شخصیت[a] کی زندگی بسر کریں —— سینے کے اندر چھپا کر کچھ اور رکھیں اور باہر کچھ اور ظاہر کریں —— اور اس طرح سمجھ لیں کہ ہم اس کے قانون کی نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ہیں۔ یا اپنی شخصیت کو یکسر چھپانے کی کوشش کریں (تو یہ اس کوشش میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے)۔ اس لئے کہ جو کچھ یہ چھپائیں' اور جو کچھ ظاہر کریں' خدا کے قانونِ مکافات پر سب کچھ عیاں ہے۔ وہ تو دل میں گزرنے والے خیالات تک سے واقف ہے (۱۰/۲)

[a] DUAL PERSONALITY.

وہ کتاب جس کا مدت سے انتظار تھا
دوبارہ چھپ گئی ہے

پرویز صاحب کے مضامین کا مجموعہ ، مدت ہوئی

فردوس گم گشتہ

کے نام سے چھپا تھا لیکن ایک عرصہ سے نایاب تھا ۔ اب مصنف کی نظر ثانی اور نئی ترتیب کے ساتھ اسکا

نیا اڈیشن

شائع ہو گیا ہے ۔ اس میں حسب ذیل مضامین شامل ہیں :—

دنیا کی نجات ۔ جنگ ۔ فردوس گم گشتہ ۔ ایمان بلا عمل ۔ اسلام اور سائنس ۔ خدا کی بادشاہت ۔ اسلام اور مذہبی رواداری ۔ تمسک بالکتاب ۔ کیا تمام مذاہب یکساں ہیں ۔ وراثت ارض کا ابدی قانون ۔ قرآن اور تاریخ ۔ مسلمان کی زندگی ۔ یہ زمین کس کی ہے ؟ ۔ قرآن کا معاشی نظام ۔ اپنی آنکھ اور قرآن کی روشنی ۔ نسخہ اور اس کا استعمال ۔ خدا اور قیصر ۔

ان میں سے ہر مضمون ایک مستقل دعوتِ انقلاب ہے ، اور یہ قرآنی مفکر ، گزشتہ پچیس تیس برس سے جن ارتقائی منازل میں سے گزرا ہے اس کی نشاندھی کرتا ہے ۔ عجیب و غریب مجموعہ ہے ۔ جلد منگا لیجئے ۔ تقطیع $\frac{17 \times 27}{8}$ ۔ ضخامت ساڑھے تین سو صفحات ۔ مجلد ۔ حسین گردپوش ۔ کاغذ سفید ۔ قیمت آٹھ روپے

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ ۔ ۲۷ بی ۔ شاہ عالم مارکیٹ ۔ لاہور

میزان پرنٹنگ پریس ۔ ۲۷ ۔ بی شاہ عالم مارکیٹ ۔ لاہور
میں باھتمام نظر علی شاہ مینجر چھپا ۔

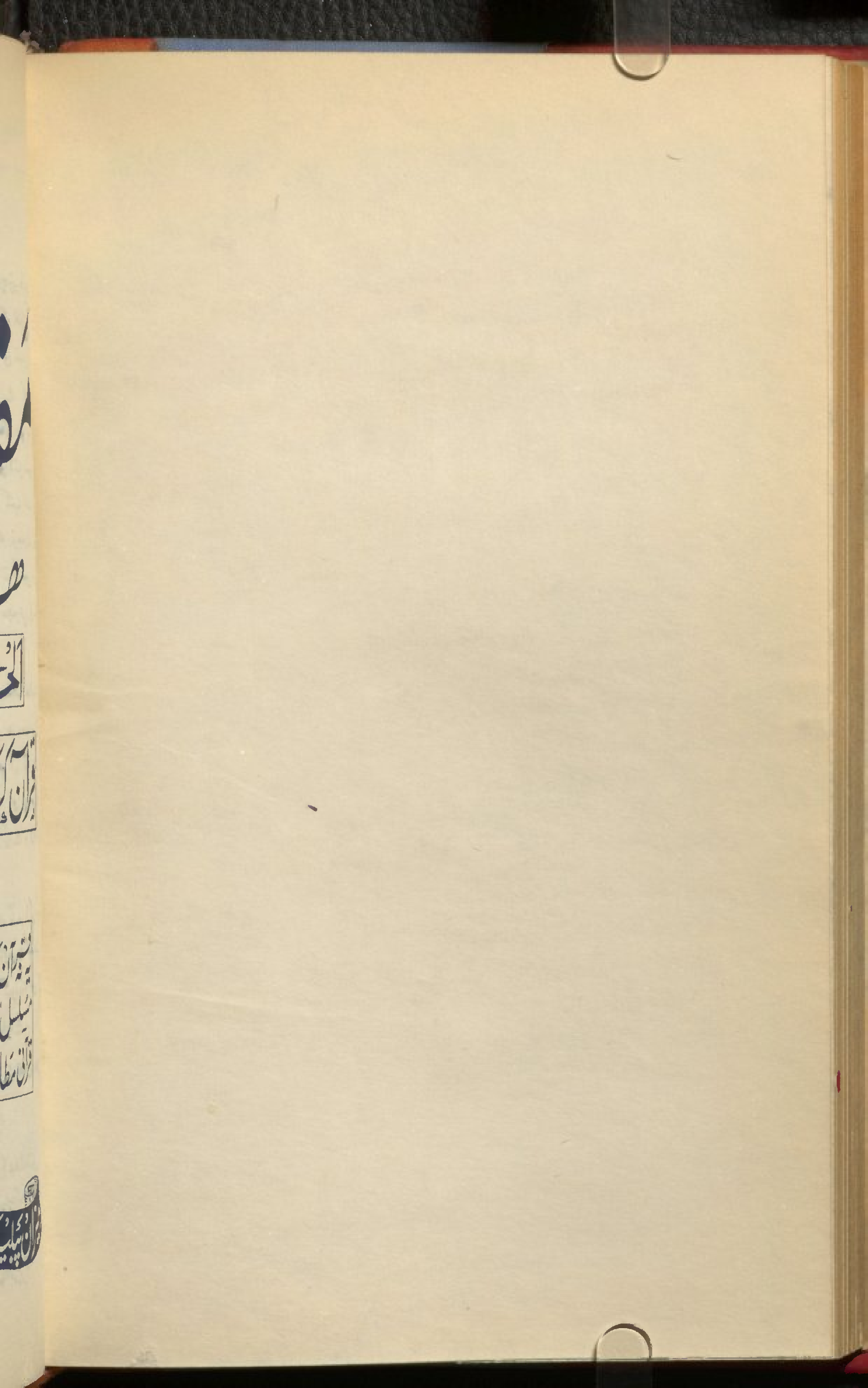
مفہوم القرآن

بارھواں پارہ

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ

۲۷ بی۔ شاہ عالم مارکیٹ۔ لاہور

ہدیہ -/2



وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتَابَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

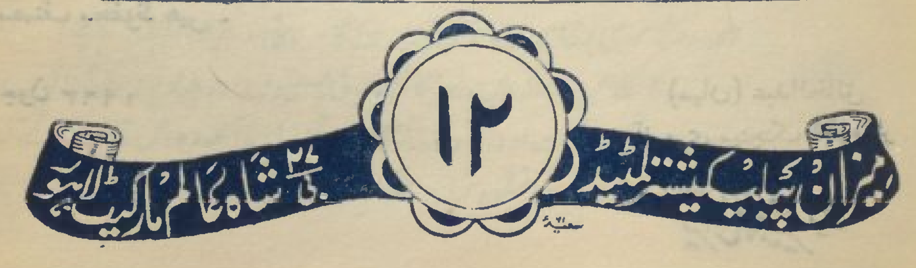
مفہوم القرآن

الحمد سے والناس تک مسلسل

قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز

از: پرویز

یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے، نہ تفسیر بلکہ اس کا مفہوم ایسے واضح، مسلسل، مربوط اور دل کش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگہ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں



بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفہوم القرآن کا بارھواں پارہ پیش خدمت ہے ۔ تیرھواں پارہ زیر طبع ہے ۔ جن حضرات کی نظروں سے اس سے پہلے پارے نہیں گذرے ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے اور نہ ہی اسکی تفسیر بلکہ یہ اس کا مفہوم ہے جسے اپنے لفظوں میں اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی پوری تعلیم ، صاف ۔ واضح ۔ مسلسل اور مربوط شکل میں سامنے آجائے ۔ اس میں مفہوم بیان کرنے والے کے ذاتی خیالات کا کوئی دخل نہیں ۔ اس مفہوم کی سند ، لغات القرآن ہے ، جسے عربی زبان کی مستند کتب لغت سے مرتب کیا گیا ہے ۔ اس میں جس لفظ کا مفہوم آپ کو مروجہ ترجموں سے مختلف نظر آئے ، اس کے صحیح ہونے کی دلیل اور سند لغات القرآن میں مل جائیگی ۔ لغات القرآن چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے جن کی مجموعی قیمت ۵۷ روپے ہے ۔

۲ ۔ قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو مختلف مقامات میں پیش کرتا ہے اور آیات کو پھیر پھیر کر لاتا ہے تا کہ ہر معاملہ کے مختلف گوشے سامنے آجائیں ۔ مفہوم القرآن میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے ۔ اس میں آپ کو جہاں جہاں دوسری آیات کے حوالے ملیں ، اس سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون کی مزید وضاحت اُن مقامات میں آئی ہے ۔ وہاں بھی دیکھ لیں ۔

۳ ۔ مفہوم القرآن ایک ایک پارہ کر کے شائع ہوتا رہے گا ۔ اگر آپ نے پہلے پارے نہیں خریدے تو اسے جلد حاصل کر لیں ۔ ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا ۔ پہلے پارے کا ہدیہ تین روپے ہے کیونکہ اس کی ضخامت ۱۸ صفحات ہے ۔ باقی تمام پاروں کا ہدیہ دو روپے فی پارہ ہے ۔

۴ ۔ مفہوم القرآن کی طباعت ۔ اخذ ۔ ترجمہ وغیرہ کے حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں ۔

جون ۱۹۶۳

(میاں) عبدالخالق
آنریری مینجنگ ڈائریکٹر
میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ



وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللّٰهِ رِزْقُهَا وَ
يَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتٰبٍ مُّبِينٍ ۝۶ وَهُوَ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي
سِتَّةِ أَيَّامٍ وَّكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَآءِ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا ۗ وَلَئِنْ قُلْتَ إِنَّكُمْ مَّبْعُوثُونَ مِنْ بَعْدِ
الْمَوْتِ لَيَقُولَنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا إِنْ هٰذَا إِلَّا سِحْرٌ مُّبِينٌ ۝

۶ (اوپر بتایا جا چکا ہے کہ قانون خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے سے رزق کی فراوانیاں حاصل ہوتی ہیں (۱۱/۴)- لیکن یہ فراوانیاں کسی خاص گروہ کے اندر محدود ہو کر نہیں رہ جانی چاہئیں۔ رزق' زندگی کے قائم رکھنے کا ذریعہ ہے' اس لئے اسے ہر ذی حیات تک' حسب ضرورت' پہنچنا چاہیئے- حقیقت یہ ہے کہ) روئے زمین پر کوئی ذی حیات ایسا نہیں جس کے رزق کی ذمہ داری خدا نے نہ لے رکھی ہو- اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ ایک ذی حیات کو کسی ایک منزل میں ٹھہرنے' اور پھر قانونِ ارتقا کی رُو سے' اگلی منزل تک پہنچنے کے لئے' کس قدر' اور کون کونسے سامانِ نشو و نما کی ضرورت ہوگی (۶/۹۹)- یہ سب کچھ' خدا کے قانونِ مشیت کی کتاب میں واضح طور پر درج ہے (۵۵/۲۹)- (لہذا 'منشائے خداوندی کو پورا کرنے والا نظام' وہی ہو سکتا ہے جس میں کوئی ذی حیات رزق سے محروم نہ رہنے پائے- جو نظام' خدا کی ان ذمہ داریوں کو پورا کرے گا' وہی نظامِ خداوندی کہلا سکے گا- ۶/۱۵۲ ; ۲۹/۶۰ ; ۴۱/۱۰ ; ۳۶/۴۷)-

۷ اُس کا نظام یہ ہے کہ اس نے 'کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو گوناگوں عناصر سے ترکیب دے کر' مختلف ادوار اور منازل سے گزارا (تاآنکہ وہ اس قابل ہو گئے کہ ان میں ذی حیات اشیاء کی نشو و نما ہو سکے- اس نے زندگی کی بنیاد پانی پر رکھی- ۲۱/۳۰)-

وَلَئِنْ اَخَّرْنَا عَنْهُمُ الْعَذَابَ اِلٰٓى اُمَّةٍ مَّعْدُوْدَةٍ لَّيَقُوْلُنَّ مَا يَحْبِسُهٗ ؕ اَلَا يَوْمَ يَاْتِيْهِمْ لَيْسَ مَصْرُوْفًا
عَنْهُمْ وَحَاقَ بِهِمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۝۸ ع وَلَئِنْ اَذَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنَّا رَحْمَةً ثُمَّ نَزَعْنٰهَا مِنْهُ ۚ اِنَّهٗ ۱ ع۸ ۱
لَيَئُوْسٌ كَفُوْرٌ ۝۹ وَلَئِنْ اَذَقْنٰهُ نَعْمَآءَ بَعْدَ ضَرَّآءَ مَسَّتْهُ لَيَقُوْلَنَّ ذَهَبَ السَّيِّاٰتُ عَنِّىْ ؕ اِنَّهٗ لَفَرِحٌ

اور اس پر مرکزی کنٹرول اپنا رکھا۔ پھر ذی حیات اشیاء میں، موت اور زندگی کی کشمکش رکھی تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ تم میں سے کون کون توازن بدوش زندگی بسر کر کے، حیاتِ جاوید حاصل کرتا ہے۔ (۶۷/۲)۔ (توازن بدوش زندگی وہ بسر کرتا ہے جو زیادہ سے زیادہ، دوسروں کی نشو و نما کے لئے دیتا ہے (۹۲/۵-۷ ؛ ۹۲/۱۸)۔ اس سے وہ نظام قائم ہو جاتا ہے جس میں، رزق ہر ذی حیات تک پہنچتا چلا جاتا ہے)۔

جو لوگ ان بنیادی حقائق کو تسلیم نہیں کرتے، اگر ان سے کہا جائے کہ زندگی کا سلسلہ موت کے بعد بھی آگے چلتا ہے، تو وہ کہدیں گے کہ یہ ایک کھلا ہوا جھوٹ ہے۔ زندگی بس اسی دنیا کی زندگی ہے۔ (۴۵/۲۴)۔

۸ (یہ ہے نہ ماننے والوں کی وہ جماعت جسے رسول، ان کی غلط رَوِش کے تباہ کن نتائج سے آگاہ کرتا ہے۔ ۱۱/۲ لیکن) خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے ظہورِ نتائج —— یعنی پاداشِ عمل —— کا وقت، ایک معینہ میعاد کے بعد آتا ہے۔ اس وقفہ کے دوران میں، ان کی طرف سے طعن و تشنیع شروع ہو جاتی ہے کہ کہاں ہے وہ تباہی جس کی تم اس طرح دھمکیاں دیا کرتے تھے؟ وہ کونسی چیز ہے جس نے اُسے، ہم تک آنے سے روک رکھا ہے؟ ان سے کہدو کہ اس حقیقت کو بگوشِ ہوش سن رکھو کہ وہ تباہی آ کر رہے گی، اور جب وہ آئیگی تو دنیا کی کوئی قوت اسے روک نہیں سکے گی۔ نہ وہ کسی کے ٹالے ٹل سکے گی۔ کوئی اس کا رُخ دوسری طرف نہیں پھیر سکے گا۔ اور تم اپنی آنکھوں سے دیکھ لوگے کہ جس چیز کا تم مذاق اڑایا کرتے تھے اس نے تمہیں کس طرح چاروں طرف سے گھیر لیا۔

۹ انسان (جب ہمارے ضابطہ حیات پر ایمان نہیں رکھتا ۱۱/۱ تو) اسکی حالت یہ ہوتی ہے کہ زندگی کی جو آسائش اسے میسر ہو، اگر وہ اس سے چھن جائے تو اس کیلئے تمام ممکناتِ حیات، تاریکی کے پردوں میں گم ہو جاتے ہیں اور وہ زندگی سے یکسر مایوس ہو جاتا ہے (اسلئے کہ اسکے نزدیک، زندگی نام ہی جسم کی آسائشوں کا ہونا ہے)۔

۱۰ اور اگر اسے، اس تکلیف کے بعد پھر سامان آسائش مل جائے، تو وہ سمجھ لیتا ہے کہ

فَخُورٌ ﴿١٠﴾ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ أُولَٰئِكَ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ كَبِيرٌ ﴿١١﴾ فَلَعَلَّكَ تَارِكٌ
بَعْضَ مَا يُوحَىٰ إِلَيْكَ وَضَائِقٌ بِهِ صَدْرُكَ أَن يَقُولُوا لَوْلَا أُنزِلَ عَلَيْهِ كَنزٌ أَوْ جَاءَ مَعَهُ مَلَكٌ ۚ إِنَّمَا
أَنتَ نَذِيرٌ ۚ وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ﴿١٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ افْتَرَاهُ ۖ قُلْ فَأْتُوا بِعَشْرِ سُوَرٍ مِّثْلِهِ مُفْتَرَيَاتٍ وَ
ادْعُوا مَنِ اسْتَطَعْتُم مِّن دُونِ اللَّهِ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿١٣﴾

بس میری تمام مصیبتیں رفع ہوگئیں۔ اور اس طرح وہ آپے سے باہر ہو جاتا ہے اور شیخیاں بگھارتا اور ڈینگیں مارتا پھرتا ہے۔ (گویا اُسے زندگی کا مقصود حاصل ہو گیا)۔

١١ لیکن جو لوگ (حیوانی سطح سے بلند ہو کر زندگی کی انسانی سطح پر یقین رکھتے ہیں، ان کی حالت ان کے برعکس ہوتی ہے۔ وہ عسر اور یُسر — تنگی اور آسائش — دونوں حالتوں میں ایک ہی روش پر چلتے ہیں اور) اس پروگرام پر مستقل مزاجی سے عمل پیرا رہتے ہیں جو ان کی صلاحیتوں کو ابھارتا اور معاملات کو سنوارتا ہے۔ (وہ نہ مشکلات سے گھبرا کر مایوس ہوتے ہیں اور نہ آسائشوں پر اترا کر آپے سے باہر ہو جاتے ہیں)۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے 'زندگی کی تباہیوں سے محفوظ رہنے کا سامان' اور بلندیاں اور توانائیاں پیدا کرنے والا اجرِ عظیم ہے۔

١٢ (اس میں شبہ نہیں کہ ان لوگوں سے جو کہا جاتا ہے کہ ان پر تباہی آنے والی ہے' تو یہ بات انہیں سخت ناگوار گزرتی ہے۔ لیکن) یہ تو نہیں ہو سکتا کہ تو' ان کی دل جوئی کے لئے' وحی کے ان مقامات کو چھوڑ دے جن میں اس قسم کی تنذیرات آتی ہیں۔
یہ بھی ٹھیک ہے کہ یہ لوگ جب کہتے ہیں کہ اگر تو خدا کا رسول ہے تو تجھ پر خزانے کیوں نہیں اتارے جاتے۔ یا فرشتے تیرے جلو میں کیوں نہیں چلتے' تو ان کی اِن طعن آمیز باتوں سے تو افسردہ خاطر ہو جاتا ہے۔ لیکن تو جب فریضۂ رسالت و انذار کے لئے مامور کیا گیا ہے تو یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا۔ (یہ ذمہ داری بڑی سخت اور یہ فریضہ بڑا مشکل ہے۔ لیکن اس میں گھبرانے کی کوئی بات نہیں)۔ اللہ کا قانون ہر معاملہ کی کارسازی کا سامان اپنے اندر رکھتا ہے۔ (اس لئے مآل کار سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا $\frac{94}{1-3}$)۔

١٣ یا' یہ لوگ کہتے ہیں کہ اس نے قرآن اپنی طرف سے بنا لیا ہے' اور اسے خدا کی طرف یونہی منسوب کر رہا ہے۔ ان سے کہو کہ اگر تم اس دعوے میں سچے ہو کہ (یہ خدا کی کتاب نہیں' انسان کا کلام ہے) تو تم' اس قرآن جیسی دس سورتیں بنا کر لے آؤ' اور' خدا کو چھوڑ کر

فَإِلَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكُمْ فَاعْلَمُوا أَنَّمَا أُنْزِلَ بِعِلْمِ اللّٰهِ وَأَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ ۚ فَهَلْ أَنْتُمْ مُّسْلِمُونَ ﴿۱۴﴾ مَنْ
كَانَ يُرِيدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِينَتَهَا نُوَفِّ إِلَيْهِمْ أَعْمَالَهُمْ فِيهَا وَهُمْ فِيهَا لَا يُبْخَسُونَ ﴿۱۵﴾ أُولٰٓئِكَ الَّذِينَ
لَيْسَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ إِلَّا النَّارُ ۖ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوا فِيهَا وَبَاطِلٌ مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ﴿۱۶﴾ أَفَمَنْ كَانَ عَلٰى
بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّهِ وَيَتْلُوهُ شَاهِدٌ مِّنْهُ وَمِنْ قَبْلِهِ كِتٰبُ مُوسٰىٓ إِمَامًا وَّرَحْمَةً ۚ أُولٰٓئِكَ يُؤْمِنُونَ بِهِ ۚ وَ
مَنْ يَّكْفُرْ بِهِ مِنَ الْأَحْزَابِ فَالنَّارُ مَوْعِدُهُ ۚ فَلَا تَكُ فِي مِرْيَةٍ مِّنْهُ ۚ إِنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ وَلٰكِنَّ

اور جسے بھی اپنے ساتھ شامل کرنا چاہتے ہو کر لو۔ بات صاف ہو جائے گی (۲/۲۳ ؛ ۱۰/۳۸)۔

۱۴ لیکن اگر (نہ تو تم خود ہی ایسا کر سکو اور نہ ہی) وہ لوگ تمہاری اس دعوت کو قبول کریں جنہیں تم اس مقصد کے لئے، اپنے ساتھ ملانا چاہو، تو اس کے بعد تمہیں جان لینا چاہیئے کہ یہ قرآن، علمِ خداوندی کی رو ہی سے نازل ہوا ہے (رسول کا خود ساختہ نہیں)۔ اور اس سے یہ بھی ثابت ہو جائیگا کہ کائنات کا تمام اقتدار صرف خدا کے لئے ہے۔ اس میں کوئی اور شریک و سہیم نہیں۔

ان سے پوچھو کہ کیا تم اس کے بعد بھی، اس ضابطہ خداوندی کے سامنے سرِ تسلیم خم نہیں کرتے؟

۱۵ (لیکن اگر تم، اس کے باوجود، اپنی مفاد پرستیوں ہی کو زندگی کا مقصود بنائے رکھو، تو تمہیں یہ مفاد حاصل رہیں گے۔ اس لئے کہ) ہمارا قانون یہ ہے کہ جو شخص صرف طبیعی زندگی کے مفاد اور زیب و زینت چاہتا ہے، اسکی کوششوں کے پورے پورے نتائج اُسے اِسی دنیا میں مل جاتے ہیں۔ ان میں کسی قسم کی کمی نہیں کی جاتی (۱۷/۱۸)۔

۱۶ لیکن اِن لوگوں کا مستقبل (حیاتِ آخرت) کی خوشگواریوں میں کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ جو کچھ وہ دنیا میں بناتے ہیں، وہ (آخرت میں) سب اکارت چلا جاتا ہے، اور ان کا کیا کرایا سب غارت ہو جاتا ہے۔ ان کے لئے وہاں ایسی تباہی و بربادی ہوگی جو سب کچھ جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا دیگی۔

۱۷ پہلے کہا جا چکا ہے کہ قرآن کی صداقت کے سمجھنے کے تین طریقے ہیں۔ علم و بصیرت کی رو سے۔ یا اس کے عملی پروگرام کے نتائج کو دیکھ کر، اور یا تاریخی شہادات سے (۱۰/۳۹)۔

تم ذرا سوچو کہ کیا وہ شخص جو (۱) اس عقل و بصیرت سے کام لے جو اُسے اس کے نشو و نما دینے والے کی طرف سے عطا ہوئی ہے اور (۲) وہ دیکھے کہ ایک شخص ضابطہ خداوندی کے مطابق کام کرتا ہے اور اس کے اعمال کے نتائج اس ضابطہ کی صداقت کی عملی شہادت بنتے جا رہے ہیں۔ اور (۳) تاریخ کے یہ نوشتے بھی اس کے سامنے ہوں کہ اس سے قبل (مثلاً،

اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ⑰ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ يُعْرَضُوْنَ عَلٰي رَبِّهِمْ
وَيَقُوْلُ الْاَشْهَادُ هٰٓؤُلَاۗءِ الَّذِيْنَ كَذَبُوْا عَلٰي رَبِّهِمْ ۚ اَلَا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الظّٰلِمِيْنَ ⑱ الَّذِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ
سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ⑲ اُولٰۗىِٕكَ لَمْ يَكُوْنُوْا مُعْجِزِيْنَ فِي الْاَرْضِ وَ
مَا كَانَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ اَوْلِيَاۗءَ ۘ يُضٰعَفُ لَهُمُ الْعَذَابُ ۭ مَا كَانُوْا يَسْتَطِيْعُوْنَ السَّمْعَ وَمَا كَانُوْا
يُبْصِرُوْنَ ⑳

موسٰیؑ نے بھی اس قسم کے ضابطہ خداوندی کو اپنا اور اپنی قوم کا راہ نما بنایا تھا تو اس سے انہیں کس قدر زندگی کی فراوانیاں مرحمت ہوگئی تھیں —— (تو کیا ایسا شخص کبھی اس ضابطہ کی صداقت سے انکار کر سکے گا؟ کبھی نہیں۔)۔ یہی وہ لوگ ہیں جو اس قرآن پر ایمان لاتے ہیں۔

ان کے برعکس، جو لوگ اس سے انکار کرتے ہیں، وہ خواہ کسی پارٹی سے متعلق ہوں، ان کا ٹھکانہ تباہی و بربادی کا جہنم ہے۔ تم (ان لوگوں کے انجام و مآل کے بارے میں) ذرا بھی شک نہ کرو۔ یہ ایک حقیقت ہے جو خدا کے قانون کے مطابق واقع ہو کر رہے گی۔ لیکن بہت سے لوگ (ایسے واضح دلائل و براہین کے باوجود) اس کا یقین نہیں کرتے۔

۱۸ (یہود و نصارٰی کے مذہبی پیشوا کہتے ہیں کہ چونکہ قرآن کے احکام ان کی شریعت کے خلاف ہیں اس لئے یہ منجانب اللہ نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ جسے یہ شریعتِ خداوندی کہتے ہیں، وہ ان کی خود ساختہ شریعت ہے اور اسے یہ منسوب خدا کی طرف کرتے ہیں۔ سو ذرا غور کرو کہ) اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اپنے ذہن سے باتیں وضع کرے اور انہیں دینِ خداوندی کہہ کر پیش کرے۔ یہی وہ لوگ ہیں جو عدالتِ خداوندی میں پیش ہوں گے اور گواہی دینے والے اس کی تصدیق کریں گے کہ انہوں نے فی الواقعہ اپنے رب کے خلاف بہتان باندھا تھا — یاد رکھو! اس قسم کے ظالم رحمتِ خداوندی سے یکسر محروم رہ جاتے ہیں۔

۱۹ ان کی حالت یہ ہے کہ یہ اپنے خود ساختہ مسلک کو شریعتِ خداوندی کا نام دے کر، لوگوں کو خدا کے سچے راستے کی طرف آنے سے روکتے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ اس کے صاف اور سیدھے راستے میں خواہ مخواہ پیچ و خم پیدا کر دیں۔ اصل یہ ہے کہ یہ لوگ مستقبل کی زندگی (حیاتِ اُخروی) پر ایمان ہی نہیں رکھتے (مذہب کو انہوں نے اپنا پیشہ بنا رکھا ہے)۔

۲۰ لیکن یہ خدا کے قانونِ مکافات سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ نہ ہی قانون

أُولَٰئِكَ الَّذِينَ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿٢١﴾ لَا جَرَمَ أَنَّهُمْ فِي الْآخِرَةِ هُمُ الْأَ
خْسَرُونَ ﴿٢٢﴾ إِنَّ الَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ وَأَخْبَتُوا إِلَىٰ رَبِّهِمْ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ الْجَنَّةِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿٢٣﴾
مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَىٰ وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ ۚ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿٢٤﴾ وَلَقَدْ
أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِ إِنِّي لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿٢٥﴾

خداوندی کے سوا' ان کا کوئی کارساز ہو سکتا ہے۔ (جس قدر ان کی سرکشی بڑھتی جا رہی ہے' اسی نسبت سے) ان کی سزا میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ یہ اس لئے کہ (انہوں نے اپنی ضد اور ہٹ دھرمی سے ایسی حالت پیدا کرلی ہے کہ) نہ ان میں حق بات کے سننے کی تاب رہی ہے' اور نہ ہی یہ عقل و بصیرت سے کام لیتے ہیں۔

۲۱ یہ لوگ' اپنی اس روش سے' کسی اور کا کچھ نقصان نہیں کر رہے' خود اپنا ہی نقصان کر رہے ہیں۔ ان کی افترا پردازیاں سب اکارت چلی جائیں گی۔

۲۲ (انہیں اس سے کچھ دنیاوی فائدے ضرور حاصل ہو جاتے ہیں۔ لیکن) یہ حقیقت ہے کہ آخرت میں یہ لوگ سب سے زیادہ نقصان اٹھانے والے ہوں گے۔ ان کا مستقبل بجد خراب ہو گا۔

۲۳ ان کے برعکس' جو لوگ' ضابطہ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں' اور اس پروگرام پر عمل پیرا ہوتے ہیں جو ان کی صلاحیتوں کی نشوونما کرتا ہے اور انسانی زندگی کے بگڑے ہوئے کام سنوارتا ہے' اور (اس طرح) اپنے نشوونما دینے والے کے قوانین کے سامنے عملاً سر جھکاتے ہیں۔ تو یہی لوگ ہیں جو زندگی کی سدا بہار شادابیوں سے بہرہ یاب ہوں گے۔

۲۴ ان دونوں گروہوں کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اندھا اور بہرہ ہو' اور ایک دیکھنے اور سننے والا۔ کیا ان دونوں کی حالت یکساں ہو سکتی ہے؟ (۱۹/۱۳-۱۶ ; ۳۵/۱۹) — کیا اس کے بعد بھی تم سمجھتے سوچتے نہیں (کہ زندگی کی صحیح راہ کونسی ہو سکتی ہے؟)۔

۲۵ (اگر یہ لوگ' ان واضح دلائل کے بعد بھی حقیقت کو تسلیم نہیں کرتے' تو پھر ان کے سامنے وہ تیسرا طریق لاؤ (۴۹/۱۶) یعنی ان سے کہو کہ یہ تاریخ کی شہادات پر غور کریں اور دیکھیں کہ جب اقوام گذشتہ نے اس حقیقت سے انکار کیا تو ان کی اس روش کا نتیجہ کیا برآمد ہوا۔ مثلاً) ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اور اس نے ان سے کہا کہ میں تمہیں واضح طور پر بتلانے کے لئے آیا ہوں کہ تمہاری موجودہ روش کا نتیجہ تباہی و بربادی کے سوا کچھ نہیں۔

أَنْ لَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّا اللّٰهَ ۭ اِنِّىْٓ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ اَلِيْمٍ ﴿۲۶﴾ فَقَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا نَرٰىكَ
اِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا وَمَا نَرٰىكَ اتَّبَعَكَ اِلَّا الَّذِيْنَ هُمْ اَرَاذِلُنَا بَادِيَ الرَّاْيِ ۚ وَمَا نَرٰى لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ
فَضْلٍۢ بَلْ نَظُنُّكُمْ كٰذِبِيْنَ ﴿۲۷﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَاٰتٰىنِيْ
رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِهٖ فَعُمِّيَتْ عَلَيْكُمْ ۭ اَنُلْزِمُكُمُوْهَا وَاَنْتُمْ لَهَا كٰرِهُوْنَ ﴿۲۸﴾ وَيٰقَوْمِ لَآ اَسْـَٔــلُكُمْ عَلَيْهِ مَالًا ۭ اِنْ

---

۲۶ تمہیں چاہیئے کہ اپنی اس روش کو چھوڑ کر صرف قوانین خداوندی کی اطاعت اور محکومیت اختیار کرو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو مجھے خطرہ ہے کہ تمہیں بہت بڑی تباہی گھیر لے گی۔

۲۷ اس پر اس کی قوم کے بڑے بڑے لوگوں نے، جن کے پاس سامانِ زیست کی فراوانی تھی — یعنی صاحب دولت و اقتدار طبقہ — جس نے انکار و سرکشی کی راہ اختیار کر رکھی تھی کہا کہ ہم تو دیکھتے ہیں کہ تم ہمارے ہی جیسے ایک انسان ہو (اس لئے یہ کیسے مان لیں کہ تم خدا کے رسول ہو)۔ باقی رہے یہ لوگ جو تمہارے پیچھے لگ گئے ہیں تو ان کی حیثیت کیا ہے؟ یہ ہم میں سے ادنیٰ درجہ کے (نیچ قوم کے) لوگ ہیں اور یہ صاف دکھائی دے رہا ہے کہ انہوں نے تمہارا مسلک عقل و فکر کی رُو سے اختیار نہیں کیا۔ یونہی، بلا سوچے سمجھے تمہارے ساتھ ہو لئے ہیں۔ ہمیں تو کوئی ایسی بات نظر نہیں آتی جس میں تمہیں ہمارے مقابلہ میں، کوئی برتری حاصل ہو۔ لہٰذا، ہم تو یہی سمجھتے ہیں کہ تم اپنے اس دعوے میں بالکل جھوٹے ہو۔

۲۸ اس پر نوحؑ نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! کیا تم نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ میں اپنے پروردگار کی طرف سے عطا کردہ علم و بصیرت سے کام لوں۔ اور اس نے مجھے اپنے ہاں سے بطور موہبت، ایک ضابطہ ہدایت دیا ہو جو سرتاسر رحمت ہے۔ لیکن تمہیں ان میں سے کوئی بات بھی نظر نہ آئے۔ اور تم اسے بھی پسند نہ کرو کہ ان حقائق کو تمہیں دکھا اور سمجھا دیا جائے (تو میں اس سے زیادہ اور کیا کر سکتا ہوں، جو کر رہا ہوں۔ یہ تو ہو نہیں سکتا کہ) ہم ان باتوں کو زبردستی تمہارے گلے منڈھ دیں۔ (اس لئے کہ ایمان، علم و بصیرت کی رُو سے، بطیب خاطر، دل کے فیصلے کا نام ہے۔ اسے یونہی کسی کے گلے منڈھا نہیں جاتا)۔

۲۹ پھر اس پر بھی غور کرو کہ میں جو کچھ تمہارے لئے کر رہا ہوں، اس کے معاوضہ میں تم سے کسی مال و دولت کا طالب نہیں ہوں (اس لئے مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ تم سے

اَجْرِيَ اِلَّا عَلَى اللّٰهِ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۭ اِنَّهُمْ مُّلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَلٰكِنِّيْٓ اَرٰىكُمْ قَوْمًا تَجْهَلُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَ
يٰقَوْمِ مَنْ يَّنْصُرُنِيْ مِنَ اللّٰهِ اِنْ طَرَدْتُّهُمْ ۭ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳۰﴾ وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَاۗىِٕنُ
اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّىْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ
خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا يٰنُوْحُ قَدْ جٰدَلْتَنَا فَاَكْثَرْتَ
جِدَالَنَا فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۳۲﴾

جھوٹ بولوں؟)۔ میری محنتوں کا معاوضہ میرے خدا کے ذمّے ہے۔ لیکن میں یہ نہیں کر سکتا کہ جو لوگ اس نظام کی صداقت پر ایمان لے آئے ہیں، انہیں اس لئے نکال باہر کر دوں (کہ تم انہیں رذیل سمجھتے ہو اور ان کے ساتھ مل بیٹھنا پسند نہیں کرتے۔ اگر میں ایسا کروں تو) یہ جب اپنے رب سے ملیں گے تو میرے متعلق کیا کہیں گے؟ (یعنی یہ بات 'منشائے خداوندی کے سخت خلاف ہو گی)۔ تم انہیں جاہل کہتے ہو، لیکن میں دیکھتا ہوں کہ تمہارے جیسی جاہل قوم کوئی ہے ہی نہیں۔

۳۰ میں اگر، تمہاری خاطر، ان لوگوں کو ہنکا کر الگ کر دوں، تو (تم تو اس سے بیشک خوش ہو جاؤ گے، لیکن ذرا سوچو کہ) قانونِ خداوندی کی رو سے، اس جرم کی جو سزا مجھ پر وارد ہو گی، اس سے مجھے کون بچا سکے گا؟ وہ کون ہے جو قانونِ خداوندی کے مقابلہ میں میری مدد کر سکے۔

۳۱ (باقی رہا تمہارا یہ اعتراض کہ میں تمہارے جیسا ایک آدمی ہوں، اور ہم لوگوں کو تم پر کوئی معاشی برتری بھی حاصل نہیں۔ تو میں نے کب یہ دعوےٰ کیا ہے کہ) میرے پاس اللہ کے دیئے ہوئے دولت کے خزانے ہیں۔ اور میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔ اور یہ کہ میں (انسان نہیں بلکہ) فرشتہ ہوں۔ میں نے یہ کچھ کبھی نہیں کہا۔ البتہ یہ ضرور کہتا ہوں کہ، تم جو یہ سمجھتے ہو کہ یہ لوگ جنہیں تم اپنے معیار کے مطابق ذلیل اور رذیل خیال کرتے ہو، خدا کی نظروں میں بھی ذلیل اور رذیل ہیں، اور انہیں اس کے ہاں سے کوئی خوشگواری اور بہتری کا سامان نہیں مل سکتا۔ یہ غلط ہے۔ قانونِ خداوندی کی رو سے، معیارِ عزت و تکریم اور استحقاقِ خیر و برکت انسان کے ذاتی جوہر ہیں۔ اس کی نگاہ ظاہری پوزیشن پر نہیں بلکہ انسان کے دل پر ہوتی ہے۔ اگر اس باب میں، میں تم سے متفق ہو جاؤں، تو میں بھی ان میں سے ہو جاؤں گا جو خدا کے قائم کردہ معیار سے سرکشی برتتے ہیں۔

۳۲ ان لوگوں کے پاس ان دلائل کا جواب تو کچھ تھا نہیں، کہنے لگے کہ اے نوحؑ! تم نے ہم سے

قَالَ اِنَّمَا يَاْتِيْكُمْ بِهِ اللّٰهُ اِنْ شَآءَ وَمَآ اَنْتُمْ بِمُعْجِزِيْنَ ﴿٣٣﴾ وَلَا يَنْفَعُكُمْ نُصْحِيْٓ اِنْ اَرَدْتُّ اَنْ اَنْصَحَ
لَكُمْ اِنْ كَانَ اللّٰهُ يُرِيْدُ اَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ وَاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿٣٤﴾ اَمْ يَقُوْلُوْنَ افْتَرٰىهُ قُلْ اِنِ
افْتَرَيْتُهٗ فَعَلَيَّ اِجْرَامِيْ وَاَنَا بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُجْرِمُوْنَ ﴿٣٥﴾ وَاُوْحِيَ اِلٰى نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا
مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿٣٦﴾ وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِاَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا وَلَا تُخَاطِبْنِيْ

مفت کا جھگڑا شروع کر دیا' اور اس میں بڑھتے ہی چلے گئے۔ اب اس قصہ کو ختم کرو۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو تو جس تباہی کی تم بار بار دھمکیاں دیتے ہو' اسے لے آؤ۔

٣٣ نوح نے کہا کہ اس تباہی کا لانا یا نہ لانا میرے اختیار میں نہیں۔ وہ تو خدا کے قانون کے مطابق آئے گی۔ لیکن میں اتنا جانتا ہوں کہ وہ آ کر ضرور رہے گی۔ تم قانونِ خداوندی کو عاجز اور بے بس نہیں کر سکتے کہ اس کی رُو سے جو کچھ ہوتا ہے وہ نہ ہو سکے۔

٣٤ یہ بھی یاد رکھو کہ اگر تم نے اپنے آپ کو' اپنے اعمال کی وجہ سے' عذابِ خداوندی کا مستوجب بنا لیا تو پھر اگر میں بھی ہزار چاہوں کہ تمہارے چاکِ داماں کی رفوگری کروں' تو ایسا نہیں کر سکوں گا۔ اس وقت میری غمخواری بھی تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکے گی۔ تمہارا آقا اور مالک' خدا ہے۔ میں نہیں۔ اور تمہارا ہر قدم اس کی طرف اٹھ رہا ہے۔ تمہارے تمام اعمال کے نتائج' اس کے قانونِ مکافات کی رُو سے مرتب ہوں گے۔ (اس میں' میں بھی کچھ نہیں کر سکوں گا)۔

٣٥ (خدا نے کہا کہ اے نوح!) کیا یہ لوگ کہتے ہیں کہ تم نے یہ باتیں از خود وضع کر لی ہیں اور انہیں خدا کی طرف غلط منسوب کرتے ہو؟ ان سے کہہ دو کہ اگر میں نے ایسا کیا ہے تو میرا جرم مجھ پر ہے۔ (تم سے اس کی باز پرس نہیں ہو گی)۔ اور جو جرائم تم کر رہے ہو' ان کی پاداش تمہیں اٹھانی پڑے گی۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں۔ (تم یہ کہہ کر مطمئن نہ ہو جاؤ کہ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں وہ میرا خود ساختہ ہے۔ تم یہ دیکھو کہ جو کچھ تم کر رہے ہو' وہ کیسا ہے؟)۔

٣٦ اس مقام پر نوح کی طرف وحی کی گئی کہ جو لوگ اس وقت تک ایمان لا چکے ہیں' ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائے گا۔ لہذا' جو کچھ یہ کر رہے ہیں' اس پر تم (بیکار) غم نہ کھاؤ۔ (تمہاری غمخواریاں اور جانگدازیاں' ان کی حالت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں کر سکیں گی۔ اب وقت آ گیا ہے کہ تم ان سے الگ ہو جاؤ۔

٣٧ اب تم ہماری زیرِ نگرانی' اور ہماری وحی کے مطابق کشتی بنانا شروع کر دو

فِى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ۚ اِنَّهُمْ مُّغْرَقُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَيَصْنَعُ الْفُلْكَ ۗ وَكُلَّمَا مَرَّ عَلَيْهِ مَلَاٌ مِّنْ قَوْمِهٖ سَخِرُوْا مِنْهُ ۗ
قَالَ اِنْ تَسْخَرُوْا مِنَّا فَاِنَّا نَسْخَرُ مِنْكُمْ كَمَا تَسْخَرُوْنَ ﴿۳۸﴾ فَسَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَ
يَحِلُّ عَلَيْهِ عَذَابٌ مُّقِيْمٌ ﴿۳۹﴾ حَتّٰۤى اِذَا جَآءَ اَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّوْرُ ۙ قُلْنَا احْمِلْ فِيْهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ
وَاَهْلَكَ اِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ وَمَنْ اٰمَنَ ۗ وَمَاۤ اٰمَنَ مَعَهٗۤ اِلَّا قَلِيْلٌ ﴿۴۰﴾ وَقَالَ ارْكَبُوْا فِيْهَا بِسْمِ

اور دیکھو! ان سرکشوں کے بارے میں ہم سے کچھ نہ کہنا۔ اس لئے کہ' ان کے اعمال کی وجہ سے ان کی تباہی مسلم ہو چکی ہے۔ یہ سب غرق کر دیئے جائیں گے۔ (۲۳/۴)۔

۳۸ چنانچہ اس نے کشتی بنانی شروع کر دی۔ اس کی قوم کے سردار جب ادھر سے گزرتے' اور اسے کشتی بناتے دیکھتے' تو اس کا تمسخر اڑاتے۔ اس کے جواب میں نوحؑ ان سے کہتا کہ اگر تم ہماری ہنسی اڑانا چاہتے ہو' تو اڑا لو۔ جس طرح تم آج ہماری ہنسی اڑاتے ہو' ایک وقت آئے گا کہ ہم اسی طرح تمہاری حماقتوں پر ہنسیں گے۔

۳۹ اور اس میں زیادہ وقت بھی نہیں لگے گا۔ تم عنقریب دیکھ لو گے کہ وہ عذاب کس پر آتا ہے جو اُسے رسوا کرے گا۔ اور وہ وقتی عذاب نہیں ہوگا بلکہ ہمیشہ کے لئے نیست و نابود کر دینے والا ہوگا۔


۴۰ (چونکہ ان لوگوں نے اپنا یہ شیوہ بنا لیا تھا کہ نوحؑ کی ہر بات کی مخالفت کی جائے' اور ہر معاملہ میں اس کی ہنسی اڑائی جائے' اس لئے انہوں نے نوحؑ کی کشتی سازی کے معاملہ پر بھی سنجیدگی سے غور نہ کیا۔ ورنہ اگر وہ ذرا عقل و فکر سے کام لیتے اور جس طرح نوحؑ انہیں آنے والے خطرہ سے آگاہ کر رہا تھا' اس کی بات پر کان دھرتے' تو وہ ایسا نہ کرتے۔ بہرحال' وہ اس کا مذاق اڑاتے رہے' تا آنکہ) جب قانونِ خداوندی کے مطابق' وقت آ گیا تو ارد گرد کی پہاڑیوں سے' بارش کا پانی جوش مارتا ہوا' وادی میں آنا شروع ہو گیا (۱۱/۴۴)۔ اور اس نے سیلاب کی شکل اختیار کر لی۔ ہم نے نوحؑ سے کہا کہ ہر ضرورت کی شے کے دو دو جوڑے' اپنے ساتھ کشتی میں رکھ لو۔ اور اپنے "اہل و عیال" کو بھی اپنے ساتھ لے لو' بجز اس کے جس کے متعلق پہلے کہا جا چکا ہے کہ وہ اپنی غلط روش کی بنا پر عذاب کا مستحق ہو چکا ہے۔ (یعنی نوحؑ کا بیٹا۔ ۱۱/۴۵۔ اور اس کی بیوی۔ ۶۶/۱۰)۔ نیز ان لوگوں کو بھی ساتھ لے لو جو ایمان لا چکے ہیں۔ ان کی تعداد کچھ زیادہ نہ تھی۔


۴۱ چنانچہ نوحؑ نے ان لوگوں سے کہا کہ اس میں سوار ہو جاؤ۔ (انہوں نے پوچھا کہ جانا کہاں ہے؟ اس پر نوحؑ نے کہا کہ اس کی بابت مت پوچھو۔ تم سوار ہونے کی کرو) اس کشتی کو

اللّٰہِ مَجۡرٖىہَا وَ مُرۡسٰىہَا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۴۱﴾ وَ ہِیَ تَجۡرِیۡ بِہِمۡ فِیۡ مَوۡجٍ کَالۡجِبَالِ ۟ وَ نَادٰی نُوۡحُۨ
ابۡنَہٗ وَ کَانَ فِیۡ مَعۡزِلٍ یّٰـبُنَیَّ ارۡکَبۡ مَّعَنَا وَ لَا تَکُنۡ مَّعَ الۡکٰفِرِیۡنَ ﴿۴۲﴾ قَالَ سَاٰوِیۡۤ اِلٰی جَبَلٍ یَّعۡصِمُنِیۡ
مِنَ الۡمَآءِ ؕ قَالَ لَا عَاصِمَ الۡیَوۡمَ مِنۡ اَمۡرِ اللّٰہِ اِلَّا مَنۡ رَّحِمَ ۚ وَ حَالَ بَیۡنَہُمَا الۡمَوۡجُ فَکَانَ مِنَ
الۡمُغۡرَقِیۡنَ ﴿۴۳﴾ وَ قِیۡلَ یٰۤاَرۡضُ ابۡلَعِیۡ مَآءَکِ وَ یٰسَمَآءُ اَقۡلِعِیۡ وَ غِیۡضَ الۡمَآءُ وَ قُضِیَ الۡاَمۡرُ وَ اسۡتَوَتۡ عَلَی
الۡجُوۡدِیِّ وَ قِیۡلَ بُعۡدًا لِّلۡقَوۡمِ الظّٰلِمِیۡنَ ﴿۴۴﴾ وَ نَادٰی نُوۡحٌ رَّبَّہٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابۡنِیۡ مِنۡ اَہۡلِیۡ وَ اِنَّ وَعۡدَکَ

اللہ کے نام پر چلنا ہے اور اُسی کے نام سے رکنا ہے۔ (یہ سب کچھ اس کی وحی کے مطابق ہو رہا ہے۔ البتہ اس کا یقین رکھو کہ اس سے کوئی مصیبت نہیں آئے گی۔ اس لئے، کہ خدا کا قانونِ ربوبیت، جس کے مطابق یہ سب کچھ کیا جا رہا ہے) اپنے اندر، سامانِ حفاظت اور ذرائع پرورش، سب رکھتا ہے۔

۴۲ چنانچہ (وہ چل پڑے) ان کی کشتی انہیں ایسی تلاطم انگیز موجوں میں (بحفاظت لئے) جا رہی تھی جو پہاڑ کی طرح اٹھ رہی تھیں۔

(کشتی کے روانہ ہونے سے قبل) نوحؑ نے اپنے بیٹے کو آواز دی، جو اس کی جماعت میں شامل نہیں ہوا تھا، الگ رہا تھا، کہ بیٹا! تم بھی ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور ان انکار کرنے والوں کا ساتھ چھوڑ دو۔

۴۳ اس نے کہا کہ (تم جاؤ۔ میں تمہارے ساتھ جانا نہیں چاہتا۔ ایسا ہی ہو گا تو) میں کسی پہاڑ پر پناہ لے لوں گا جو مجھے سیلاب سے بچا لے گا۔ اس پر نوحؑ نے کہا کہ بیٹا! تم غلط فہمی میں مبتلا ہو۔ آج اس طوفان سے، جو خدا کے قانون کے مطابق آ رہا ہے، کوئی بچانے والا نہیں۔ اس سے وہی بچ سکے گا جو خدا پر ایمان لا کر، اس کی رحمت کے دامن میں پناہ لے لے۔

اتنی بات ہوئی تھی کہ ان دونوں کے درمیان ایک بلند موج حائل ہو گئی، اور وہ بھی دوسروں کے ساتھ ڈوب گیا۔

۴۴ اور پھر (اللہ کا حکم ہوا کہ) اے زمین! تو اپنا پانی پی لے۔ اور اے بادلو! تم تھم جاؤ۔ چنانچہ پانی کا چڑھاؤ اتر گیا اور یوں وہ حادثہ ختم ہو گیا۔ اور نوحؑ کی کشتی، صحیح وسلامت، جودی پر ٹھہر گئی۔ اور جماعت مومنین کو بتا دیا کہ وہ ظالم (جو تمہیں اس طرح تنگ کیا کرتے تھے) زندگی اور اس کی کامرانیوں سے محروم ہو چکے ہیں۔

۴۵ جب یوں اطمینان ہو گیا تو نوحؑ نے اپنے رب کو پکارا اور کہا کہ اے میرے نشوونما

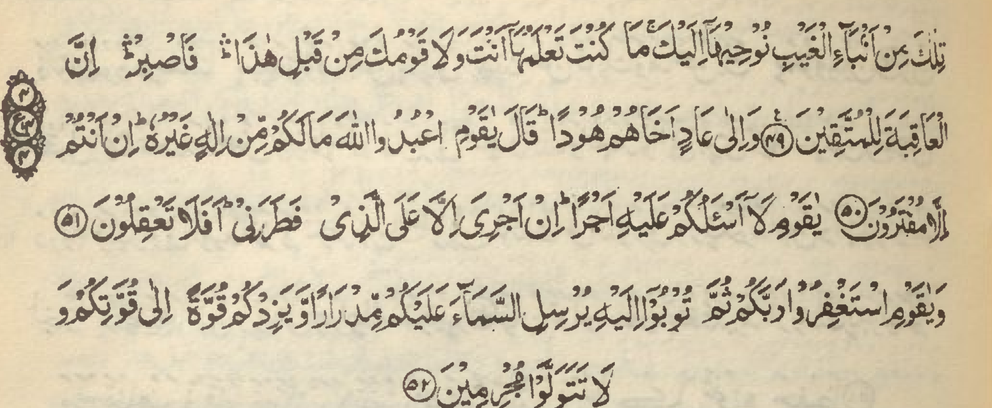
الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۴۵﴾ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۖ فَلَا تَسْـَٔلْنِ
مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْـَٔلَكَ مَا
لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۴۷﴾ قِيْلَ يٰنُوْحُ اهْبِطْ بِسَلٰمٍ مِّنَّا وَ
بَرَكٰتٍ عَلَيْكَ وَعَلٰٓي اُمَمٍ مِّمَّنْ مَّعَكَ ۭ وَاُمَمٌ سَنُمَتِّعُهُمْ ثُمَّ يَمَسُّهُمْ مِّنَّا عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۴۸﴾

دینے والے! میرا بیٹا میرے اہل سے تھا- اور تیرا وعدہ تھا کہ میرے اہل کو بچا لیا جائے گا- اور تیرے وعدے ہمیشہ سچے ہوتے ہیں اور تیرے اوپر کوئی حاکم بھی نہیں جو تیرے فیصلوں کو بدل دے۔ ان حقائق کے پیش نظر میرے بیٹے کو تو محفوظ رہنا چاہیئے تھا- وہ کیوں غرق کر دیا گیا!

۴۶ اس پر خدا نے کہا کہ اے نوحؑ! (تو نے "اہل" کا صحیح مفہوم نہیں سمجھا- وہ بیشک تیرا بیٹا تھا) لیکن تیرے اہل میں سے نہیں تھا- (تیرے اہل میں سے وہی ہو سکتے ہیں جن کے اعمال صالح ہوں)- اور اس کے اعمال غیر صالح تھے- ("اپنے" اور "بیگانے" کا یہ وہ معیار ہے جس کا تجھے علم نہیں تھا)- لہذا تجھے اس چیز کا مجھ سے مطالبہ نہیں کرنا چاہیئے جس کا تجھے علم نہ ہو- میں تمہیں ان باتوں کی اس لئے نصیحت کرتا ہوں کہ تمہیں حقائق کا علم ہو جائے۔

۴۷ نوحؑ نے کہا کہ اے میرے نشو و نما دینے والے! میں اگر تجھ سے کسی ایسی چیز کا مطالبہ کر لیتا ہوں جس کا مجھے علم نہیں ہوتا (تو' تو جانتا ہے کہ وہ محض ناواقفی کی بنا پر ہوتا ہے- کسی اور خیال سے نہیں ہوتا)- اس لئے مجھے توقع ہے کہ ان امور میں تیری شفقت اور رافت میری پوری طرح دیکھ بھال کرتی رہے گی اگر تیری طرف سے مجھے سامان حفاظت اور پرورش نہ ملیگا تو میں برباد ہو جاؤں گا-

۴۸ ہم نے کہا کہ اے نوحؑ! اب کشتی سے اتر پڑو کیونکہ اب کوئی خطرہ باقی نہیں رہا- (شاید تمہارے ساتھیوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ جو زمین اتنے دنوں تک غرقاب رہی ہے اس میں سامان زندگی کہاں سے ملے گا؟ سو اس بات کی فکر نہ کرو)- تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو سامان زیست بڑی فراوانی سے ملے گا- باقی رہیں وہ جماعتیں جو تمہارا ساتھ نہیں دیں گی- سو ہمارے قانون طبیعی کے مطابق انہیں بھی دنیاوی زندگی میں سامان زیست ملے گا لیکن ان کا مستقبل تاریک ہو گا اور وہ آخر الامر دردناک تباہی میں مبتلا ہوں گے- (۱۱/۱۵-۱۶)-



تلك من انباء الغيب نوحيها اليك ما كنت تعلمها انت ولا قومك من قبل هذا فاصبر ان
العاقبة للمتقين ﴿٤٩﴾ والى عاد اخاهم هودا قال يقوم اعبدوا الله ما لكم من اله غيره ان انتم
الا مفترون ﴿٥٠﴾ يقوم لا اسئلكم عليه اجرا ان اجري الا على الذي فطرني افلا تعقلون ﴿٥١﴾
ويقوم استغفروا ربكم ثم توبوا اليه يرسل السماء عليكم مدرارا ويزدكم قوة الى قوتكم و
لا تتولوا مجرمين ﴿٥٢﴾

۴۹ اے رسول! یہ وہ غیب کی باتیں ہیں جو ہم تمہیں بذریعہ وحی بتارہے ہیں۔ غیب کی اس لئے کہ اس سے پہلے تم یا تمہاری قوم' ان تفاصیل سے واقف نہیں تھی۔ اور بتا اس لئے رہے ہیں کہ تاریخ کے ان نوشتوں سے تمہارے دل کو تقویت حاصل ہو کہ ابتداءً کتنی ہی مشکلات کا سامنا کیوں نہ کرنا پڑے' آخر الامر کامیابی اسی جماعت کی ہوتی ہے جو قوانین خداوندی کی نگہداشت کرے۔ جب حقیقت یہ ہے تو تم نہایت استقامت سے اپنے پروگرام پر عمل پیرا رہو۔ تمہاری کامیابی یقینی ہے۔

۵۰ اسی طرح' قوم عاد کی طرف' ان کے بھائی بندوں میں سے' ہودؑ کو رسول بنا کر بھیجا گیا۔ اس نے ان سے کہا کہ میری قوم! تم صرف قوانین خداوندی کی محکومیت اختیار کرو۔ اُس کے سوا' کائنات میں کسی کا اقتدار نہیں۔ اس لئے تمہارا الٰہ بھی اس کے سوا کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ اگر تم اس کے علاوہ کوئی اور عقیدہ رکھتے ہو' تو وہ تمہارا خود ساختہ من گھڑت مذہب ہے۔

۵۱ اے میری قوم! میں تم سے جو کچھ کہتا ہوں' اور تمہاری بہبودی کے لئے جو کچھ کرنا چاہتا ہوں' اس کے لئے میں تم سے کوئی معاوضہ نہیں چاہتا۔ میرا اجر و معاوضہ اس خدا کے ذمے ہے جس نے مجھے پیدا کیا ہے۔ اگر تم ذرا بھی عقل و فکر سے کام لو (تو یہ بات بآسانی تمہاری سمجھ میں آجائے کہ جس بات میں ایک شخص کا کوئی ذاتی فائدہ نہ ہو' وہ اخلاص ہی پر مبنی ہوگی)۔

۵۲ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ تم اپنی غلط روش کی وجہ سے آنے والی تباہی سے بچنے کے لئے قوانین خداوندی سے حفاظت طلب کرو۔ اور اپنے تمام باطل عقائد چھوڑ کر' اس کی طرف لوٹ آؤ۔ تم اس کی شانِ ربوبیت کو نہیں دیکھتے کہ وہ کس طرح تمہاری خشک زمینوں کو بارش سے سیراب کرتا ہے جس سے تمہاری قوتیں دن بدن بڑھتی چلی جاتی ہیں۔ اسکا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ تم اسکے قوانین کی اطاعت کر کے اپنی شکر گذاری کا ثبوت دو۔ نہ یہ کہ الٹا ظلم و ستم پر اتر آؤ اور مجرمین

قَالُوْا يٰهُوْدُ مَا جِئْتَنَا بِبَيِّنَةٍ وَّمَا نَحْنُ بِتَارِكِيْٓ اٰلِهَتِنَا عَنْ قَوْلِكَ وَمَا نَحْنُ لَكَ بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۳﴾ اِنْ
نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰىكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ ؕ قَالَ اِنِّيْٓ اُشْهِدُ اللّٰهَ وَاشْهَدُوْٓا اَنِّيْ بَرِيْٓءٌ مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿۵۴﴾ مِنْ
دُوْنِهٖ فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ اِنِّيْ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ رَبِّيْ وَرَبِّكُمْ ؕ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ
اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۵۶﴾ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ مَّآ اُرْسِلْتُ بِهٖٓ اِلَيْكُمْ ؕ
وَيَسْتَخْلِفُ رَبِّيْ قَوْمًا غَيْرَكُمْ ۚ وَلَا تَضُرُّوْنَهٗ شَيْـًٔا ؕ اِنَّ رَبِّيْ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ حَفِيْظٌ ﴿۵۷﴾

کی طرح اس کے قوانین سے مُنہ موڑ لو۔

۵۳ انہوں نے ہودؑ سے کہا کہ تم نے اپنے دعوے کے ثبوت میں کوئی ایسی دلیل پیش نہیں کی جسے ہم واقعی محکم دلیل سمجھیں۔ ہم اپنے معبودوں کو، محض تمہارے کہنے کی وجہ سے نہیں چھوڑ سکتے۔ اس لئے ہم تمہاری بات نہیں مانیں گے۔

۵۴ ہمیں کچھ ایسا نظر آتا ہے کہ (تم نے جو ہمارے معبودوں کی گستاخی کی ہے تو) تم پر ان میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے (جو تم اس قسم کی بہکی بہکی باتیں کرنے لگ گئے ہو۔ ورنہ اس سے پہلے تم اچھے بھلے تھے)۔

اس کے جواب میں ہودؑ نے صرف اتنا کہا —— اور اس قسم کی ذہنیت رکھنے والوں سے اور کہا بھی کیا جا تا! —— کہ میں اس پر خدا کو گواہ ٹھیراتا ہوں، اور تم بھی گواہ رہنا کہ تم غیر اللہ میں سے جس جس کو اُس کا شریک قرار دیتے ہو، میں ان سے یکسر بیزار ہوں۔

۵۵ تم جو کچھ میرے خلاف کرنا چاہتے ہو، سب کے سب مل کر کر لو۔ اور مجھے ذرا بھی مہلت نہ دو۔ (اس کے بعد دیکھو کہ نتیجہ کیا نکلتا ہے!)۔

۵۶ میرا بھروسہ خدا کے قانون مکافاتِ عمل پر ہے جو بڑا ہی محکم گیر اور قابلِ اعتماد ہے۔ اس خدا کا قانون جو میرا اور تمہارا، سب کا نشو و نما دینے والا ہے۔ تم تو ایک طرف رہے، کائنات میں کوئی ذی حیات ایسا نہیں جو اس کے قانون مکافات کی گرفت سے باہر ہو۔ میرا خدا، (حق و عدل کی) سیدھی اور توازن بدوش راہ پر ہے۔ (لہٰذا، تم بھی، اس کے پیچھے پیچھے، اسی راہ پر چلو ($\frac{1}{5}$)۔

۵۷ اگر تم اس راہ سے روگردانی کرو گے تو اس کے نتائج کی ذمہ داری مجھ پر عائد نہیں ہوگی۔ میرے ذمے فقط اتنا تھا کہ میں تم تک خدا کا پیغام پہنچا دوں۔ سو وہ میں نے پہنچا دیا۔ اب تم دیکھ لو گے کہ خدا کا قانونِ مکافات (تمہیں کس طرح تباہ و برباد کر کے) تمہاری جگہ ایک دُ

وَلَمَّا جَاءَ أَمْرُنَا نَجَّيْنَا هُودًا وَّالَّذِينَ آمَنُوا مَعَهُ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا ۚ وَنَجَّيْنَاهُم مِّنْ عَذَابٍ غَلِيظٍ ﴿٥٨﴾ وَ
تِلْكَ عَادٌ ۖ جَحَدُوا بِآيَاتِ رَبِّهِمْ وَعَصَوْا رُسُلَهُ وَاتَّبَعُوا أَمْرَ كُلِّ جَبَّارٍ عَنِيدٍ ﴿٥٩﴾ وَأُتْبِعُوا فِي هَٰذِهِ
۵ ع ۵ الدُّنْيَا لَعْنَةً وَّيَوْمَ الْقِيَامَةِ ۗ أَلَا إِنَّ عَادًا كَفَرُوا رَبَّهُمْ ۗ أَلَا بُعْدًا لِّعَادٍ قَوْمِ هُودٍ ﴿٦٠﴾ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ
صَالِحًا ۚ قَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ هُوَ أَنشَأَكُم مِّنَ الْأَرْضِ وَاسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا
فَاسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوا إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّي قَرِيبٌ مُّجِيبٌ ﴿٦١﴾ قَالُوا يَا صَالِحُ قَدْ كُنتَ فِينَا مَرْجُوًّا قَبْلَ هَٰذَا ۖ أَتَنْهَانَا

قوم کو لے آتا ہے۔ تم خدا کا کچھ نہیں بگاڑ سکو گے۔ وہ ہر چیز کا نگران حال ہے۔

۵۸ چنانچہ جب اس قوم کی غلط رَوش کے نتائج برآمد ہونے کا وقت آگیا' تو ہم نے ہودؑ اور اسکے ساتھیوں کو' جو خدا پر ایمان لائے تھے اپنی مرحمت سے' اس سخت عذاب سے محفوظ رکھا (جس میں وہ قوم مبتلا ہونے والی تھی)۔

۵۹ یہ ہے سرگذشت قوم عاد کی' جس نے اپنے پروردگار کے قوانین سے انکار کیا اور اس کے رسولوں (کی دعوت) سے سرکشی برتی۔ اور اپنے ان سرکش اور مستبد حکام کی اطاعت کرتے رہے جو جان بوجھ کر حق کی مخالفت کرتے تھے۔

۶۰ اس کا نتیجہ یہ تھا کہ وہ' حال اور مستقبل' دونوں کی زندگی میں' نوازشاتِ خداوندی سے محروم رہ گئے —— یاد رکھو! یہ سب اس لئے ہوا کہ انہوں نے اپنے نشوونما دینے والے کے قوانین سے انکار کیا تھا —— دیکھو! قومِ عاد کس طرح زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ گئی!

۶۱ اسی طرح' قومِ ثمود کی طرف' اس کے بھائی بندوں میں سے' صالحؑ کو رسول بنا کر بھیجا۔ اس نے بھی ان سے یہی کہا کہ تم صرف قوانین خداوندی کی محکومیت اختیار کرو۔ اس کے سوا تمہارے لئے کوئی صاحب اقتدار نہیں۔ اس نے تمہیں اس ملک میں اٹھا کھڑا کیا اور اچھی طرح آباد کیا۔ تمہیں چاہیئے کہ' تمہاری غلط رَوش کی بنا پر' جو تباہی تم پر آنے والی ہے' اس سے بچنے کے لئے' خدا کے قوانین سے حفاظت طلب کرو۔ ہر طرف سے منہ موڑ کر' اس کی طرف رجوع کرو اور یوں اس کی رحمت کے سائے تلے آجاؤ۔ یاد رکھو! وہ تم سے دور نہیں' قریب ہے۔ اور تمہاری ہر پکار کا جواب دیتا ہے۔ (۲/۱۸۶)۔

۶۲ انہوں نے کہا کہ اے صالحؑ! تم سے تو ہماری بڑی امیدیں وابستہ تھیں (کہ تم اپنے بزرگوں کے سچے جانشین بنو گے ہمارے معبودوں کا بول بالا کرو گے۔ اپنی قابلیت سے اس مذہب کو دُور دُور تک پھیلاؤ گے۔ لیکن تم نے اب ایسی باتیں شروع کردیں جن سے ہماری تمام امیدیں خاک میں مل گئیں۔

أَن نَّعْبُدَ مَا يَعْبُدُ آبَاؤُنَا وَإِنَّنَا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿۶۲﴾ قَالَ يَا قَوْمِ أَرَأَيْتُمْ إِن كُنتُ عَلَىٰ
بَيِّنَةٍ مِّن رَّبِّي وَآتَانِي مِنْهُ رَحْمَةً فَمَن يَنصُرُنِي مِنَ اللَّهِ إِنْ عَصَيْتُهُ ۖ فَمَا تَزِيدُونَنِي غَيْرَ تَخْسِيرٍ ﴿۶۳﴾
وَيَا قَوْمِ هَٰذِهِ نَاقَةُ اللَّهِ لَكُمْ آيَةً فَذَرُوهَا تَأْكُلْ فِي أَرْضِ اللَّهِ ۖ وَلَا تَمَسُّوهَا بِسُوءٍ فَيَأْخُذَكُمْ عَذَابٌ
قَرِيبٌ ﴿۶۴﴾ فَعَقَرُوهَا فَقَالَ تَمَتَّعُوا فِي دَارِكُمْ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ ۖ ذَٰلِكَ وَعْدٌ غَيْرُ مَكْذُوبٍ ﴿۶۵﴾

تم ذرا سوچو تو سہی کہ تم ہم سے کیا کہہ رہے ہو؟ تم ہم سے یہ کہتے ہو کہ ہم انہیں اپنا معبود ماننا چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے آباء واجداد کرتے چلے آئے ہیں۔ جس بات کی طرف تم ہمیں بلاتے ہو، ہمیں تو اس کی صداقت میں بڑا ہی شک ہے۔ اور اس کی وجہ سے ہمارے دل میں بڑا اضطراب پیدا ہوتا ہے (کیونکہ وہ ہمارے اسلاف کے مسلک کے خلاف ہے)۔

۶۳ اس پر صالحؑ نے کہا کہ اے میری قوم! کیا تم نے کبھی اس پر بھی غور کیا ہے کہ خدا نے مجھے وحی جیسی نعمت کبریٰ سے نوازا ہے، اور اس کی بناء پر میں صحیح راستے کی طرف راہ نمائی دینے والی روشن قندیل لئے کھڑا ہوں۔ اگر اس کے باوجود میں اس کے احکام سے سرکشی اختیار کروں تو مجھے اسکے قانونِ مکافات کی گرفت سے کون بچا لے گا؟ تم جو کچھ مجھ سے چاہتے ہو، اس سے تم میرے بھلے کی بات نہیں کرتے بلکہ سراسر تباہی کی طرف لیجاتے ہو۔

۶۴ (تم نے اس سامانِ رزق پر، جو خدا کی طرف سے بلا مزد و معاوضہ ملتا ہے، اور جو تمام نوعِ انسان کے لئے یکساں طور پر کھلا رہنا چاہیئے، حد بندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ تم غریبوں اور کمزوروں کے جانوروں تک کو نہ کھلی زمین میں چرنے دیتے ہو، نہ چشموں سے پانی پینے دیتے ہو۔ تم نے ان سب کو اپنے جانوروں کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ دیکھو!) یہ ایک اونٹنی ہے جو کسی کی ملکیت نہیں۔ میں اس اللہ کی اونٹنی کو، اللہ کی زمین میں، کھلے چھوڑتا ہوں تاکہ یہ اس میں چرے پھرے (اور اپنی باری پر پانی پیئے ۹۱/۱۲)۔ اگر تم نے اسے اس طرح چرنے دیا تو یہ اس امر کی نشانی ہوگی کہ تم اپنی موجودہ روش سے باز آجانے کا ارادہ رکھتے ہو۔ لیکن اگر تم نے اسے نقصان پہنچایا تو اس سے ظاہر ہو جائے گا کہ تم اپنی غلط روش کو چھوڑنے والے نہیں۔ اس کے بعد، تم پر تباہی کا وہ عذاب آجائے گا جس کے ظہور کا وقت کچھ دور نہیں۔ میری آنکھیں اسے بہت قریب دیکھ رہی ہیں۔

۶۵ انہوں نے اس اونٹنی کو مار ڈالا۔ اس پر صالحؑ نے کہا کہ تم اپنے گھروں میں تین دن تک اور بس لو۔ اس کے بعد تم پر تباہی آجائے گی۔ یہ ایسا وعدہ ہے جو کبھی جھوٹا ثابت نہیں ہوگا۔

فَلَمَّا جَآءَ اَمۡرُنَا نَجَّیۡنَا صٰلِحًا وَّالَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا مَعَهٗ بِرَحۡمَةٍ مِّنَّا وَمِنۡ خِزۡیِ یَوۡمِئِذٍ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ
الۡقَوِیُّ الۡعَزِیۡزُ ﴿٦٦﴾ وَاَخَذَ الَّذِیۡنَ ظَلَمُوا الصَّیۡحَةُ فَاَصۡبَحُوۡا فِیۡ دِیَارِهِمۡ جٰثِمِیۡنَ ﴿٦٧﴾ كَاَنۡ لَّمۡ یَغۡنَوۡا فِیۡهَا ؕ اَلَاۤ
اِنَّ ثَمُوۡدَاۡ كَفَرُوۡا رَبَّهُمۡ ؕ اَلَا بُعۡدًا لِّثَمُوۡدَ ﴿٦٨﴾ وَلَقَدۡ جَآءَتۡ رُسُلُنَاۤ اِبۡرٰهِیۡمَ بِالۡبُشۡرٰی قَالُوۡا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ
فَمَا لَبِثَ اَنۡ جَآءَ بِعِجۡلٍ حَنِیۡذٍ ﴿٦٩﴾ فَلَمَّا رَاٰۤ اَیۡدِیَهُمۡ لَا تَصِلُ اِلَیۡهِ نَكِرَهُمۡ وَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ
خِیۡفَةً ؕ قَالُوۡا لَا تَخَفۡ اِنَّاۤ اُرۡسِلۡنَاۤ اِلٰی قَوۡمِ لُوۡطٍ ﴿٧٠﴾

(چونکہ وہ صالحؑ کی کسی بات کو سچا نہیں مانتے تھے اس لئے انہوں نے اسے بھی دھمکی ہی سمجھا)۔

٦٦ چنانچہ جب ظہور نتائج کا وقت آگیا تو ہم نے صالحؑ کو اور اس کے ان ساتھیوں کو جو صاحبِ ایمان تھے، اپنی رحمت سے اس رسواکن عذاب سے بچالیا۔ یقیناً تیرے خدا کا قانون بڑا ہی طاقتور اور غالب رہنے والا ہے۔

٦٧ اور ان سرکش لوگوں کو ایک زور کی کڑک (اور زلزلہ ۷/۷۸) نے آلیا اور وہ اپنے گھروں میں بےحس وحرکت پڑے رہ گئے۔

٦٨ اور وہ گھر اس طرح ویران ہو گئے گویا یہ لوگ ان میں کبھی بسے ہی نہ تھے۔
یاد رکھو! ثمود نے قوانین خداوندی سے انکار و سرکشی کی راہ اختیار کر رکھی تھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ گئے۔

٦٩ (اور اسی طرح قوم لوط کی تباہی ہوئی۔ ان کا قصہ یوں ہے کہ) خدا نے اپنے فرستادگان ابراہیمؑ کی طرف بھیجے جنہوں نے اسے خوشخبری دی، (جس کا ذکر آگے چل کر آتا ہے)۔ انہوں نے ابراہیمؑ کو سلامتی کی دعا دی جس کے جواب میں ابراہیمؑ نے بھی ویسی ہی دعا دی۔ اور اس کے بعد بلاتوقف ان کے لئے ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا کہ مہمانوں کی تواضع کی جائے۔

٧٠ لیکن اس نے دیکھا کہ وہ مہمان کھانے کی طرف ہاتھ نہیں بڑھاتے۔ اس سے وہ ان کی طرف سے بدگمان سا ہوا اور دل میں خطرہ محسوس کیا۔ (کیونکہ اس ملک کا دستور تھا کہ جو کسی کے ہاں برے ارادے سے آتے وہ اس کے ہاں کھانا نہیں کھاتا تھا)۔ جب انہوں نے ابراہیمؑ کے ان وساوس کو محسوس کیا تو اس سے کہا کہ ڈرو نہیں۔ ہم قوم لوط کی طرف بھیجے گئے ہیں (تاکہ ان کی تباہی سے پہلے اتمام حجت ہو جائے، جس طرح ثمود کی تباہی سے پہلے ناقہ صالحؑ کے ذریعے اتمام حجت ہوا تھا۔ ۵۴/۲۸)۔

وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۞ ۷۱ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰٓى ءَاَلِدُ وَاَنَا
عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِيْ شَيْخًا ۭ اِنَّ هٰذَا لَشَيْءٌ عَجِيْبٌ ۞ ۷۲ قَالُوْٓا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ
عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ۭ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۞ ۷۳ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَاۗءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا
فِيْ قَوْمِ لُوْطٍ ۞ ۷۴ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۞ ۷۵

---

۷۱ ابراہیمؑ کی بیوی بھی پاس ہی کھڑی تھی۔ اسے یہ سن کر اطمینان ہوا اور وہ جی میں خوش ہوئی کہ خطرہ کی بات کوئی نہیں۔ عین اسی وقت ہم نے اسے اسحٰقؑ کی پیدائش کی خوشخبری دی۔ اور یہ بھی کہ اسحٰقؑ کے بعد ان کے ہاں ان کا پوتا یعقوبؑ پیدا ہوگا اور اس طرح اس سرزمین پر (قوم لوط کی تباہی کے بعد) ان کی نسل پھیل جائے گی۔

۷۲ اس پر ابراہیمؑ کی بیوی نے کہا کہ یہ تو بڑی تعجب انگیز ——— اور میرے لئے عجوبہ کن ——— بات ہے کہ میرے ہاں اس عمر میں جبکہ میں اس قدر سن رسیدہ ہو چکی ہوں' اولاد ہوگی۔ اور یہ میرے خاوند بھی بوڑھے ہو چکے ہیں۔ ان حالات میں اولاد کا ہونا' حیرت انگیز سی بات ہے۔

۷۳ اس پر انہوں نے کہا کہ تم اللہ کے کاموں پر تعجب کیوں کرتی ہو؟ اے اہل خانہ! یہ تو تمہارے لئے خدا کی رحمت اور برکت کی خوش خبریاں ہیں۔ اسکی رحمتوں ہی سے تو پتہ چلتا ہے کہ وہ کس قدر سزاوار حمد و ستائش اور کس قدر فراوانیاں عطا کرنے والا ہے۔ (۵۱/۲۹)۔

۷۴ جب ابراہیمؑ کے دل سے' ان کی طرف سے پیدا شدہ گھبراہٹ دور ہوگئی اور بیٹے کی خوشخبری سے اور بھی اطمینان حاصل ہوا' تو قوم لوط کے متعلق ان سے سوال و جواب کرنے لگا۔ کہ انہیں کیوں ہلاک کیا جا رہا ہے۔

۷۵ اس میں شبہ نہیں کہ ابراہیمؑ بڑا متحمل مزاج تھا' اس لئے وہ ذرا ذرا سی بات پر یونہی بھڑک نہیں اٹھتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی وہ سینے میں بڑا دردمند دل رکھتا تھا جس کی وجہ سے وہ دوسروں کی مصیبت کو بڑی شدت سے محسوس کرتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ قوم لوط کی تباہی کی خبر کو اس نے اس طرح محسوس کیا۔

لیکن اس کے ساتھ ہی' اس کی کیفیت یہ تھی کہ وہ ہر معاملہ کے فیصلے کے لئے ہماری طرف رجوع کرتا تھا۔ اس لئے اس کی رقیق القلبی' اتباعِ قوانین پر غالب نہیں آتی تھی۔

يَٰٓإِبۡرَٰهِيمُ أَعۡرِضۡ عَنۡ هَٰذَآۖ إِنَّهُۥ قَدۡ جَآءَ أَمۡرُ رَبِّكَۖ وَإِنَّهُمۡ ءَاتِيهِمۡ عَذَابٌ غَيۡرُ مَرۡدُودٖ ﴿٧٦﴾ وَلَمَّا جَآءَتۡ
رُسُلُنَا لُوطٗا سِيٓءَ بِهِمۡ وَضَاقَ بِهِمۡ ذَرۡعٗا وَقَالَ هَٰذَا يَوۡمٌ عَصِيبٞ ﴿٧٧﴾ وَجَآءَهُۥ قَوۡمُهُۥ يُهۡرَعُونَ إِلَيۡهِ وَمِن
قَبۡلُ كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ٱلسَّيِّـَٔاتِۚ قَالَ يَٰقَوۡمِ هَٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِي هُنَّ أَطۡهَرُ لَكُمۡۖ فَٱتَّقُواْ ٱللَّهَ وَلَا تُخۡزُونِ فِي
ضَيۡفِيٓۖ أَلَيۡسَ مِنكُمۡ رَجُلٞ رَّشِيدٞ ﴿٧٨﴾ قَالُواْ لَقَدۡ عَلِمۡتَ مَا لَنَا فِي بَنَاتِكَ مِنۡ حَقّٖ وَإِنَّكَ لَتَعۡلَمُ مَا نُرِيدُ ﴿٧٩﴾
قَالَ لَوۡ أَنَّ لِي بِكُمۡ قُوَّةً أَوۡ ءَاوِيٓ إِلَىٰ رُكۡنٖ شَدِيدٖ ﴿٨٠﴾ قَالُواْ يَٰلُوطُ إِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُوٓاْ إِلَيۡكَۖ

---

٧٦ انہوں نے کہا۔ اے ابراہیمؑ! تو اس بات کا خیال چھوڑ دے (کہ وہ قوم تباہی سے بچ جائے) حقیقت یہ ہے کہ تیرے پروردگار کے قانون کے مطابق، اس قوم کے اعمال کے نتائج کے ظہور کا وقت آچکا ہے۔ اب ان پر وہ تباہی آنے والی ہے جو پلٹ نہیں سکتی۔

٧٧ چنانچہ جب ہمارے فرستادگان، ابراہیمؑ سے رخصت ہو کر، لوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ ان کی وجہ سے پریشان ہو گیا، اور اپنی بے بسی کے احساس سے، دل میں کہنے لگا کہ آج بڑی مصیبت کا دن ہے۔ دیکھئے کیا ہوتا ہے! (اس کی پریشانی کی وجہ یہ بھی کہ وہ جانتا تھا کہ وہاں کے لوگ، نووارد، اجنبیوں سے، کس قسم کا سلوک کیا کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہ نووارد، آکر ٹھہرے بھی لوطؑ کے پاس تھے، اس لئے وہ اور بھی زیادہ پریشان ہو گیا)۔

٧٨ اس کی قوم کے لوگ اجنبیوں کے آنے کی خبر سُن کر، بدمستی میں دوڑتے ہوئے آئے —— وہ پہلے ہی سے اس روشِ بد کے خوگر تھے —— لوطؑ نے انہیں (الگ لے جا کر کہا کہ ذرا سوچو تو سہی کہ تم کیا کر رہے ہو!)۔ یہ تمہاری بیویاں، جو میرے لئے بمنزلہ میری بیٹیوں کے ہیں، تمہارے لئے جائز اور مناسب ہیں۔ ان کی طرف رجوع کرنا، بڑی پاکیزہ روش ہے۔ تم قوانینِ خداوندی کی نگہداشت کرو، اور میرے مہمانوں کے معاملہ میں مجھے رسوا نہ کرو۔ (یہ بڑی شرم کی بات ہے)۔ کیا تم میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو شرافت سے کام لے اور عقل و ہوش کو ہاتھ سے نہ جانے دے!

٧٩ انہوں نے کہا کہ تو جانتا ہے کہ ہمیں عورتوں سے جنہیں تو اپنی بیٹیاں کہتا ہے، کچھ دلچسپی نہیں۔ اور تجھے یہ بھی معلوم ہے کہ ہمارا ارادہ کیا ہے؟

٨٠ لوطؑ نے کہا کہ اے کاش! میرے پاس تمہارے مقابلہ کی خود طاقت ہوتی، یا کوئی قوی سہارا ہوتا جس کی مدد سے میں تمہیں ان حرکات سے روک سکتا۔

٨١ لوطؑ کے مہمانوں نے کہا کہ تم گھبراؤ نہیں۔ ہم تیرے پروردگار کے فرستادہ ہیں (او

فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِيْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ
مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَيْسَ الصُّبْحُ بِقَرِيْبٍ ﴿۸۱﴾ فَلَمَّا جَآءَ اَمْرُنَا جَعَلْنَا عَالِيَهَا سَافِلَهَا وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهَا
حِجَارَةً مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ مَّنْضُوْدٍ ﴿۸۲﴾ مُّسَوَّمَةً عِنْدَ رَبِّكَ ؕ وَمَا هِيَ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۳﴾ وَاِلٰى
مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا ؕ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ؕ وَلَا تَنْقُصُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ
اِنِّيْۤ اَرٰىكُمْ بِخَيْرٍ وَّاِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيْطٍ ﴿۸۴﴾

اتمامِ حجت کے لئے ان کی طرف آئے ہیں)۔ یہ لوگ تجھ پر قابو نہیں پاسکیں گے۔ تو ان کی دست درازیوں سے محفوظ رہے گا۔ یوں کرو کہ جب رات کا تھوڑا سا حصّہ گذر جائے تو اپنے رفقار کو لے کر یہاں سے نکل جاؤ' اور اس سرزمین سے یوں دامن جھاڑ کر اٹھ کھڑے ہو کہ پھر اس کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھو۔ تمہارے سب رفیق تمہارے ساتھ چلے جائیں گے لیکن تمہاری بیوی تمہارے ساتھ نہیں جائے گی۔ (یہ دوسری پارٹی سے تعلق رکھتی ہے اس لئے) اسے وہی کچھ پیش آئیگا جو دوسروں کو پیش آنے والا ہے۔ ان کی تباہی کے لئے صبح کا وقت مقرر ہو چکا ہے۔ اور صبح ہونے میں کچھ دیر نہیں۔

۸۲ چنانچہ جب اس تباہی کا وقت آگیا تو اس بستی کی تمام بلند عمارتیں نیچے گر کر پستیوں میں تبدیل ہو گئیں۔ (آتش فشاں پہاڑ کے ایک جھٹکے نے اسے تہ و بالا کر دیا) اور اس کے بڑے بڑے کھینگر ان پر بارش کی طرح برسنے لگے ($\frac{۵۱}{۳۴}$) —— پیہم اور مسلسل بارش کی طرح۔

۸۳ وہ پتھر' خدا کے ہاں سے موت کا پیغام بن کر ان پر نازل ہونے شروع ہو گئے۔ اس لئے کہ قانونِ مکافات کی رُو سے' تباہی کا عذاب' ظالمین سے کچھ دُور نہیں ہوتا (کہ اسے وہاں تک پہنچنے میں دیر لگے اور وہ اتنے میں اپنی حفاظت کا سامان کر لیں)۔

۸۴ اور اسی طرح ہم نے قومِ مدین کی طرف' ان کے بھائی بند' شعیبؑ کو بھیجا۔ اس نے بھی ان سے یہی کہا کہ تم صرف خدا کی محکومیت اختیار کرو۔ اس کے سوا تمہارے لئے کوئی صاحب اقتدار نہیں۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ اس وقت تو تم بڑے خوشحال ہو' لیکن تم نے اپنے معاشرہ میں' سخت معاشی ناہمواریاں پیدا کر رکھی ہیں۔ اس حالت کو بدلو اور اپنے ناپ تول کے پیمانوں کو پورا رکھو۔ ہر ایک کو اس کا پورا پورا حق دو۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا تو مجھے خطرہ ہے کہ تم پر ایسی تباہی آجائے گی جو تم سب کو اپنی لپیٹ میں لے لیگی۔

وَيٰقَوْمِ اَوْفُوا الْمِكْيَالَ وَالْمِيْزَانَ بِالْقِسْطِ وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿٨٥﴾
بَقِيَّتُ اللّٰهِ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَآ اَنَا عَلَيْكُمْ بِحَفِيْظٍ ﴿٨٦﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ اَصَلٰوتُكَ تَاْمُرُكَ اَنْ نَّتْرُكَ
مَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَآ اَوْ اَنْ نَّفْعَلَ فِيْٓ اَمْوَالِنَا مَا نَشٰٓؤُا ۭ اِنَّكَ لَاَنْتَ الْحَلِيْمُ الرَّشِيْدُ ﴿٨٧﴾ قَالَ يٰقَوْمِ اَرَءَيْتُمْ اِنْ كُنْتُ
عَلٰي بَيِّنَةٍ مِّنْ رَّبِّيْ وَرَزَقَنِيْ مِنْهُ رِزْقًا حَسَنًا ۭ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اُخَالِفَكُمْ اِلٰي مَآ اَنْهٰىكُمْ عَنْهُ ۭ اِنْ اُرِيْدُ اِلَّا
الْاِصْلَاحَ مَا اسْتَطَعْتُ ۭ وَمَا تَوْفِيْقِيْٓ اِلَّا بِاللّٰهِ ۭ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ﴿٨٨﴾

---

٨٥ اے میری قوم کے لوگو! اپنے معاشی نظام کی بنیاد عدل وانصاف پر رکھو اور کسی کے حق میں کمی نہ کرو۔ ایسا کرو گے تو ملک میں سخت ناہمواریاں پیدا ہو جائیں گی اور معاشرہ تہس نہس ہو جائے گا۔

٨٦ یاد رکھو! (جو کچھ تم اس طرح فریب کاری اور سلب ونہب سے جمع کر لیتے ہو، اگرچہ وہ بظاہر بہت کچھ نظر آتا ہے، لیکن وہ تمہارے لئے قطعاً نفع بخش نہیں ہو سکتا)۔ ثبات ودوام صرف ان مفادات کے لئے ہے جو قانون خداوندی کے مطابق حاصل کئے جائیں ــــ اور خدا کا قانون یہ ہے کہ ثبات ودوام اسے حاصل ہو سکتا ہے جو نوعِ انسان کے لئے منفعت بخش ہو (۱۳/۱۷)۔ لیکن یہ بات تمہاری سمجھ میں اُس وقت آ سکتی ہے جب تم خدا کے قانون کی صداقت کو تسلیم کرو۔ (اگر تم اس پر یقین نہیں رکھتے تو اسے تم سے جبراً نہیں منوایا جا سکتا)۔ اس لئے کہ میں تم پر داروغہ بنا کر نہیں بھیجا گیا۔

٨٧ انہوں نے کہا کہ اے شعیبؑ! (تم جو کچھ کہتے تھے اس سے ہم نے سمجھا تھا کہ تم صرف پوجا پاٹ کا کوئی اپنا طریق لے کر آئے ہو۔ اس لئے ہم نے اس سے کچھ تعرض نہیں کیا تھا۔ ہمارے ذہن میں تھا کہ ہم اپنے آباء واجداد کے طریقے پر پوجا پاٹ کرتے رہیں گے۔ تم اپنے طریق پر کرتے رہو۔ لیکن ہم دیکھ رہے ہیں کہ یہ معاملہ صرف پوجا پاٹ کا نہیں۔ تیری صلوٰۃ صرف پرستش نہیں۔ یہ تو ہماری روزمرہ کی عملی زندگی کے اُن شعبوں میں بھی دخیل ہو رہی ہے جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں)۔ کیا تیری صلوٰۃ تجھ سے یہ کہتی ہے کہ ہم اُن معبودوں کو چھوڑ دیں جن کی عبادت ہمارے اسلاف کرتے چلے آئے ہیں۔ اور یہ کہ نہ ہم جس طرح ہمارا جی چاہے دولت حاصل کریں۔ اور نہ ہی جسطرح جی چاہے اُسے خرچ کریں؟ چہ خوب! اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارے آباء واجداد، جن سے یہ موجودہ نظام منتقل ہو کر چلا آ رہا ہے، سب ظالم اور جاہل تھے۔ اور عقل وفہم، تحمل اور بردباری۔ غریبوں کی ہمدردی اور غمخواری، سب تمہارے حصے میں آ گئی ہے!

٨٨ شعیبؑ نے کہا کہ اے میری قوم! ذرا اس پر غور کرو کہ میرے پروردگار نے عقل وبصیرت کے

وَيٰقَوْمِ لَا يَجْرِمَنَّكُمْ شِقَاقِيْٓ اَنْ يُّصِيْبَكُمْ مِّثْلُ مَآ اَصَابَ قَوْمَ نُوْحٍ اَوْ قَوْمَ هُوْدٍ اَوْ قَوْمَ صٰلِحٍ ۭ وَمَا قَوْمُ
لُوْطٍ مِّنْكُمْ بِبَعِيْدٍ ﴿۸۹﴾ وَاسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ثُمَّ تُوْبُوْٓا اِلَيْهِ ۭ اِنَّ رَبِّيْ رَحِيْمٌ وَّدُوْدٌ ﴿۹۰﴾ قَالُوْا يٰشُعَيْبُ مَا
نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ وَاِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْنَا ضَعِيْفًا ۚ وَلَوْلَا رَهْطُكَ لَرَجَمْنٰكَ ۡ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْنَا بِعَزِيْزٍ ﴿۹۱﴾

نمایاں راستے میرے سامنے کشادہ کر دیئے ہوں۔ اور لوٹ کھسوٹ، بددیانتی اور بے ایمانی سے حاصل کردہ روزی کے بجائے، مجھے نہایت عمدہ خوشگوار اور حلال وطیّب رزق عطا کی ہو۔ (تو میں اس کے بعد بھی تمہیں صحیح راستے کی طرف آنے کی دعوت نہ دوں؟)۔ نہ ہی میں ایسا کر سکتا ہوں کہ جن باتوں سے میں تمہیں روکتا ہوں، انہیں خود اختیار کر لوں۔ میں جو کچھ دوسروں سے کہتا ہوں خود اس کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا۔ میں تو اس کا تہیہ کر چکا ہوں کہ جہاں تک میرے بس میں ہوگا، میں تمہارے غلط نظام معاشرہ کی اصلاح کروں گا۔ (میں جانتا ہوں کہ اس عظیم مقصد کے حصول کے لئے جن اسباب و ذرائع کی ضرورت ہے وہ سردست مجھے میسر نہیں۔ لیکن) مجھے وہ تمام اسباب، قانونِ خداوندی کے مطابق عمل کرنے سے حاصل ہو جائیں گے۔ اس کے قانون کی محکمیت پر مجھے پورا پورا بھروسہ ہے۔ اور سفرِ حیات میں میرا ہر قدم، اُسی سرچشمۂ خیر و خوبی کی طرف اٹھتا ہے۔

۸۹ اے میری قوم! دیکھنا! میری مخالفت میں تم کوئی ایسی بات نہ کر بیٹھنا جس سے تمہارا بھی وہی حشر ہو جائے جو نوحؑ۔ ہودؑ یا صالحؑ کی قوم کا ہوا تھا۔ یا قومِ لوطؑ کا سا حال، جس سے تم اچھی طرح باخبر ہو کیونکہ وہ کچھ زیادہ عرصہ کی بات نہیں۔ نہ ہی ان کی تباہ شدہ بستیاں تم سے کچھ زیادہ دُور واقع ہوئی ہیں۔

۹۰ تم اپنی موجودہ غلط روش کے تباہ کن نتائج سے اس طرح بچ سکتے ہو کہ تم، اس راستے کو چھوڑ کر، خدا کے راستے کی طرف آجاؤ۔ اور سلب و نہب کے موجودہ نظام کی جگہ خدا کا نظامِ ربوبیت قائم کر کے، اس سے اپنی حفاظت کا سامان طلب کرو ——— وہ نظامِ خداوندی نہایت شفقت آمیز انداز سے سامانِ مرحمت عطا کرتا ہے۔

۹۱ انہوں نے کہا کہ اے شعیبؑ! پہلی بات یہ ہے کہ جو کچھ تم کہتے ہو اس میں سے بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں ہی نہیں آتیں! اس لئے انہیں ماننے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ دوسرے یہ کہ تم کوئی ایسے صاحبِ قوت و اقتدار بھی نہیں کہ اسکی وجہ سے ہم تمہاری باتوں کو مجبوراً مان لیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں محض تمہاری برادری کا لحاظ ہے۔ اگر یہ لوگ تمہارے ساتھ نہ ہوتے،

قَالَ يٰقَوْمِ اَرَهْطِيْٓ اَعَزُّ عَلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ ۭ وَاتَّخَذْتُمُوْهُ وَرَاۗءَكُمْ ظِهْرِيًّا ۭ اِنَّ رَبِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ مُحِيْطٌ ﴿٩٢﴾
وَيٰقَوْمِ اعْمَلُوْا عَلٰي مَكَانَتِكُمْ اِنِّىْ عَامِلٌ ۭ سَوْفَ تَعْلَمُوْنَ ۙ مَنْ يَّاْتِيْهِ عَذَابٌ يُّخْزِيْهِ وَمَنْ هُوَ كَاذِبٌ ۭ
وَارْتَقِبُوْٓا اِنِّىْ مَعَكُمْ رَقِيْبٌ ﴿٩٣﴾ وَلَمَّا جَاۗءَ اَمْرُنَا نَجَّيْنَا شُعَيْبًا وَّالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَ
اَخَذَتِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوا الصَّيْحَةُ فَاَصْبَحُوْا فِيْ دِيَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ ﴿٩٤﴾ كَاَنْ لَّمْ يَغْنَوْا فِيْهَا ۭ اَلَا بُعْدًا
لِّمَدْيَنَ كَمَا بَعِدَتْ ثَمُوْدُ ﴿٩٥﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰي بِاٰيٰتِنَا وَسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ﴿٩٦﴾ اِلٰى فِرْعَوْنَ وَ

توہم تمہیں سنگسار کر دیتے اور تم ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہ سکتے۔

92 شعیبؑ نے کہا کہ اچھا! تمہیں خدا کے قانونِ مکافات کا کوئی ڈر نہیں۔ ڈر ہے تو میری برادری کا ہے۔ میں اب سمجھا کہ تم جو خدا کا نام لیتے رہتے ہو وہ محض برائے وزنِ بیت ہے۔ تم نے اسے بطور (EXTRA) اپنے ساتھ رکھ چھوڑا ہے' کہ جب اور کوئی ذریعہ باقی نہ رہے تو اس سے کام لے لیا جائے' ورنہ مدد اور سہارے کے لئے تمہاری نگاہیں اور ہی طرف اٹھتی ہیں۔ حالانکہ اگر تم آنکھیں رکھتے تو تمہیں نظر آجاتا کہ خدا کا قانونِ مکافات تمہیں ہر طرف سے گھیرے ہوتے ہے۔

93 بہرحال' میں نے سمجھ لیا ہے کہ وعظ و نصیحت کا تم پر کوئی اثر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اب میں اس سے زیادہ کچھ نہیں کہنا چاہتا کہ تم اپنے پروگرام کے مطابق کام کرتے جاؤ اور مجھے میرے پروگرام کے مطابق کام کرنے دو۔ نتائج بہت جلد بتا دیں گے کہ وہ کون ہے جس پر رسوائن تباہی کا عذاب آنا ہے۔ اور کون سچا اور کون جھوٹا ہے۔

تم بھی انتظار کرو۔ میں بھی انتظار کرتا ہوں۔

94 چنانچہ جب ظہورِ نتائج کا وقت آگیا تو ہم نے شعیبؑ اور اسکے رفقاء کو جو اسکے ساتھ ایمان لائے تھے' اپنی رحمت کے مطابق بچا لیا اور جن لوگوں نے سرکشی اختیار کر رکھی تھی انہیں زلزلے کے سخت عذاب نے گھیر لیا۔ اور جب صبح ہوئی تو دیکھا گیا کہ وہ اپنے گھروں میں بے حس و حرکت پڑے تھے۔

95 اور ان کے گھر اس طرح ویران ہو چکے تھے گویا ان میں کبھی کوئی بسا ہی نہ تھا۔

دیکھو! اہلِ مدین بھی اس طرح زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ گئے' جس طرح ان سے پہلے' قوم ثمود محروم رہ گئی تھی۔

96 اور اسی طرح ہم نے موسیٰؑ کو اپنے قوانین' اور واضح سند (اتھارٹی) دے کر فرعون اور
97 اسکے سرداروں کی طرف بھیجا۔ انہوں نے موسیٰؑ کی بات نہ مانی اور فرعون کا حکم مانتے رہے' حالانکہ

مَلَاۡئِهٖ فَاتَّبَعُوۡۤا اَمۡرَ فِرۡعَوۡنَ ۚ وَمَاۤ اَمۡرُ فِرۡعَوۡنَ بِرَشِيۡدٍ ﴿۹۷﴾ يَقۡدُمُ قَوۡمَهٗ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ فَاَوۡرَدَهُمُ
النَّارَ ؕ وَبِئۡسَ الۡوِرۡدُ الۡمَوۡرُوۡدُ ﴿۹۸﴾ وَاُتۡبِعُوۡا فِىۡ هٰذِهٖ لَعۡنَةً وَّيَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ ؕ بِئۡسَ الرِّفۡدُ الۡمَرۡفُوۡدُ ﴿۹۹﴾ ذٰلِكَ
مِنۡ اَنۡۢـبَآءِ الۡقُرٰى نَقُصُّهٗ عَلَيۡكَ مِنۡهَا قَآئِمٌ وَّحَصِيۡدٌ ﴿۱۰۰﴾ وَمَا ظَلَمۡنٰهُمۡ وَلٰـكِنۡ ظَلَمُوۡۤا اَنۡفُسَهُمۡ فَمَاۤ اَغۡنَتۡ
عَنۡهُمۡ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِىۡ يَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ شَىۡءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمۡرُ رَبِّكَ ؕ وَمَا زَادُوۡهُمۡ غَيۡرَ تَتۡبِيۡبٍ ﴿۱۰۱﴾
وَكَذٰلِكَ اَخۡذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الۡقُرٰى وَهِىَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخۡذَهٗۤ اَلِيۡمٌ شَدِيۡدٌ ﴿۱۰۲﴾ اِنَّ فِىۡ ذٰلِكَ لَاٰيَةً

فرعون کے احکام یکسر استبداد پر مبنی تھے اور انہیں عقل وبصیرت سے بھی کوئی واسطہ نہ تھا۔

۹۸ (ہم نے موسیٰ سے کہا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہیں) جب بنی اسرائیل تمہارے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں گے تو یہ (فرعون) ان کی مخالفت میں اپنی قوم کو لے کر نکلے گا اور خود ان کی قیادت کرے گا اور اس طرح انہیں تباہی اور بربادی کے گھاٹ پر لے جائے گا' اور وہ بہت ہی برا گھاٹ ہوگا جس تک یہ لوگ پہنچیں گے (۱۴۰/۷)۔ یہی حالت ان کی آخرت کی زندگی میں ہوگی جہاں' یہ (فرعون) اپنی قوم کو جہنم تک پہنچا دے گا۔

۹۹ چنانچہ یہی ہوا۔ وہ قوم اس دنیا میں بھی زندگی کی خوشگواریوں سے محروم ہوگئی اور مستقبل کی زندگی کی شادابیوں سے بھی۔ یہ کیسا ناخوشگوار صلہ ہے جو کسی کو اس کی جدوجہد کا ملے۔ (لیکن جب جدوجہد ہی غلط ہو تو اس کا صلہ کس طرح خوشگوار مل جائے؟)۔

۱۰۰ یہ اقوامِ گزشتہ میں سے چند ایک کی سرگزشت ہے جسے ہم' تم سے' بیان کر رہے ہیں۔ ان میں سے کچھ آبادیاں تو ابھی تک موجود ہیں' اور باقی اُجڑ چکی ہیں۔

۱۰۱ (تم نے ان کے حالات سے دیکھ لیا ہوگا کہ) ہم نے ان پر کسی قسم کی زیادتی نہیں کی۔ انہوں نے خود ہی اپنے اوپر زیادتی کی (جو قوانینِ خداوندی کو چھوڑ کر' غیر خداوندی قوتوں کی اطاعت اختیار کر لی)۔ سو جب ان کے اعمال کے نتائج کے ظہور کا وقت آگیا تو وہ جن غیر خداوندی قوتوں کے احکام کی اطاعت کیا کرتے تھے اور انہیں اپنا خدا سمجھے بیٹھے تھے' وہ ان کے کسی کام بھی نہ آسکیں۔ ان کی اطاعت اس سے زیادہ کچھ نہ کر سکی کہ اُلٹا ان کی تباہی کا موجب بن جائے۔

۱۰۲ (لہٰذا' تاریخ کے ان نوشتوں سے تم اس محکم اصول کو یاد رکھو کہ) جب بھی کوئی قوم ظلم وسرکشی پر اتر آتے' تو خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت اسے پکڑ لیتی ہے۔ اور یہ گرفت بڑی سخت اور الم انگیز ہوتی ہے۔

لِمَنْ خَافَ عَذَابَ الْاٰخِرَةِ ؕ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا نُؤَخِّرُهٗۤ اِلَّا لِاَجَلٍ
مَّعْدُوْدٍ ؕ ﴿۱۰۴﴾ يَوْمَ يَاْتِ لَا تَكَلَّمُ نَفْسٌ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۚ فَمِنْهُمْ شَقِيٌّ وَّسَعِيْدٌ ﴿۱۰۵﴾ فَاَمَّا الَّذِيْنَ شَقُوْا فَفِي النَّارِ
لَهُمْ فِيْهَا زَفِيْرٌ وَّشَهِيْقٌ ۙ ﴿۱۰۶﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ اِنَّ
رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ﴿۱۰۷﴾

۱۰۳ اقوامِ گذشتہ کی اِن داستانوں اور قانونِ مکافات کے اس غیر متبدل اصول میں جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے' اس قوم کے لئے واضح دلائل ہیں جو مستقبل کی تباہ کاریوں اور بربادیوں کے احساس سے خائف رہتی ہے اور اس سے بچنا چاہتی ہے۔

(اسی محکم قانون کے مطابق اس قوم کا بھی حشر ہوگا جو' اے رسول! تیری دعوت کی اس طرح مخالفت کر رہی ہے)۔ ان کی اس روش کے نتائج اُس دن سامنے آئیں گے جب دونوں فریق' ایک میدان میں' ایک دوسرے کے مقابل جمع ہوں گے۔ یہ وہ دن ہوگا جب اعمال کے نتائج مشہود طور پر سامنے آجائیں گے۔ (یعنی اس انداز سے جسے سب محسوس طور پر دیکھ لیں)۔

۱۰۴ ہم' اپنے قانونِ مہلت کے مطابق' اس دن کو ایک مدتِ معینہ کے لئے ملتوی کر رہے ہیں۔ (لیکن یہ آکر ضرور رہے گا)۔

۱۰۵ اُس وقت سب فیصلے قانونِ خداوندی کے مطابق ہوں گے' اور کوئی شخص اُسکے خلاف بات تک نہیں کر سکے گا۔ (آج کی طرح نہیں کہ جس نے کچھ قوت فراہم کرلی' اس کی بات قانون بن گئی)۔

اُس وقت' دونوں گروہ نکھر کر الگ ہو جائیں گے (۳۶/۵۹) ـــــ ایک وہ جو زندگی کی خوشگواریوں اور سرفرازیوں سے محروم رہ جائیں گے۔ یہ بڑے ہی بدقسمت ہوں گے۔ دوسرے وہ جو ان خوشگواریوں سے بہرہ یاب ہوں گے۔ یہ بڑے خوش بخت ہوں گے۔

۱۰۶ زندگی کی شادابیوں سے محروم رہ جانے والوں کی سعی و عمل کی کھیتیاں جھلس کر رہ جائیں گی (کہ وہ عمل تھے ہی ایسے نتائج پیدا کرنے والے)۔ اور ان کے لئے عمر بھر کا چیخنا چلّانا اور واویلا کرنا ہوگا (۲۱/۱۰۰)۔

۱۰۷ یہ وہ قومیں ہیں جن میں دوبارہ زندہ ہونے کی صلاحیت باقی نہیں رہتی۔ اس لئے ان پر ہمیشہ کے لئے تباہی مسلط ہو جاتی ہے۔ یہ قوانین تیرے پروردگار نے' کائنات کے کلّی پرگرام

وَ اَمَّا الَّذِيْنَ سُعِدُوْا فَفِي الْجَنَّةِ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ عَطَآءً
غَيْرَ مَجْذُوْذٍ ﴿۱۰۸﴾ فَلَا تَكُ فِيْ مِرْيَةٍ مِّمَّا يَعْبُدُ هٰٓؤُلَآءِ مَا يَعْبُدُوْنَ اِلَّا كَمَا يَعْبُدُ اٰبَآؤُهُمْ مِّنْ قَبْلُ وَاِنَّا
لَمُوَفُّوْهُمْ نَصِيْبَهُمْ غَيْرَ مَنْقُوْصٍ ﴿۱۰۹﴾ وَلَقَدْ اٰتَيْنَا مُوْسَى الْكِتٰبَ فَاخْتُلِفَ فِيْهِ وَلَوْلَا كَلِمَةٌ سَبَقَتْ
مِنْ رَّبِّكَ لَقُضِيَ بَيْنَهُمْ وَاِنَّهُمْ لَفِيْ شَكٍّ مِّنْهُ مُرِيْبٍ ﴿۱۱۰﴾ وَاِنَّ كُلًّا لَّمَّا لَيُوَفِّيَنَّهُمْ رَبُّكَ اَعْمَالَهُمْ اِنَّهٗ
بِمَا يَعْمَلُوْنَ خَبِيْرٌ ﴿۱۱۱﴾ فَاسْتَقِمْ كَمَآ اُمِرْتَ وَمَنْ تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطْغَوْا اِنَّهٗ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۱۱۲﴾

کو سامنے رکھ کر اپنے اختیار وارادہ سے بنائے ہیں' اس لئے نہ ان میں کوئی دخل دے سکتا ہے' نہ ان پر معترض ہو سکتا ہے۔

۱۰۸ ان کے برعکس' خوش بخت قوم' زندگی کی خوشگواریوں سے شادکام ہو گی' اور ان خوشگواریوں کا سلسلہ کبھی منقطع نہیں ہو گا (۹۵)۔
یہی تقسیم اس زندگی کے بعد بھی قائم رہے گی۔ بدبخت جہنم میں ہوں گے' اور خوش بخت جنت میں۔

۱۰۹ سو یہ لوگ' جو خدا کو چھوڑ کر دوسری قوتوں کے سامنے جھکتے ہیں' ان کے انجام کے متعلق تم اپنے دل میں ذرا سا شبہ پیدا نہ ہونے دو۔ یہ انہی قوتوں کی اطاعت کرتے ہیں جن کی اطاعت ان کے وہ آباء واجداد کرتے تھے (جن کا ذکر اوپر آ چکا ہے۔ سو جس قسم کا انجام اُن کا ہوا' اُسی قسم کا ان کا ہو گا)۔ ہمارا قانونِ مکافات' ہر عمل کا بدلہ' بلا کم وکاست' پورا پورا' دیدیا کرتا ہے۔

۱۱۰ اس سے پہلے' کتاب موسیٰ میں بھی ہم نے یہی کچھ کہا تھا۔ لیکن اس میں اختلاف پیدا کر دیا گیا (یہی وہ' ان کا' خود پیدا کردہ اختلاف ہے جس کی بنا پر یہ یہود تمہاری مخالفت کر رہے ہیں)۔ اگر تمہارے پروردگار کے قانونِ مکافات میں مہلت اور تدریج کی گنجائش نہ رکھی گئی ہوتی' تو ان کا فیصلہ کبھی کا ہو چکا ہوتا۔ یہ لوگ (اسی مہلت کی وجہ سے) اِس قانون کی نتیجہ خیزی کے متعلق شبہ میں پڑ گئے اور ایک عجیب قسم کی کشمکش میں مبتلا ہو گئے۔

۱۱۱ حالانکہ یہ حقیقت ہے کہ تیرے پروردگار کا قانونِ مکافات ہر ایک کو اس کے اعمال کا پورا پورا بدلہ دے کر رہتا ہے۔ وہ ہر ایک کے عمل سے باخبر ہے۔

۱۱۲ لہذا' تم ان کے متعلق کوئی تشویش نہ کرو۔ تم' اور تمہارے ساتھ وہ لوگ جو اپنی غلط روش کو چھوڑ کر سیدھے راستے پر آجاتے ہیں' اور یوں تمہاری جماعت میں شامل ہو جاتے ہیں' سب کے

وَلَا تَرۡكَنُوۡۤا اِلَى الَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ ۙ وَمَا لَكُمۡ مِّنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ مِنۡ اَوۡلِيَآءَ ثُمَّ لَا تُنۡصَرُوۡنَ ﴿۱۱۳﴾
وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ طَرَفَىِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ الَّيۡلِ ؕ اِنَّ الۡحَسَنٰتِ يُذۡهِبۡنَ السَّيِّاٰتِ ؕ ذٰ لِكَ ذِكۡرٰى لِلذّٰكِرِيۡنَ ﴿۱۱۴﴾
وَاصۡبِرۡ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيۡعُ اَجۡرَ الۡمُحۡسِنِيۡنَ ﴿۱۱۵﴾ فَلَوۡلَا كَانَ مِنَ الۡقُرُوۡنِ مِنۡ قَبۡلِكُمۡ اُولُوۡا بَقِيَّةٍ

سب اس توازن بدوش انقلاب کی راہ پر ثابت قدم رہو' جس کا تمہیں حکم دیا گیا ہے ـــــ پھر سن لو کہ اس میں توازن اور اعتدال کو ہمیشہ ملحوظ رکھو اور حدود سے تجاوز نہ کرو۔ خدا کا قانون مکافات تمہارے اعمال پر بھی کڑی نگاہ رکھتا ہے۔

۱۱۳ (یہ لوگ تم سے مفاہمت کی بھی کوشش کریں گے اور چاہیں گے کہ کچھ تم پیچھے ہٹو' کچھ یہ آگے بڑھیں اور اس طرح مصالحت کر لی جائے۔ ۱۵/۱؛ ۴۴/۱؛ ۹/۶۸۔ لیکن تم ہرگز ایسا نہ کرنا) اور یہ لوگ جو' قانون خداوندی سے سرکشی برت رہے ہیں' ان کی طرف بالکل نہ جھکنا۔ اگر تم ایسا کرو گے تو تم بھی تباہی کی آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آجاؤ گے۔ اس تباہی سے بچانے والا صرف خدا کا قانون ہے۔ اس کے سوا تمہارا کوئی حامی و ناصر نہیں۔ اگر اس کا سر رشتہ ہاتھ سے چھوٹ گیا تو پھر کہیں پناہ نہیں مل سکتی۔

۱۱۴ اس مقصد کے حصول کے لئے ضروری ہے کہ تم اجتماعاتِ صلوٰۃ کا نہایت پابندی سے اہتمام کرتے رہو ـــــ صبح' شام' رات گئے۔ اس سے معاشرہ کی تشکیل صحیح متوازن خطوط پر ہو جائیگی اور وہ ہمواریاں پیدا ہو جائیں گی جو تمام سابقہ ناہمواریوں کو دور کر دیں گی ـــــ یاد رکھو! ناہمواریاں دور کرنے کا طریق ہی یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ ہمواریاں پیدا کر دی جائیں۔ تخریبی کارروائیوں کے نقصان رساں اثرات مٹتے ہی تعمیری کاموں سے ہیں ـــــ یہ ہر اس قوم کے لئے محکم اصول حیات ہے جو قوانین خداوندی کو اپنے سامنے رکھنا چاہتی ہے۔

۱۱۵ اس کے ساتھ ہی یہ بھی ضروری ہے کہ اس پروگرام پر نہایت استقامت سے کاربند رہا جائے۔ (کیونکہ اس کے نتائج ایک وقت کے بعد جا کر برآمد ہوں گے)۔ یہ استقامت اسی صورت میں حاصل ہو سکتی ہے کہ تمہارا اس حقیقت پر ایمان محکم ہو کہ' جو قوم خدا کے تجویز کردہ پروگرام پر حسن کارانہ انداز سے عمل پیرا ہو' اس کی محنت کبھی ضائع نہیں جاتی۔ اسکے نتائج مرتب ہونے میں وقت تو لگتا ہے' لیکن اس کی محنت رائگاں نہیں جا سکتی ـــــ یہ' اس حقیقت پر یقین ہی ہے جو اس صبر آزما مرحلہ میں' کسی کے پائے استقلال میں لغزش نہیں آنے دیتا۔

۱۱۶ (ان تمام تفاصیل کے بعد' جو اوپر دی گئی ہیں' تم دیکھو کہ اقوام گزشتہ کے احوال کو اگ

يَنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِي الْأَرْضِ إِلَّا قَلِيلًا مِّمَّنْ أَنجَيْنَا مِنْهُمْ ۗ وَاتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا مَا أُتْرِفُوا فِيهِ وَ
كَانُوا مُجْرِمِينَ ﴿١١٦﴾ وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرَىٰ بِظُلْمٍ وَأَهْلُهَا مُصْلِحُونَ ﴿١١٧﴾ وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ
النَّاسَ أُمَّةً وَاحِدَةً ۖ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ﴿١١٨﴾ إِلَّا مَن رَّحِمَ رَبُّكَ ۚ وَلِذَٰلِكَ خَلَقَهُمْ ۗ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ
لَأَمْلَأَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ ﴿١١٩﴾

سے تم کس نتیجہ پر پہنچتے ہو؟ اسی نتیجہ پر کہ) جن لوگوں کو ہم تباہی سے بچا لیتے تھے' ان میں سے بھی (بعد میں) صرف معدودے چند ایسے رہ جاتے تھے جو اپنے مفاد کو قانون خداوندی کے مطابق حاصل کرنے کی کوشش کرتے (۱۱۶/۱۱) - اور لوگوں کو' ملک میں ناہمواریاں پیدا کرنے سے روکتے - ورنہ باقیوں کا تو یہ حال تھا کہ وہ' قوانین خداوندی سے سرکشی برت کر' اپنی اپنی مفاد پرستیوں کے پیچھے لگے رہتے۔ اور دوسروں کا سب کچھ لوٹ کھسوٹ کر لے جاتے تاکہ اُن کی آسودگیوں' اور تن آسانیوں میں فرق نہ آنے پائے (خواہ باقی انسانوں پر کچھ ہی کیوں نہ گزرے)۔ یہ تھے ان کے جرائم جن کی وجہ سے ان پر تباہی آتی تھی۔

۱۱۷ یاد رکھو! خدا نے کبھی ایسا نہیں کیا (نہ ہی وہ ایسا کرتا ہے) کہ کسی بستی کو یونہی (اندھادھند) ظلم و زیادتی سے تباہ کر دے' درانحالیکہ اس کے رہنے والے اپنے' اور دوسرے لوگوں کے حالات کو سنوارنے والے ہوں۔

۱۱۸ (اس سے شاید کسی کے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ خدا نے ایسا سلسلہ کیوں رکھا ہے کہ لوگ حق و صداقت کی مخالفت کرتے ہیں اور اس طرح باہمی کشمکش پیدا ہوتی رہتی ہے۔ اس نے ایسا کیوں نہیں کر دیا کہ سب انسان ایک ہی راستے پر چلتے۔ سو جیسا کہ پہلے بھی بتایا جا چکا ہے ۴۸/۵)۔ خدا کے لئے یہ قطعاً مشکل نہیں تھا کہ وہ انسانوں کو بھی' کائنات کی دوسری چیزوں کی طرح' بلا اختیار و ارادہ پیدا کر دیتا اور اس طرح وہ سب' مجبوراً' ایک ہی راہ پر چلے جاتے۔ لیکن اس نے ایسا نہیں کیا۔ اس نے انسانوں کو صاحب اختیار و ارادہ پیدا کیا ہے جس کی وجہ سے وہ باہمد گر اختلاف کرتے ہیں۔

۱۱۹ ان اختلافات سے بچنے کی صورت یہ ہے کہ لوگ قوانین خداوندی کا اتباع کریں۔ (۳۸-۳۶/۲)۔ ایک صاحب اقتدار ہستی کے قانون کا اتباع کرنے سے اختلافات خود بخود مٹ جاتے ہیں۔ یہ خدا کی رحمت ہے کہ اس نے ایسا قانون بھی عطا کر دیا ہے۔ انسان کو اس

وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنْبَاءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهِ فُؤَادَكَ ۚ وَجَاءَكَ فِي هَٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ
وَذِكْرَىٰ لِلْمُؤْمِنِينَ ﴿١٢٠﴾ وَقُلْ لِلَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ اعْمَلُوا عَلَىٰ مَكَانَتِكُمْ إِنَّا عَامِلُونَ ﴿١٢١﴾ وَ
انْتَظِرُوا إِنَّا مُنْتَظِرُونَ ﴿١٢٢﴾ وَلِلَّهِ غَيْبُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَإِلَيْهِ يُرْجَعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ فَاعْبُدْهُ وَتَوَكَّلْ

انداز سے پیدا کرنے کا مقصد ہی یہ تھا (۵/۴۸) کہ وہ اپنے اختیار و ارادہ سے 'قانونِ خداوندی کے اتباع سے اپنے اختلافات مٹا کر ایک امت بن کر رہے۔ ایسا بالآخر ہو کر رہے گا۔ (۲/۲۱۳؛ ۱۰/۱۹)۔ لیکن (اس دوران میں) جو لوگ علم و بصیرت سے کام لینے کے بجائے اپنے جذبات کے پیچھے لگے رہیں گے (۷/۱۷۹) وہ تباہیوں اور بربادیوں کے جہنم میں جائیں گے —— خواہ وہ شہروں کی مہذب آبادی سے متعلق ہوں یا بدوی اور صحرائی زندگی بسر کرتے ہوں —— یہ ہمارا اٹل قانون ہے (اور تاریخ کے نوشتے اس کی شہادت دیتے ہیں کہ یہ کس طرح صحیح ثابت ہوتا چلا آ رہا ہے)۔

۱۲۰ اے رسول! ہم تمہیں (اقوامِ سابقہ اور) انبیائے گزشتہ کی یہ داستانیں اس لئے سناتے رہتے ہیں کہ اس سے تمہارا دل مضبوط ہو۔ اس قرآن میں ہم نے تمام حقائق (واضح انداز میں) بیان کر دیئے ہیں۔ یہ حقائق اور اس کی اخلاقی قدریں' جماعتِ مومنین کو اس حقیقت کی یاد دلاتی ہیں (کہ ان کی زندگی کا نصب العین کیا ہے اور وہ کس طرح سے حاصل ہوگا)۔

۱۲۱ (اے رسول! ان دلائل و براہین اور تاریخی شواہد کی روشنی میں' تم بھی اپنے مخالفین سے کہدو' جس طرح انبیائے سابقہ نے کہا تھا۔ ۱۱/۹۳) کہ تم اپنے پروگرام پر عمل کرتے رہو۔ ہم اپنے پروگرام پر عمل کرتے رہیں۔

۱۲۲ اس کے بعد تم بھی نتائج کا انتظار کرو۔ ہم بھی انتظار کرتے ہیں۔

(تمہارا یہ چیلنج اس خدا کے اٹل قانون پر مبنی ہے) جس کے تجویز کردہ پروگرام کی تکمیل کے
۱۲۳ لئے کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کی ہر شے مصروفِ عمل ہے اور تمام معاملات کا فیصلہ اُس کے قانون کے مطابق ہوتا ہے۔ (اس لئے ہو نہیں سکتا کہ اس کے جس پروگرام کی تکمیل کے لئے تم اٹھے ہو' وہ کامیاب نہ ہو)۔ بس تم اُس کے قوانین کی کامل اطاعت کرتے رہو اور ان کی نتیجہ خیزی پر پورا پورا بھروسہ کرو۔ یاد رکھو! تمہارا پروردگار کسی کے

۱۰ ع ۱۰

عَلَيۡهِ ۚ وَمَا رَبُّكَ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعۡمَلُونَ ﴿۱۲۳﴾ ع

عمل سے بے خبر نہیں ہوتا کہ اس کا نتیجہ مرتب ہونے سے رہ جائے۔



بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الٓرٰ تِلۡكَ اٰیٰتُ الۡكِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ① اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنٰهُ قُرۡءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمۡ تَعۡقِلُوۡنَ ② نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَیۡكَ اَحۡسَنَ
الۡقَصَصِ بِمَاۤ اَوۡحَیۡنَاۤ اِلَیۡكَ هٰذَا الۡقُرۡاٰنَ ۖ وَاِنۡ كُنۡتَ مِنۡ قَبۡلِهٖ لَمِنَ الۡغٰفِلِیۡنَ ③ اِذۡ قَالَ یُوۡسُفُ لِاَبِیۡهِ
یٰۤاَبَتِ اِنِّیۡ رَاَیۡتُ اَحَدَ عَشَرَ كَوۡكَبًا وَّالشَّمۡسَ وَالۡقَمَرَ رَاَیۡتُهُمۡ لِیۡ سٰجِدِیۡنَ ④ قَالَ یٰبُنَیَّ لَا تَقۡصُصۡ

خدائے علیم و رحیم کا ارشاد ہے کہ

۱ یہ ایک واضح ضابطہ قوانین کی آیات ہیں۔

۲ ہم نے قرآن کو واضح اور فصیح اس لئے بنایا ہے کہ تم اچھی طرح سمجھ بوجھ سے کام لے سکو۔

۳ اے رسول! ہم' اس قرآن کو' تم پر وحی کے ذریعے نازل کر کے' تم سے انبیائے سابقہ اور اقوام گزشتہ کی سرگذشتیں بہترین طریق پر بیان کرتے ہیں۔ وہ سرگزشتیں جن سے تم نزولِ قرآن سے پہلے باخبر نہیں تھے۔ (انہی میں یوسفؑ کی سرگذشت ہے جسے اب بیان کیا جاتا ہے)۔

۴ آغاز داستان اُس وقت سے ہوتا ہے جب یوسفؑ نے اپنے باپ (یعقوبؑ) سے کہا کہ میں نے (خواب میں ۱۲/۱۰۰) دیکھا ہے کہ گیارہ ستارے ہیں۔ اور چاند اور سورج' یہ سب میرے سامنے جھکے ہوئے ہیں۔

۵ باپ نے بیٹے سے کہا کہ اس خواب کو اپنے بھائیوں سے بیان نہ کرنا (جو سوتیلے تھے ۱۲/۵۹) ورنہ وہ تیرے خلاف کسی منصوبے کی خفیہ تدبیریں کرنے لگ جائیں گے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان (حسد و عداوت کا جذبہ) انسانوں میں تفرقہ پیدا کر کے' بھائی کو بھائی کا

رُءْيَاكَ عَلٰٓى اِخْوَتِكَ فَيَكِيْدُوْا لَكَ كَيْدًا ۭ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ۝۵ وَكَذٰلِكَ يَجْتَبِيْكَ
رَبُّكَ وَيُعَلِّمُكَ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ وَيُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَعَلٰٓي اٰلِ يَعْقُوْبَ كَمَآ اَتَمَّهَا عَلٰٓي اَبَوَيْكَ
مِنْ قَبْلُ اِبْرٰهِيْمَ وَاِسْحٰقَ ۭ اِنَّ رَبَّكَ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ۝۶ لَقَدْ كَانَ فِيْ يُوْسُفَ وَاِخْوَتِهٖٓ اٰيٰتٌ لِّلسَّاۗىِٕلِيْنَ ۝۷ (ع ۱ / ۱۱)
اِذْ قَالُوْا لَيُوْسُفُ وَاَخُوْهُ اَحَبُّ اِلٰٓى اَبِيْنَا مِنَّا وَنَحْنُ عُصْبَةٌ ۭ اِنَّ اَبَانَا لَفِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنِۨ ۝۸ اقْتُلُوْا
يُوْسُفَ اَوِ اطْرَحُوْهُ اَرْضًا يَّخْلُ لَكُمْ وَجْهُ اَبِيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا مِنْۢ بَعْدِهٖ قَوْمًا صٰلِحِيْنَ ۝۹ قَالَ قَاۗىِٕلٌ مِّنْهُمْ
لَا تَقْتُلُوْا يُوْسُفَ وَاَلْقُوْهُ فِيْ غَيٰبَتِ الْجُبِّ يَلْتَقِطْهُ بَعْضُ السَّيَّارَةِ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ۝۱۰

بیری بنا دیتا ہے۔

۶ مجھے نظر آتا ہے کہ تیرا پروردگار تجھے کسی عظیم مقصد کے لئے منتخب کریگا اور تجھے ایسی فراست و بصیرت عطا کرے گا کہ تیری نگاہ معاملات کے انجام و مآل تک فوراً پہنچ جائے۔ وہ تجھے اپنی عنایات سے سرفراز کرے گا۔ اور تیرے ذریعے یعقوبؑ کے گھرانے پر اتمام نعمت کرے گا، جس طرح اس نے، اس سے قبل، تیرے آباء و اجداد —— ابراہیمؑ اور اسحٰقؑ —— پر اتمام نعمت کیا تھا۔ یقیناً تیرا پروردگار ہر بات سے واقف ہے اور اسکے فیصلے حکمت پر مبنی ہوتے ہیں۔

۷ (آگے بڑھنے سے پہلے، اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے کہ اس قصہ سے، یوسفؑ اور اس کے بھائیوں کی آویزش کی داستان بیان کرنا مقصود نہیں) اس میں ہر اس شخص کے لئے عبرت و موعظت کی واضح نشانیاں ہیں جو اپنے آپ کو ان نشانیوں کا ضرورتمند سمجھے۔

۸ برادرانِ یوسفؑ، آپس میں کہا کرتے تھے کہ یہ عجیب بات ہے کہ، ہمارا باپ، ہماری نسبت یوسفؑ اور اس کے (حقیقی) بھائی سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ حالانکہ ہمارا جتھہ بڑا ہے، اور اس اعتبار سے ہماری قوت بھی بہت زیادہ ہے۔ یقیناً اس باب میں ہمارا باپ بڑی غلطی کرتا ہے۔

۹ چنانچہ انہوں نے باہمی مشورہ کیا کہ اس مصیبت کا حل یہ ہے کہ یوسفؑ کو قتل کر دیا جائے یا کسی دور دراز جگہ پھینک دیا جائے تاکہ، اسکے بعد باپ کی ساری توجہ ہماری طرف مبذول رہے اور ہمارے سارے کام سنور جائیں۔

۱۰ ان میں سے ایک نے کہا کہ یوسفؑ کو قتل مت کرو۔ اگر تم نے اسکے خلاف ضرور کچھ کرنا ہی ہے تو اسے کسی (اندھے) کنوئیں کی گہرائی میں ڈال دو۔ کوئی راہ گیر قافلہ! ادھر سے

قَالُوا يَا أَبَانَا مَا لَكَ لَا تَأْمَنَّا عَلَىٰ يُوسُفَ وَإِنَّا لَهُ لَنَاصِحُونَ ⑪ أَرْسِلْهُ مَعَنَا غَدًا يَرْتَعْ وَيَلْعَبْ وَإِنَّا
لَهُ لَحَافِظُونَ ⑫ قَالَ إِنِّي لَيَحْزُنُنِي أَنْ تَذْهَبُوا بِهِ وَأَخَافُ أَنْ يَأْكُلَهُ الذِّئْبُ وَأَنْتُمْ عَنْهُ غَافِلُونَ ⑬
قَالُوا لَئِنْ أَكَلَهُ الذِّئْبُ وَنَحْنُ عُصْبَةٌ إِنَّا إِذًا لَخَاسِرُونَ ⑭ فَلَمَّا ذَهَبُوا بِهِ وَأَجْمَعُوا أَنْ يَجْعَلُوهُ
فِي غَيَابَتِ الْجُبِّ وَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ لَتُنَبِّئَنَّهُمْ بِأَمْرِهِمْ هَٰذَا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ⑮ وَجَاءُوا أَبَاهُمْ عِشَاءً
يَبْكُونَ ⑯ قَالُوا يَا أَبَانَا إِنَّا ذَهَبْنَا نَسْتَبِقُ وَتَرَكْنَا يُوسُفَ عِنْدَ مَتَاعِنَا فَأَكَلَهُ الذِّئْبُ وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ
لَنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ ⑰

گذرتا ہوا اسے نکال کرلے جائے گا' اور اس طرح تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

۱۱ (چنانچہ اس اسکیم کو سب نے پسند کیا اور) باپ کے پاس آکر کہنے لگے کہ ابا جان! یہ کیا بات ہے کہ آپ یوسفؑ کے معاملہ میں ہم پر اعتماد نہیں کرتے (اور اُسے ہمارے ساتھ کہیں آنے جانے نہیں دیتے) حالانکہ ہم اس کے دلی خیر خواہ ہیں۔

۱۲ ہم کل باہر جا رہے ہیں۔ اسے بھی ہمارے ساتھ بھیج دیجئے تاکہ یہ کھائے' پئے۔ کھیل تفریح کرے۔ ہم سب اسکی حفاظت کریں گے۔

۱۳ باپ نے کہا کہ (بے اعتمادی کی بات نہیں) مجھے خطرہ یہ ہے کہ تم اسے جنگل میں سیر تفریح کے لئے ساتھ لے جاؤ' اور ذرا سی غفلت برتو' تو اسے بھیڑیا کھا جائے۔

۱۴ انہوں نے کہا کہ ابا جان! آپ بھی کمال کرتے ہیں۔ اگر ہمارے اتنے بڑے جتھے کی موجودگی میں بھی اسے بھیڑیا کھا گیا (تو حیف ہے ہمارے جینے پر!) اس کے تو یہ معنی ہوں گے کہ ہم بالکل ہی گئے گذرے ہو گئے۔

۱۵ چنانچہ وہ یوسفؑ کو ساتھ لے گئے اور سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ اسے گہرے کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔ (عین اس وقت جب وہ یوسفؑ کو کنوئیں میں گرا رہے تھے) ہم نے اُسے وحی کے ذریعے بتا دیا کہ (تم بالکل نہ گھبراؤ۔ تم صحیح و سلامت رہو گے۔ اور اس کے بعد ایک دن ایسا آئیگا کہ) تم انہیں بتاؤ گے کہ انہوں نے تمہارے ساتھ کیا کیا تھا۔ اور ان کی سمجھ میں نہیں آئے گا کہ تم زندہ کیسے رہ گئے اور اس مقام تک کیسے پہنچ گئے)۔

۱۶ (یوسفؑ کو کنوئیں میں ڈال دینے کے بعد) وہ رات کو اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔

۱۷ اور کہا کہ ابا جان! ہم جنگل میں گئے تو یوسفؑ کو سامان کے پاس بٹھا دیا' اور ہم

وَجَآءُوْ عَلٰى قَمِيْصِهٖ بِدَمٍ كَذِبٍ ؕ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ
عَلٰى مَا تَصِفُوْنَ ﴿۱۸﴾ وَجَآءَتْ سَيَّارَةٌ فَاَرْسَلُوْا وَارِدَهُمْ فَاَدْلٰى دَلْوَهٗ ؕ قَالَ يٰبُشْرٰى هٰذَا غُلٰمٌ ؕ وَاَسَرُّوْهُ
بِضَاعَةً ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَشَرَوْهُ بِثَمَنٍۢ بَخْسٍ دَرَاهِمَ مَعْدُوْدَةٍ ۚ وَكَانُوْا فِيْهِ
مِنَ الزّٰهِدِيْنَ ﴿۲۰﴾ وَقَالَ الَّذِى اشْتَرٰىهُ مِنْ مِّصْرَ لِامْرَاَتِهٖۤ اَكْرِمِىْ مَثْوٰىهُ عَسٰۤى اَنْ يَّنْفَعَنَاۤ

دوڑ میں مصروف ہو گئے کہ دیکھیں کون آگے نکلتا ہے۔ اتنے میں ایک بھیڑیا آیا اور اس نے یوسفؑ کو پھاڑ کھایا۔
ہم جانتے ہیں کہ خواہ ہم کتنے ہی سچے کیوں نہ ہوں' آپ ہماری بات کا یقین نہیں کریں گے (لیکن واقعہ یہی ہے جو ہم نے آپ سے بیان کر دیا ہے)۔

۱۸ اور وہ یوسفؑ کے کرتے پر جھوٹ موٹ کا خون لگا کر بھی ساتھ لے آئے تھے۔ (باپ نے اس داستان کو سن کر اور کرتے کو دیکھ کر کہا کہ یوسفؑ کو بھیڑیے نے بالکل نہیں کھایا۔ یہ سب تمہاری خودساختہ کہانی ہے) جسے تمہارے فریب نفس نے تمہیں بڑا خوشنما بنا کر دکھایا ہے (کہ یہ تدبیر بڑی کامیاب رہے گی)۔ بہر حال میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں صبر اور ہمت سے کام لوں (اور گھر کا شیرازہ بکھرنے نہ دوں) اور جو کچھ تم بیان کرتے ہو اس پر خدا سے مدد مانگوں۔

۱۹ اُدھر ایسا ہوا کہ جنگل میں ایک قافلہ آیا اور انہوں نے اپنے پیش رس کو پانی کی تلاش میں بھیجا۔ وہ اس کنوئیں پر پہنچا اور اس میں ڈول لٹکایا۔ (نیچے سے یوسفؑ نے آواز دی۔ اس نے کنوئیں میں جھانکا تو دیکھا کہ وہاں ایک لڑکا ہے)۔ اس نے دوسرے افراد کارواں کو آواز دی اور کہا کہ ایک خوشخبری سنو! کنوئیں سے ایک لڑکا ملا ہے۔ انہوں نے اسے چھپا کر رکھ لیا کہ کہیں دور لے جا کر فروخت کریں گے۔

۲۰ قافلہ والوں نے یوسفؑ کو (مصر کے بازار میں) ظلم و تعدی سے (جیسا کہ غلاموں کی خرید و فروخت میں ہوا کرتا تھا) معمولی سی قیمت پر' جو چند درہموں سے زیادہ نہ تھی' بیچ ڈالا۔ انہوں نے اسکی فروخت میں بے رغبتی سے کام لیا' (اس لئے کہ ایک تو انہیں یہ مال مفت ملا تھا۔ اور دوسرے انہیں خیال ہو گا کہ اس کا کوئی دعویدار نکل آیا تو مشکل ہو جائے گی)۔

۲۱ جس شخص نے یوسفؑ کو خریدا تھا وہ (اسے اپنے گھر لے آیا اور) اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ (اس لڑکے کے ساتھ عام غلاموں کا سا برتاؤ نہ کرنا بلکہ) اسے عزت کے ساتھ رکھنا (کیونکہ اس کے

أَوْ نَتَّخِذَهُ وَلَدًا ۚ وَكَذَٰلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ وَلِنُعَلِّمَهُ مِن تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ ۚ وَاللَّهُ غَالِبٌ
عَلَىٰ أَمْرِهِ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢١﴾ وَلَمَّا بَلَغَ أَشُدَّهُ آتَيْنَاهُ حُكْمًا وَعِلْمًا ۚ وَكَذَٰلِكَ نَجْزِي
الْمُحْسِنِينَ ﴿٢٢﴾ وَرَاوَدَتْهُ الَّتِي هُوَ فِي بَيْتِهَا عَن نَّفْسِهِ وَغَلَّقَتِ الْأَبْوَابَ وَقَالَتْ هَيْتَ لَكَ ۚ قَالَ مَعَاذَ
اللَّهِ ۖ إِنَّهُ رَبِّي أَحْسَنَ مَثْوَايَ ۖ إِنَّهُ لَا يُفْلِحُ الظَّالِمُونَ ﴿٢٣﴾ وَلَقَدْ هَمَّتْ بِهِ ۖ وَهَمَّ بِهَا لَوْلَا أَن رَّأَىٰ بُرْهَانَ

چہرے بُشرے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کسی اچھے گھرانے کا لڑکا ہے۔ اس لئے) ہوسکتا ہے کہ یہ ہمارے لئے کسی فائدے کا موجب بن جائے۔ یا ہم اسے اپنا بیٹا ہی بنا لیں۔

اس طرح، ہم نے سرزمین مصر میں یوسفؑ کے پاؤں جما دیئے اور ایسا انتظام کر دیا کہ اس کی اچھی طرح سے تعلیم و تربیت ہو جائے اور اس میں معاملہ فہمی اور واقعات سے صحیح نتائج اخذ کرنے کی صلاحیت پیدا ہو جائے۔ اللہ اپنی اسکیموں کو کامیاب بنا کر رہتا ہے لیکن اکثر لوگ سمجھتے نہیں (کہ ایسا کیوں اور کس طرح ہو رہا ہے)۔

۲۲ چنانچہ جب یوسفؑ (اس قسم کے ماحول میں تربیت پاکر) جوان ہوا تو وہ کارفرمائی اور جہانداری کے سلیقوں سے واقف اور علم و بصیرت کی فراوانی سے مالا مال تھا۔ (یہ وہ چیزیں تھیں جو اسے اپنی صحرائی زندگی میں میسر نہیں آسکتی تھیں)۔ لیکن اسے یہ حاصل اس لئے ہوگئیں کہ اس نے یہاں نہایت حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کی تھی۔

جو لوگ بھی اس طرح زندگی بسر کریں، انہیں اسکا ایسا ہی صلہ مل سکتا ہے۔ (وحی البتہ اس طرح نہیں مل سکتی)۔

۲۳ اور جس عورت کے گھر میں یوسفؑ رہتا تھا (یعنی عزیز کی بیوی) وہ اس پر ریجھ گئی، لیکن یوسفؑ کی نیت میں کبھی خرابی پیدا نہ ہوئی۔ بالآخر اس عورت نے تہیہ کر لیا کہ اسے بہلا پھسلا کر مجبور کر دیا جائے کہ وہ، اپنی مرضی کے خلاف، اس کی بات مان لے۔ چنانچہ اس نے ایک دن مکان کے تمام دروازے بند کر لئے اور یوسفؑ سے کہا کہ ادھر آو۔

یوسفؑ نے کہا کہ معاذ اللہ! (مجھ سے ایسی بات کبھی نہیں ہوسکتی)۔ میرے پروردگار نے مجھے سیرت و کردار کے ایسے بلند اور حسین مقام پر پہنچا دیا ہے۔ (کیا تو مجھے اس مقام سے نیچے گرانا چاہتی ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا)۔ یہ تو کھلی ہوئی حدود فراموشی ہے۔ اور حدود فراموش انسان کبھی کامیاب نہیں ہوسکتے۔

۲۴ لیکن وہ عورت اس بات کا تہیہ کر چکی تھی، اور اس نے ایسے حالات پیدا کر دیئے تھے کہ

رَبِّهٖ ؕ كَذٰلِكَ لِنَصْرِفَ عَنْهُ السُّوْٓءَ وَالْفَحْشَآءَ ؕ اِنَّهٗ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِيْنَ ﴿۲۴﴾ وَاسْتَبَقَا الْبَابَ وَقَدَّتْ
قَمِيْصَهٗ مِنْ دُبُرٍ وَّاَلْفَيَا سَيِّدَهَا لَدَا الْبَابِ ؕ قَالَتْ مَا جَزَآءُ مَنْ اَرَادَ بِاَهْلِكَ سُوْٓءًا اِلَّاۤ اَنْ يُّسْجَنَ
اَوْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۲۵﴾ قَالَ هِىَ رَاوَدَتْنِىْ عَنْ نَّفْسِىْ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ
قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ﴿۲۶﴾ وَاِنْ كَانَ قَمِيْصُهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ
الصّٰدِقِيْنَ ﴿۲۷﴾ فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ ﴿۲۸﴾

اگر یوسفؑ (کی جگہ کوئی اور ہوتا جس) کے سامنے 'اپنے پروردگار کی درخشندہ و تابندہ اخلاقی قدر نہ ہوتی' تو وہ بھی اس پر آمادہ ہو جاتا۔ اس اخلاقی قدر کے پیش نظر رہنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ اس بے حیائی کے کام سے مجتنب رہا اور برائی کا مرتکب نہ ہوا' اور یوں اس نے 'اپنے حسن سیرت سے ثابت کر دیا کہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے ہے۔

۲۵ یوسفؑ' دروازے کی طرف بھاگا کہ کسی طرح باہر نکل جائے' اور وہ عورت اس کے پیچھے بھاگی کہ اسے نکلنے نہ دے۔ عورت نے پیچھے سے یوسفؑ کا کرتہ پکڑ لیا لیکن یوسفؑ تیزی سے آگے بڑھ گیا اور اس کا کرتہ پیچھے سے پھٹ گیا۔

یوسفؑ نے لپک کر دروازہ کھولا تو کیا دیکھتا ہے کہ سامنے اس عورت کا خاوند کھڑا ہے۔ (اس عورت نے ایک سیکنڈ میں بات بنالی اور جھٹ سے اپنے خاوند سے کہا کہ) جو شخص تیری بیوی سے بدکاری کا ارادہ کرے' اس کی سزا کیا ہونی چاہیئے؟ کیا اس کی سزا یہ نہیں ہونی چاہیئے کہ اسے جیل خانہ بھجوا دیا جائے؟ یا اُسے کوئی اس سے بھی زیادہ الم انگیز سزا دی جائے!

۲۶ یوسفؑ نے کہا کہ (یہ جھوٹ بولتی ہے۔ واقعہ اس کے برعکس ہے۔ میں نے دست درازی نہیں کی۔ بلکہ) اس نے خود چاہا کہ مجھے' میری مرضی کے خلاف' اس فعل شنیع پر آمادہ کرلے۔ (میں تو اس سے پیچھا چھڑا کر بھاگا تھا)۔

۲۷ (بات آگے بڑھی تو) خود اس عورت کے خاندان میں سے ایک حق پسند نے یہ فیصلہ دیا کہ اگر یوسفؑ کا کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو یہ عورت سچی ہے اور یوسفؑ جھوٹا۔ اور اگر کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو عورت جھوٹی اور یوسفؑ سچا ہے۔

۲۸ چنانچہ جب کرتے کو دیکھا تو وہ پیچھے سے پھٹا تھا۔ (اس سے واضح ہو گیا کہ یوسفؑ سچا ہے اور عورت جھوٹی)۔ اس پر اُس عورت کے خاوند نے (بیوی سے) کہا تم عورتیں بڑی مکار ہوتی ہو

يُوسُفُ أَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۜ وَاسْتَغْفِرِي لِذَنْۢبِكِ ۖ إِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخَاطِئِينَ ﴿٢٩﴾ وَقَالَ نِسْوَةٌ فِي
الْمَدِينَةِ امْرَأَتُ الْعَزِيزِ تُرَاوِدُ فَتَاهَا عَنْ نَفْسِهِ ۖ قَدْ شَغَفَهَا حُبًّا ۖ إِنَّا لَنَرَاهَا فِي ضَلَالٍ مُبِينٍ ﴿٣٠﴾ فَلَمَّا
سَمِعَتْ بِمَكْرِهِنَّ أَرْسَلَتْ إِلَيْهِنَّ وَأَعْتَدَتْ لَهُنَّ مُتَّكَأً وَآتَتْ كُلَّ وَاحِدَةٍ مِنْهُنَّ سِكِّينًا وَقَالَتِ اخْرُجْ
عَلَيْهِنَّ ۖ فَلَمَّا رَأَيْنَهُ أَكْبَرْنَهُ وَقَطَّعْنَ أَيْدِيَهُنَّ وَقُلْنَ حَاشَ لِلَّهِ مَا هٰذَا بَشَرًا إِنْ هٰذَا إِلَّا مَلَكٌ كَرِيمٌ ﴿٣١﴾
قَالَتْ فَذٰلِكُنَّ الَّذِي لُمْتُنَّنِي فِيهِ ۖ وَلَقَدْ رَاوَدْتُهُ عَنْ نَفْسِهِ فَاسْتَعْصَمَ ۖ وَلَئِنْ لَمْ يَفْعَلْ مَا آمُرُهُ

تمہاری مکاریوں سے خدا کی پناہ! تمہاری چالیں کس قدر گہری اور تمہارے فریب کس قدر خطرناک ہوتے ہیں!

۲۹ بیوی سے یہ کہا۔ اور یوسفؑ سے کہا کہ (میاں صاحبزادے!) اس معاملہ سے درگذر کرو۔ (اس پر مٹی ڈالو۔ عورتیں ہوتی ہی ایسی ہیں۔ کیا کیا جائے)۔

پھر بیوی سے کہا کہ تم خطاکار ہو۔ یوسفؑ سے اپنے قصور کی معافی مانگو۔

۳۰ جب اس واقعہ کا چرچا ہوا تو شہر کی عورتوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو گئیں۔ انہوں نے کہا کہ عزیز کی بیوی نے اپنے غلام پر ڈورے ڈالنے شروع کئے ہیں۔ وہ اس کی محبت میں دیوانی ہو رہی ہے۔ لیکن اس کے لئے اس نے جو طریقہ اختیار کیا وہ غلط تھا (اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ اُس کا مقصد حاصل نہ ہوا۔ غلام بری الذمہ قرار پا گیا اور وہ مجرم ثابت ہو گئی۔ اسے یوں نہیں، یوں کرنا چاہیئے تھا جس سے یا تو مقصد براری ہو جاتی اور یا غلام، مجرم قرار پا جاتا)۔

۳۱ جب عزیز کی بیوی نے ان کی تدبیر سنی (تو اس نے کہا کہ اسے بھی آزما دیکھنا چاہیئے۔ چنانچہ) اس نے انہیں (رازدارانہ طریق سے) کھانے پر بلایا۔ ان کے لئے مسندیں بچھا دی گئیں اور چھریاں (چمچے وغیرہ) سامنے رکھ دیئے گئے۔ پھر اس نے یوسفؑ کو بلایا۔ (چنانچہ انہوں نے وہ سب کچھ کر دیکھا جس کے لئے اس قدر اہتمام کیا گیا تھا۔ لیکن ان کی کوئی تدبیر کارگر نہ ہوئی۔ اس پر وہ یوسفؑ کی پختگیٔ سیرت کی قائل ہو گئیں) اور کہنے لگیں کہ سبحان اللہ! یہ انسان نہیں، واقعی کوئی واجب التکریم فرشتہ ہے۔ (اب وہ اپنی تدبیر کے دوسرے حصّہ کی طرف آئیں ——— کہ اگر مقصد براری نہ ہو سکے تو یوسفؑ مجرم قرار پا جائے۔ اسکے لئے انہوں نے) اپنے ہاتھ زخمی کر لئے۔ (یہ ان کی بہت بڑی چال تھی۔ ۱۲/۵۰)۔

۳۲ (عزیز کی بیوی نے اپنی ان سہیلیوں سے کہا کہ کیوں؟ تم نے بھی آزما کر دیکھ لیا نا ں!)

لَيُسْجَنَنَّ وَلَيَكُونًا مِّنَ الصّٰغِرِيْنَ ﴿۳۲﴾ قَالَ رَبِّ السِّجْنُ اَحَبُّ اِلَيَّ مِمَّا يَدْعُوْنَنِيْٓ اِلَيْهِ ۚ وَاِلَّا تَصْرِفْ
عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَاَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ﴿۳۳﴾ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ
كَيْدَهُنَّ ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۳۴﴾ ثُمَّ بَدَا لَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَا رَاَوُا الْاٰيٰتِ لَيَسْجُنُنَّهٗ حَتّٰى حِيْنٍ ﴿۳۵﴾
وَدَخَلَ مَعَهُ السِّجْنَ فَتَيٰنِ ۭ قَالَ اَحَدُهُمَآ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَعْصِرُ خَمْرًا ۚ وَقَالَ الْاٰخَرُ اِنِّىْٓ اَرٰىنِيْٓ اَحْمِلُ

یہ ہے وہ "غلام" جس کے بارے میں تم مجھے طعنے دیتی تھیں (کہ مجھ سے اتنا بھی نہیں ہو سکا کہ ایک غلام کو رام کر لوں)۔ میں نے اسے، اس کے ارادے سے پھیرنے کے لئے سب کچھ کر دیکھا لیکن اس پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔ اگر اب بھی اس نے میرا کہنا نہ مانا تو اسے ضرور قید کرا کر رہوں گی۔ اور اسے ذلیل و خوار ہونا پڑے گا۔ (اس لئے کہ اب، تمہاری اس تدبیر کی وجہ سے، اس کے خلاف جرم ثابت کرنے کے لئے محکم ثبوت موجود ہے ــــ کہ اس نے تم پر بھی ہاتھ ڈال دیا تھا اور اس کی مدافعت میں تمہارے ہاتھ زخمی ہو گئے)۔

۳۳ (یوسفؑ اب اچھی طرح دیکھ چکا تھا کہ ان عورتوں کے ارادے کیا ہیں۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کر لیا کہ وہ قید و بند کی مصیبتیں برداشت کر لے گا لیکن اپنی سیرت کو داغدار نہیں ہونے دے گا)۔ اس نے اپنے نشوونما دینے والے سے کہا کہ جس بات کی طرف مجھے یہ بلاتی ہیں، اس کے مقابلہ میں مجھے جیل جانا زیادہ پسند ہے۔ بارالہا! تو میری مدد کر اور مجھے توفیق عطا فرما کہ میں ثابت قدم رہوں۔ اسلئے کہ اگر ایسا نہ ہوا اور میں ان کے فریب میں آ کر ان کی طرف مائل ہو گیا، تو یہ بڑی حق ناشناسی ہو گی۔

۳۴ سو اس کے پروردگار نے اس کی دعا کو شرف قبولیت عطا فرمایا۔ چنانچہ ان کا جادو نہ چل سکا۔ اور وہ اسے اپنی طرف مائل کرنے میں ناکام رہیں۔ یقیناً اللہ سب کچھ سننے والا، جاننے والا ہے۔

۳۵ (یوں ناکام رہنے کے بعد، ان عورتوں نے یوسفؑ کے خلاف جھوٹا مقدمہ کھڑا کر دیا) جنہوں نے، مختلف قرائن سے دیکھ لیا کہ یوسفؑ بے گناہ ہے لیکن (اس کے باوجود) انہوں نے اسی میں مصلحت سمجھی کہ یوسفؑ کو کچھ مدت کے لئے قید کی سزا دیدی جائے۔ (اس قسم کے معاشرہ میں، "اعلیٰ طبقہ" کی مصلحتیں کچھ ایسی ہی ہوتی ہیں! چنانچہ یوسفؑ کو داخلِ زنداں کر دیا گیا)۔

۳۶ یوسفؑ کے ساتھ، دو اور نوجوان بھی جیل خانہ میں آئے۔ (ایک دن) اُن میں سے ایک نے کہا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں شراب بنانے کے لئے انگور نچوڑ رہا ہوں۔ دوسرے نے کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوں اور پرندے انہیں (نوچ نوچ کر

فَوْقَ رَاْسِیْ خُبْزًا تَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْهُ نَبِّئْنَا بِتَاْوِیْلِهٖ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿۳۶﴾ قَالَ لَا یَاْتِیْكُمَا
طَعَامٌ تُرْزَقٰنِهٖۤ اِلَّا نَبَّاْتُكُمَا بِتَاْوِیْلِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّاْتِیَكُمَا ذٰلِكُمَا مِمَّا عَلَّمَنِیْ رَبِّیْ اِنِّیْ تَرَكْتُ مِلَّةَ قَوْمٍ
لَّا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ هُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۳۷﴾ وَ اتَّبَعْتُ مِلَّةَ اٰبَآءِیْۤ اِبْرٰهِیْمَ وَ اِسْحٰقَ وَ یَعْقُوْبَ
مَا كَانَ لَنَاۤ اَنْ نُّشْرِكَ بِاللّٰهِ مِنْ شَیْءٍ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ عَلَیْنَا وَ عَلَى النَّاسِ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ
لَا یَشْكُرُوْنَ ﴿۳۸﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ ءَاَرْبَابٌ مُّتَفَرِّقُوْنَ خَیْرٌ اَمِ اللّٰهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۳۹﴾ مَا تَعْبُدُوْنَ

کھا رہے ہیں۔ ہمیں بتاؤ کہ ان کا مطلب اور مآل کیا ہے' کیونکہ تم بڑے سمجھدار اور نیک آدمی دکھائی دیتے ہو۔

۳۷ (ایک مبلغ پیغاماتِ خداوندی کی طرح' جو اس مقصد کے لئے کسی موقعہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیتا' یوسفؑ نے سوچا کہ یہ نوجوان' اِس وقت اُس کی بات سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہیں' لہذا' ان کے کان میں توحید کی آواز ڈال دینی چاہیئے)۔ چنانچہ اس نے ان سے کہا کہ میں' تمہارے کھانے کے وقت سے پہلے تمہارے خوابوں کی تعبیر بتا دوں گا۔ (لیکن پہلے یہ تو سن لو کہ میں کون ہوں اور میرا پیغام کیا ہے)۔ میں جو کچھ کہتا ہوں اپنی طرف سے نہیں کہتا' بلکہ اس علم کی بناء پر کہتا ہوں جو مجھے میرے پروردگار کی طرف سے ملا ہے۔

سب سے پہلے یہ سن لو کہ میں ان لوگوں کے مسلک پر نہیں ہوں جو نہ خدا کو مانتے ہیں اور نہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

۳۸ (تم نے ابراہیمؑ و اسحٰقؑ و یعقوبؑ کا نام تو سنا ہوگا) میں انہی کی اولاد میں سے ہوں اور انہی کے مسلک کا پیرو ہوں۔ ہم اللہ کے ساتھ کسی اور کو شریک نہیں کرتے۔ اس حقیقت کا پا لینا (کہ اقتدارِ خداوندی میں کسی اور کو شریک نہیں کرنا چاہیئے) خدا کا بہت بڑا فضل ہے جو اس نے ہم پر اور دوسرے انسانوں پر (جو اس مسلک کے متبع ہیں) کیا ہے۔ لیکن بہت سے لوگ اُس کے اس فضلِ عظیم کی قدر شناسی نہیں کرتے۔

۳۹ (توحید کے اس نکتہ کو میں تمہیں ایک اور انداز سے سمجھاتا ہوں) ایک شخص صرف ایک آقا کا نوکر ہے —— اور وہ آقا بھی ایسا ہے جو ہر قسم کے اختیارات رکھتا ہے —— دوسرا شخص بیک وقت بیس مالکوں کی نوکری کرتا ہے۔ تم یہ بتاؤ کہ ان میں سے کس کی زندگی اچھی طرح سے گذرے گی؟ ظاہر ہے کہ اُس کی زندگی اچھی ہوگی جو ایک آقا کا ملازم ہے اور

مِنْ دُوْنِهٖۤ اِلَّاۤ اَسْمَآءً سَمَّیْتُمُوْهَاۤ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍؕ اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِؕ اَمَرَ
اَلَّا تَعْبُدُوْۤا اِلَّاۤ اِیَّاهُؕ ذٰلِكَ الدِّیْنُ الْقَیِّمُ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ ﴿۴۰﴾ یٰصَاحِبَیِ السِّجْنِ اَمَّاۤ
اَحَدُكُمَا فَیَسْقِیْ رَبَّهٗ خَمْرًاۚ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَیُصْلَبُ فَتَاْكُلُ الطَّیْرُ مِنْ رَّاْسِهٖؕ قُضِیَ الْاَمْرُ الَّذِیْ فِیْهِ
تَسْتَفْتِیٰنِؕ ﴿۴۱﴾ وَ قَالَ لِلَّذِیْ ظَنَّ اَنَّهٗ نَاجٍ مِّنْهُمَا اذْكُرْنِیْ عِنْدَ رَبِّكَ٘ فَاَنْسٰىهُ الشَّیْطٰنُ ذِكْرَ رَبِّهٖ
فَلَبِثَ فِی السِّجْنِ بِضْعَ سِنِیْنَ ﴿۴۲﴾ؒ وَ قَالَ الْمَلِكُ اِنِّیْۤ اَرٰى سَبْعَ بَقَرٰتٍ سِمَانٍ یَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ

وہ اس کی تمام ضروریات پوری کرتا رہتا ہے۔

۴۰ بس یہی صورت ایک خدا کی اطاعت اختیار کرنے والوں کی، اور اُن کے مقابلہ میں، اُن کی ہے جو مختلف آقاؤں کو اپنا خدا مانیں۔ تم لوگ مختلف خداؤں کے سامنے جھکتے ہو۔ کبھی تم نے اس پر بھی غور کیا ہے کہ ان خداؤں کی حقیقت اور اصلیت کیا ہے؟ بس اتنی ہی کہ یہ محض چند نام ہیں جو تم نے اور تمہارے آباء و اجداد نے رکھ چھوڑے ہیں۔ ورنہ ان کی اپنی کوئی حقیقت اور پوزیشن نہیں۔ (تم سے کہا جاتا ہے کہ یہ خدا کے نمایندے ہیں۔ یہ بھی غلط ہے) خدا نے ان کے لئے کوئی سند نہیں بھیجی (کہ اس نے انہیں اپنے اختیارات دے رکھے ہیں)۔ یاد رکھو! اختیارات و اقتدارات کا واحد مالک خدا ہے۔ اس کے سوا حکومت کا حق کسی کو حاصل نہیں۔ اس کا فرمان یہ ہے کہ اس کے سوا کسی اور کی محکومیت اور اطاعت اختیار نہ کی جائے۔ یہ ہے زندگی کا محکم اور استوار نقشہ۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت کو نہیں جانتے۔

۴۱ (اس تبلیغ کے بعد یوسفؑ نے ان سے کہا کہ اب سنو اپنے خوابوں کی تعبیر) تم میں سے ایک (جس نے دیکھا ہے کہ وہ انگور نچوڑ رہا ہے) اپنے آقا کی ساقی گری کرے گا اور دوسرا سولی پر چڑھا دیا جائے گا جہاں سے پرندے اس کا سر نوچ نوچ کر کھائیں گے۔ تم نے جن خوابوں کے متعلق مجھ سے پوچھا ہے ان کی تعبیر یہ ہے۔ تعبیر کیا؛ بس یوں سمجھو کہ یہ قطعی فیصلہ ہے (میرا اندازہ یہی ہے ۱۲/۴۲)

۴۲ ان میں سے جس کے متعلق یوسفؑ کا اندازہ یہ تھا کہ وہ چھوٹ جائیگا، اس سے (یوسفؑ نے) کہا کہ تم جب اپنے آقا کے پاس جاؤ، تو اس سے ان باتوں کا ذکر ضرور کرنا جو میں نے تم سے کی ہیں۔

چنانچہ وہ قید سے رہا ہو گیا۔ لیکن شیطان نے اسے بھلا دیا کہ وہ ان باتوں کا ذکر اپنے آقا سے کرے۔ اس بات کو کئی برس ہو گئے اور یوسفؑ بدستور قید میں پڑا رہا۔

۴۳ ایک رات بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی

عِجَافٌ وَّسَبْعَ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ؕ يٰۤاَيُّهَا الْمَلَاُ اَفْتُوْنِىْ فِىْ رُءْيَاىَ اِنْ كُنْتُمْ لِلرُّءْيَا

تَعْبُرُوْنَ ﴿۴۳﴾ قَالُوْۤا اَضْغَاثُ اَحْلَامٍ ۚ وَمَا نَحْنُ بِتَاْوِيْلِ الْاَحْلَامِ بِعٰلِمِيْنَ ﴿۴۴﴾ وَقَالَ الَّذِىْ نَجَا

مِنْهُمَا وَادَّكَرَ بَعْدَ اُمَّةٍ اَنَا اُنَبِّئُكُمْ بِتَاْوِيْلِهٖ فَاَرْسِلُوْنِ ﴿۴۵﴾ يُوْسُفُ اَيُّهَا الصِّدِّيْقُ اَفْتِنَا فِىْ سَبْعِ

بَقَرٰتٍ سِمَانٍ يَّاْكُلُهُنَّ سَبْعٌ عِجَافٌ وَّسَبْعِ سُنْۢبُلٰتٍ خُضْرٍ وَّاُخَرَ يٰبِسٰتٍ ۙ لَّعَلِّىْۤ اَرْجِعُ اِلَى النَّاسِ

لَعَلَّهُمْ يَعْلَمُوْنَ ﴿۴۶﴾ قَالَ تَزْرَعُوْنَ سَبْعَ سِنِيْنَ دَاَبًا ۚ فَمَا حَصَدْتُّمْ فَذَرُوْهُ فِىْ سُنْۢبُلِهٖۤ اِلَّا قَلِيْلًا

مِّمَّا تَاْكُلُوْنَ ﴿۴۷﴾

گائیں نگل رہی ہیں۔ اور سات خوشے ہرے ہیں اور (سات) سوکھے ہوئے۔

اس نے اپنے درباریوں سے اپنا خواب بیان کیا اور ان سے کہا کہ اگر تم خوابوں کی تعبیر بتا سکتے ہو تو بتاؤ' میرے خواب کی تعبیر کیا ہے؟

۴۴ انہوں نے کہا کہ یہ خواب نہیں۔ محض پریشاں خیالی ہے۔ اور اس قسم کی پریشان خیالیوں کی تعبیر ہم نہیں جانتے۔

۴۵ اُن دو قیدیوں میں سے جس نے رہائی پائی تھی' اسے (اس خواب کے سلسلہ میں) مدت کے بعد یوسفؑ کی یاد آگئی۔ اس نے کہا کہ مجھے قید خانے میں جانے دو۔ میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بتادوں گا۔

۴۶ چنانچہ وہ قید خانہ میں آیا اور یوسفؑ سے کہا کہ اے سچی تعبیریں بتلانے والے! ہمیں اس خواب کی تعبیر بتاؤ کہ سات موٹی گائیں ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں نگل رہی ہیں۔ اور سات سبز خوشے ہیں اور (سات) خشک۔ میں اس کی تعبیر کو ان لوگوں تک پہنچاؤں گا (جنہوں نے مجھے اس مقصد کے لئے یہاں بھیجا ہے)۔ وہ اس سے تمہاری قدر و قیمت پہچان لیں گے۔

۴۷ یوسفؑ نے اُس سے (ایک حرفِ شکایت کہے بغیر کہ تم نے اپنا وعدہ پورا نہ کیا) کہا (کہ میں تمہیں اس خواب کی تعبیر بھی بتاتا ہوں اور وہ تدبیر بھی جس سے تمہارا ملک اس آنے والی تباہی سے بچ جائے گا۔ لو سنو)۔

تم لوگ سات سال تک' خوب محنت سے کھیتی باڑی کرو۔ اور جب فصل کاٹو تو سوائے اتنے غلے کے جو تمہارے کھانے کے کام آئے' باقی اناج بالوں کے اندر ہی رہنے دو (تاکہ وہ کیڑوں سے

ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ سَبْعٌ شِدَادٌ یَّاْكُلْنَ مَا قَدَّمْتُمْ لَهُنَّ اِلَّا قَلِیْلًا مِّمَّا تُحْصِنُوْنَ ﴿۴۸﴾
ثُمَّ یَاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِ ذٰلِكَ عَامٌ فِیْهِ یُغَاثُ النَّاسُ وَفِیْهِ یَعْصِرُوْنَ ﴿۴۹﴾ وَقَالَ الْمَلِكُ ائْتُوْنِیْ بِهٖ ۚ ۶ ع ۱۴
فَلَمَّا جَآءَهُ الرَّسُوْلُ قَالَ ارْجِعْ اِلٰى رَبِّكَ فَسْئَلْهُ مَا بَالُ النِّسْوَةِ الّٰتِیْ قَطَّعْنَ اَیْدِیَهُنَّ ؕ اِنَّ
رَبِّیْ بِكَیْدِهِنَّ عَلِیْمٌ ﴿۵۰﴾ قَالَ مَا خَطْبُكُنَّ اِذْ رَاوَدْتُّنَّ یُوْسُفَ عَنْ نَّفْسِهٖ ؕ قُلْنَ

محفوظ رہے)۔

۴۸ اس کے بعد سات سال ایسے آئیں گے جو (قحط سالی کی وجہ سے) سخت مصیبت کے ہوں گے۔ اس قحط سالی کے زمانے میں وہ سارا غلّہ تمہارے کام آئے گا جسے تم نے ذخیرہ کر رکھا ہوگا۔ اس میں سے اتنا ضرور بچا رکھنا (جو بیج کے کام آئے)۔

۴۹ کیونکہ اس کے بعد جو سال آئے گا اس میں عام بارش ہوگی (اناج بھی بافراط پیدا ہوگا اور انگور بھی) جس کا عرق لوگ نچوڑیں گے۔

۵۰ (جب اس شخص نے یہ تعبیر اور تدبیر بادشاہ تک پہنچائی تو وہ دنگ رہ گیا۔ اور) اس نے کہا کہ اس قیدی کو میرے پاس لاؤ (جس نے یہ تعبیر اور تدبیر بتائی ہے)۔ جب بادشاہ کا قاصد یوسفؑ کے پاس آیا (اور اسے قید سے نکلنے کے لئے کہا۔ تو) یوسفؑ نے کہا (کہ میں اس طرح، ترحمِ خسروانہ کی بنا پر قید سے نہیں نکلنا چاہتا) تم اپنے آقا کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ (وہ پہلے میرے مقدمہ کی از سر نو تحقیق کرائے تاکہ) یہ واضح ہو جائے کہ عورتوں کے ہاتھ کاٹ لینے کا ماجرا کیا تھا۔ اور وہ کتنا بڑا فریب تھا جو مجھے پھنسانے کے لئے اختیار کیا گیا تھا۔ اس وقت تو اس حقیقت کا علم صرف میرے خدا کو ہے۔ (لیکن مقدمہ کی تحقیق کے بعد اس کا علم عام ہو جائے گا کہ قصور کس کا تھا۔ اگر میں اس طرح بے گناہ ثابت ہو گیا تو پھر قید خانہ سے باہر آؤں گا)۔

۵۱ (چنانچہ بادشاہ نے اس مقدمہ کی خود تحقیق کی) اور ان عورتوں سے کہا کہ سچ سچ بتاؤ کہ جب تم نے یوسفؑ کو اس کے ارادے سے پھیرنا چاہا تھا، تو اس وقت کیا بات پیش آئی تھی؟

انہوں نے کہا حاشا للہ! ہم نے یوسفؑ میں کوئی برائی کی بات نہیں دیکھی تھی۔ (یہ بالکل بے گناہ تھا)۔

حَاشَ لِلّٰهِ مَا عَلِمْنَا عَلَيْهِ مِنْ سُوٓءٍ ۚ قَالَتِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ الْـٰٔنَ حَصْحَصَ الْحَقُّ اَنَا رَاوَدْتُّهٗ عَنْ نَّفْسِهٖ وَاِنَّهٗ لَمِنَ الصّٰدِقِيْنَ ﴿۵۱﴾ ذٰلِكَ لِيَعْلَمَ اَنِّىْ لَمْ اَخُنْهُ بِالْغَيْبِ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِىْ كَيْدَ الْخَآئِنِيْنَ ﴿۵۲﴾

(یہ سن کر عزیز کی بیوی بھی لب کشائی پر مجبور ہوگئی اور اس نے جھکی ہوئی نگاہوں اور لرزتے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ) کہا کہ اب جبکہ حقیقت اس طرح بے نقاب ہوگئی ہے تو مجھے اسکا اقرار کرلینا چاہیئے کہ وہ میں ہی تھی جس نے یوسفؑ کو پھسلانا چاہا تھا۔ بیشک یوسفؑ اپنے بیان میں بالکل سچا ہے۔

۵۲ (یوسفؑ نے کہا کہ میں نے اس مقدمہ کی از سرِ نو تحقیق پر اس لئے بھی زور دیا تھا کہ) کہ میرے مربی اور مہربان، عزیز کو معلوم ہو جائے کہ میں نے، اس کی پیٹھ پیچھے، اس کی امانت میں خیانت نہیں کی تھی۔ اور یہ کہ خدا کا قانونِ مکافات 'خیانت کرنے والوں کو کامیاب نہیں ہونے دیتا۔ (خیانت اس کی بیوی نے کی تھی۔ وہ خاسر و نامراد سامنے کھڑی ہے۔ میں امین تھا۔ آخر الامر کامیابی میرے ہی حصے میں آئی)۔

وہ کتاب جس کا مدت سے انتظار تھا
دوبارہ چھپ گئی ہے

پرویز صاحب کے مضامین کا مجموعہ ، مدت ہوئی

فردوس گم گشتہ

کے نام سے چھپا تھا لیکن ایک عرصہ سے نایاب تھا ۔ اب مصنف کی نظر ثانی اور نئی ترتیب کے ساتھ اسکا

نیا اڈیشن

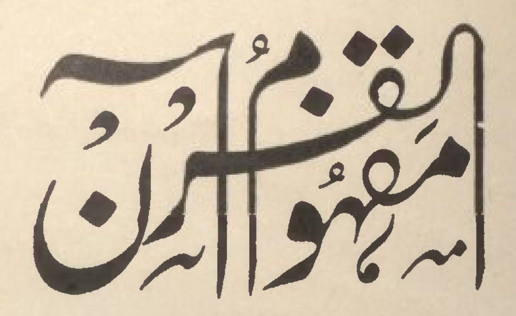
شائع ہو گیا ہے ۔ اس میں حسب ذیل مضامین شامل ہیں :-

دنیا کی نجات ۔ جنگ ۔ فردوس گم گشتہ ۔ ایمان بلا عمل ۔ اسلام اور سائنس ۔ خدا کی بادشاہت ۔ اسلام اور مذہبی رواداری ۔ تمسک بالکتاب ۔ کیا تمام مذاہب یکساں ہیں ۔ وراثت ارض کا ابدی قانون ۔ قرآن اور تاریخ ۔ مسلمان کی زندگی ۔ یہ زمین کس کی ہے ؟ ۔ قرآن کا معاشی نظام ۔ اپنی آنکھ اور قرآن کی روشنی ۔ نسخہ اور اس کا استعمال ۔ خدا اور قیصر ۔

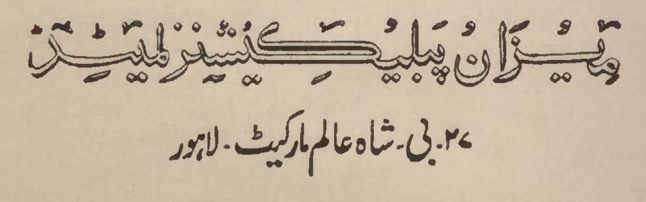
ان میں سے ہر مضمون ایک مستقل دعوت انقلاب ہے ، اور یہ قرآنی مفکر ، گزشتہ پچیس تیس برس سے جن ارتقائی منازل میں سے گزرا ہے اس کی نشاندھی کرتا ہے ۔ عجیب و غریب مجموعہ ہے ۔ جلد منگا لیجئے ۔ تقطیع $\frac{17 \times 27}{8}$ ۔ ضخامت ساڑھے تین سو صفحات ۔ مجلد ۔ حسین گردپوش ۔ کاغذ سفید ۔ قیمت آٹھ روپے

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ - ۲۰ بی شاہ عالم مارکیٹ - لاہور

میزان پرنٹنگ پریس - ۲۰ - بی شاہ عالم مارکیٹ - لاہور
میں باہتمام ظفر علی شاہ مینجر چھپا ۔



تیرھواں پارہ



۲۷۔بی۔شاہ عالم مارکیٹ۔لاہور

قیمت 2/-

وَنَزَّلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ تِبْيَانًا لِّكُلِّ شَيْءٍ

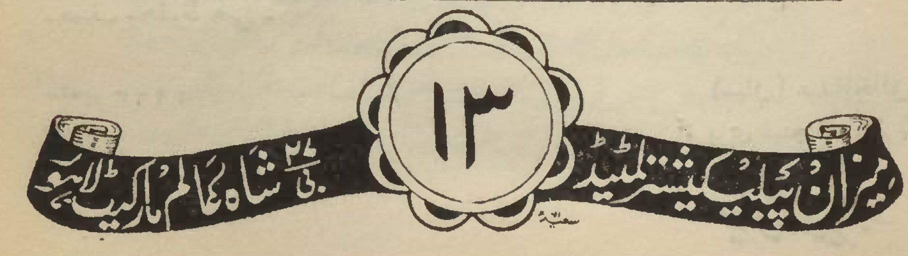
مفہوم القرآن

الحمد سے والناس تک مسلسل

قرآن کریم کے سمجھنے اور سمجھانے کا بالکل نیا انداز

از پرویز

یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے، نہ تفسیر بلکہ اس کا مفہوم ایسے واضح، مسلسل مربوط اور دلکش انداز میں پیش کیا گیا ہے جس سے قرآنی مطالب تابندہ ستاروں کی طرح نگہ بصیرت کے سامنے ابھر کر آجاتے ہیں



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مفہوم القرآن کا تیرھواں پارہ پیش خدمت ہے - چودھواں پارہ زیر طبع ہے - جن حضرات کی نظروں سے اس سے پہلے پارے نہیں گذرے ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ یہ نہ قرآن کریم کا ترجمہ ہے اور نہ ہی اسکی تفسیر بلکہ یہ اس کا مفہوم ہے جسے اپنے لفظوں میں اسطرح بیان کیا گیا ہے کہ قرآن کریم کی پوری تعلیم ، صاف - واضح - مسلسل اور مربوط شکل میں سامنے آجائے - اس میں مفہوم بیان کرنے والے کے ذاتی خیالات کا کوئی دخل نہیں - اس مفہوم کی سند ، لغات القرآن ہے ، جسے عربی زبان کی مستند کتب لغت سے مرتب کیا گیا ہے - اس میں جس لفظ کا مفہوم آپ کو مروجہ ترجموں سے مختلف نظر آئے ، اس کے صحیح ہونے کی دلیل اور سند لغات القرآن میں مل جائیگی - لغات القرآن چار جلدوں میں شائع ہوئی ہے جن کی مجموعی قیمت ۵۷ روپے ہے -

۲ - قرآن کریم کا انداز یہ ہے کہ وہ اپنی تعلیم کو مختلف مقامات میں پیش کرتا ہے اور آیات کو پھیر پھیر کر لاتا ہے تا کہ ہر معاملہ کے مختلف گوشے سامنے آجائیں - مفہوم القرآن میں بھی اس کا التزام کیا گیا ہے - اس میں آپ کو جہاں جہاں دوسری آیات کے حوالے ملیں ، اس سے مراد یہ ہے کہ اس مضمون کی مزید وضاحت اُن مقامات میں آئی ہے - وہاں بھی دیکھ لیں -

۳ - مفہوم القرآن ایک ایک پارہ کر کے شائع ہوتا رہے گا - اگر آپ نے پہلے پارے نہیں خریدے تو اسے جلد حاصل کر لیں - ورنہ دوسرے ایڈیشن کا انتظار کرنا پڑے گا - پہلے پارے کا ھدیہ تین روپے ہے کیونکہ اس کی ضخامت ۱۸۰ صفحات ہے- باقی تمام پاروں کا ھدیہ دو روپے فی پارہ ہے -

۴ - مفہوم القرآن کی طباعت - اخذ - ترجمہ وغیرہ کے حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں -

ستمبر ۱۹۶۳

(میاں) عبدالخالق
آنریری مینجنگ ڈائریکٹر
میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ



وَمَآ اُبَرِّئُ نَفۡسِیۡ ۚ اِنَّ النَّفۡسَ لَاَمَّارَةٌۢ بِالسُّوۡٓءِ اِلَّا مَا رَحِمَ

رَبِّیۡ ؕ اِنَّ رَبِّیۡ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۵۳﴾ وَقَالَ الۡمَلِكُ ائۡتُوۡنِیۡ بِهٖۤ اَسۡتَخۡلِصۡهُ لِنَفۡسِیۡ ۚ فَلَمَّا كَلَّمَهٗ قَالَ اِنَّكَ

الۡیَوۡمَ لَدَیۡنَا مَكِیۡنٌ اَمِیۡنٌ ﴿۵۴﴾ قَالَ اجۡعَلۡنِیۡ عَلٰی خَزَآئِنِ الۡاَرۡضِ ۚ اِنِّیۡ حَفِیۡظٌ عَلِیۡمٌ ﴿۵۵﴾ وَكَذٰلِكَ

---

۵۳ عزیز کی بیوی نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا کہ "میں اپنے بے گناہ ہونے کا دعوٰے نہیں کرتی۔ میرے نفس نے مجھے بہکا دیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ انسان کے حیوانی جذبات اُسے برائی کے لئے اکساتے رہتے ہیں۔ اس سے وہی شخص محفوظ رہ سکتا ہے جس پر خدا رحم کرے۔ وہی' اس قسم کی لغزشوں سے محفوظ رکھنے والا اور مرحمت کرنے والا ہے۔

۵۴ بادشاہ نے (حقیقت حال سے باخبر ہونے کے بعد) کہا۔ یوسفؑ کو میرے پاس لاؤ۔ میں اسے' دوسروں سے ممتاز کر کے' خاص اپنے لئے مختص کر لینا چاہتا ہوں۔ (وہ میرا مشیرِ خاص ہو گا) چنانچہ جب بادشاہ نے یوسفؑ سے بات چیت کی (تو اُس کے اوجوہر بھی اس پر نمایاں ہو گئے)۔ اُس نے کہا کہ آج سے تم ہماری نگاہوں میں بڑی عزت و تمکین کے مالک قرار پا چکے ہو۔ تمہاری امانت و دیانت مسلم ہے۔

۵۵ یوسفؑ نے بادشاہ سے کہا کہ (مملکتِ مصر کی خوشحالی کا راز' اس کی زمین کے خزانوں میں مضمر ہے) تم ان خزانوں (زمین کی پیداوار اور معاشی معاملات) کو میری تحویل میں دیدو۔ میں ان کی حفاظت کروں گا۔ اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ یہ کس طرح کیا جاتا ہے۔

۵۶ اس طرح ہم نے یوسفؑ کو' مملکتِ مصر میں' صاحب اختیار بنا دیا —— ایسا صاحب اختیار کہ وہ اس کے نظم و نسق کو جس طرح چاہتا' چلاتا۔ ہم اپنے قانونِ مشیت کے مطابق' لوگوں

مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ ۚ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ۚ نُصِيبُ بِرَحْمَتِنَا مَنْ نَشَاءُ ۖ وَلَا نُضِيعُ أَجْرَ
الْمُحْسِنِينَ ﴿٥٦﴾ وَلَأَجْرُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِلَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ ﴿٥٧﴾ وَجَاءَ إِخْوَةُ يُوسُفَ فَدَخَلُوا
عَلَيْهِ فَعَرَفَهُمْ وَهُمْ لَهُ مُنْكِرُونَ ﴿٥٨﴾ وَلَمَّا جَهَّزَهُمْ بِجَهَازِهِمْ قَالَ ائْتُونِي بِأَخٍ لَكُمْ مِنْ أَبِيكُمْ ۚ أَلَا
تَرَوْنَ أَنِّي أُوفِي الْكَيْلَ وَأَنَا خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ﴿٥٩﴾ فَإِنْ لَمْ تَأْتُونِي بِهِ فَلَا كَيْلَ لَكُمْ عِنْدِي وَلَا
تَقْرَبُونِ ﴿٦٠﴾ قَالُوا سَنُرَاوِدُ عَنْهُ أَبَاهُ وَإِنَّا لَفَاعِلُونَ ﴿٦١﴾

کو اپنی رحمتوں سے نوازتے ہیں۔ اور وہ قانونِ مشیت یہ ہے کہ جو شخص حسن کارانہ انداز سے زندگی بسر کرے، ہم اس کی محنت ضائع نہیں کرتے۔ اُسے اسکا اجر مل کر رہتا ہے۔

۵۷ حسنِ عمل کے ایسے خوشگوار نتائج اسی دنیا تک محدود نہیں رہتے۔ یہ آخرت کی زندگی میں بھی مسلسل ساتھ جاتے ہیں، اور وہاں ان کی کیفیت، اس دنیا کی خوشگواریوں سے بھی زیادہ اچھی ہوتی ہے۔
جو لوگ بھی قوانینِ خداوندی کی صداقت پر یقین رکھیں اور تخریبی رَوِش سے بچ کر اُن کے مطابق زندگی بسر کریں، انہیں یہ سب کامرانیاں نصیب ہو جاتی ہیں۔

۵۸ (اس واقعہ پر کئی سال گزر گئے۔ اس کے بعد ملک میں قحط پڑا تو دور و نزدیک کے لوگ غلہ لینے کے لئے دار السلطنت میں آنے لگے۔ اس سلسلہ میں) یوسفؑ کے بھائی بھی آئے۔ یوسفؑ نے انہیں پہچان لیا، لیکن وہ اسے نہ پہچان سکے۔ (اس لئے کہ یہ بات اُن کے وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتی تھی کہ یوسفؑ اس مقام پر فائز ہوگا)۔

۵۹ جب یوسفؑ نے ان کے لئے غلہ وغیرہ لدوا دیا تو جاتے وقت اُن سے کہا کہ اب کے جو آؤ، تو اپنے ساتھ اپنے اس بھائی کو بھی لیتے آنا (جس کے متعلق تم نے کہا ہے کہ وہ) باپ کی طرف سے تمہارا بھائی ہے۔ تم نے دیکھ لیا ہے کہ (میں کوئی مستبد حاکم نہیں جو کسی پر ظلم و زیادتی کروں گا)۔ میں ماپ تول بھی پورا دیتا ہوں اور باہر سے آنے والوں کی مہمان نوازی بھی کرتا ہوں۔ (اس لئے تمہارے باپ کو — جس کے متعلق تم نے خدشہ ظاہر کیا ہے کہ وہ اُس بیٹے کو باہر بھیجنے پر آمادہ نہیں ہوگا — اُسے یہاں بھیجنے میں کوئی خطرہ محسوس نہیں کرنا چاہیئے)۔

۶۰ اگر تم اُسے میرے پاس نہ لائے، تو نہ تمہیں غلہ مل سکے گا اور نہ ہی تم میرے قریب آسکو گے۔

۶۱ انہوں نے کہا کہ ہم پوری کوشش کریں گے کہ ہمارا باپ اپنے فیصلہ پر نظرِ ثانی کرے۔ اور ہمیں یقین ہے کہ ہم اس باب میں کامیاب ہو جائیں گے (اور اپنے بھائی کو اپنے ساتھ لیکر

وَقَالَ لِفِتْيَانِهِ اجْعَلُوا بِضَاعَتَهُمْ فِي رِحَالِهِمْ لَعَلَّهُمْ يَعْرِفُونَهَا إِذَا انْقَلَبُوا إِلَىٰ أَهْلِهِمْ لَعَلَّهُمْ
يَرْجِعُونَ ﴿٦٢﴾ فَلَمَّا رَجَعُوا إِلَىٰ أَبِيهِمْ قَالُوا يَا أَبَانَا مُنِعَ مِنَّا الْكَيْلُ فَأَرْسِلْ مَعَنَا أَخَانَا نَكْتَلْ وَإِنَّا لَهُ
لَحَافِظُونَ ﴿٦٣﴾ قَالَ هَلْ آمَنُكُمْ عَلَيْهِ إِلَّا كَمَا أَمِنْتُكُمْ عَلَىٰ أَخِيهِ مِنْ قَبْلُ ۖ فَاللَّهُ خَيْرٌ حَافِظًا ۖ وَهُوَ
أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ ﴿٦٤﴾ وَلَمَّا فَتَحُوا مَتَاعَهُمْ وَجَدُوا بِضَاعَتَهُمْ رُدَّتْ إِلَيْهِمْ ۖ قَالُوا يَا أَبَانَا مَا نَبْغِي ۖ هَٰذِهِ

حاضر خدمت ہوں گے)۔

٦٢ یوسفؑ نے اپنے آدمیوں سے کہا کہ اِن لوگوں کی رقم، جس کے عوض انہوں نے غلّہ خریدا ہے (میری طرف سے) ان کی بوریوں میں اس طرح رکھ دو کہ جب یہ گھر پہنچ کر اپنا سامان کھولیں تو (یہ رقم ان کے سامنے آجائے اور) یہ پہچان لیں کہ یہ انہی کی رقم ہے۔ اور اس طرح یہ دوبارہ غلّہ لینے کے لئے آجائیں۔

٦٣ چنانچہ جب وہ لوٹ کر اپنے باپ کے پاس گئے تو انہوں نے (دیگر واقعات بیان کرنے کے بعد) کہا کہ ہم سے یہ کہا گیا ہے کہ تمہیں دوبارہ غلّہ اُسی صورت میں مل سکے گا کہ تم اپنے بھائی کو بھی ساتھ لاؤ۔ (اگر ایسا نہ کیا تو 'غلّہ ملنا تو ایک طرف' تم میرے قریب تک نہیں پھٹک سکو گے)۔ لہٰذا آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ بھیج دیں تاکہ ہم غلّہ لا سکیں۔ اور ہم آپ کو یقین دلاتے ہیں کہ ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے۔

٦٤ اس پر (یعقوبؑ نے) کہا کہ کیا میں اس کے بارے میں بھی تم پر اُسی طرح اعتبار کر لوں جس طرح، اِس سے پہلے، اِس کے بھائی (یوسفؑ) کے بارے میں تم پر اعتبار کیا تھا؟ اس لئے (میں اسے تمہاری حفاظت میں نہیں دے سکتا)۔ یہ اللہ کی حفاظت میں ہی رہے گا کیونکہ وہی سب سے بہتر محافظ اور سامانِ رحمت مہیا کرنے والا ہے۔

٦٥ پھر جب انہوں نے اپنا سامان کھولا تو دیکھا کہ غلّے کے ساتھ، ان کی رقم بھی واپس کر دی گئی ہے۔ اِس پر اُنہوں نے اپنے باپ سے کہا کہ ہمیں اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیئے کہ، ہمیں غلّہ بھی مل جائے اور قیمت بھی لوٹا دی جائے! (اب آپ سوچئے کہ اگر ہم محض اس لئے غلّہ لینے نہ جا سکے کہ آپ ہمارے بھائی کو ہمارے ساتھ نہیں بھیجنا چاہتے تو اس سے کس قدر نقصان ہوگا؟ لہٰذا ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم اسے اپنے ساتھ لے جائیں اور) اپنے گھرانے کے لئے غلّہ لے آئیں۔ ہم اس کی پوری پوری حفاظت کریں گے (اس سے ایک فائدہ یہ بھی ہوگا کہ ہم اس کے حصّہ کا) ایک اونٹ کا

بِضَاعَتُنَا رُدَّتْ إِلَيْنَا ۖ وَنَمِيرُ أَهْلَنَا وَنَحْفَظُ أَخَانَا وَنَزْدَادُ كَيْلَ بَعِيرٍ ۖ ذَٰلِكَ كَيْلٌ يَسِيرٌ ﴿٦٥﴾ قَالَ لَنْ
أُرْسِلَهُ مَعَكُمْ حَتَّىٰ تُؤْتُونِ مَوْثِقًا مِّنَ اللَّهِ لَتَأْتُنَّنِي بِهِ إِلَّا أَن يُحَاطَ بِكُمْ ۖ فَلَمَّا آتَوْهُ مَوْثِقَهُمْ قَالَ
اللَّهُ عَلَىٰ مَا نَقُولُ وَكِيلٌ ﴿٦٦﴾ وَقَالَ يَا بَنِيَّ لَا تَدْخُلُوا مِن بَابٍ وَاحِدٍ وَادْخُلُوا مِنْ أَبْوَابٍ مُّتَفَرِّقَةٍ ۖ
وَمَا أُغْنِي عَنكُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ ۖ إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ ۖ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَعَلَيْهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُونَ ﴿٦٧﴾ وَلَمَّا
دَخَلُوا مِنْ حَيْثُ أَمَرَهُمْ أَبُوهُم مَّا كَانَ يُغْنِي عَنْهُم مِّنَ اللَّهِ مِن شَيْءٍ إِلَّا حَاجَةً فِي نَفْسِ يَعْقُوبَ قَضَاهَا ۚ

بوجھ اور بھی لاسکیں گے۔ جو غلہ ہم لائے ہیں وہ بہت تھوڑا ہے (یونہی ختم ہو جائے گا)۔

٦٦ باپ نے کہا کہ (اب جو تم مجھے اس طرح مجبور کر رہے ہو تو میں اسے تمہارے ساتھ بھیجے دیتا ہوں۔ لیکن اس شرط پر کہ) تم اللہ کو درمیان میں رکھ کر میرے ساتھ اقرار کرو کہ تم اسے میرے پاس ضرور واپس لے آؤ گے' بجز اس کے کہ تم خود ہی کہیں گھیر لئے جاؤ (اور اس طرح بالکل بے بس ہو جاؤ)۔ جب انہوں نے اس بات کا عہد دے دیا تو اس نے کہا کہ ہم نے جو باہمی قول واقرار کیا ہے' اللہ اس پر نگہبان ہو۔

٦٧ جب وہ جانے لگے تو باپ نے ان سے کہا کہ (دیکھو بیٹا!) جب تم اس شہر میں جاؤ' تو سب کے سب ایک ہی دروازہ سے شہر میں داخل نہ ہونا' الگ الگ دروازوں سے داخل ہونا۔ (اکٹھے داخل ہوئے تو اجنبیوں کا اک جتھہ دیکھ کر شہر والوں کی نظریں خواہ مخواہ تمہاری طرف اٹھنے لگ جائیں گی۔ ساتھ ہی یہ بھی کہہ دا کہ یہ میرے دل میں یونہی ایک خیال سا آگیا ہے جس کی بنا میں نے یہ بات احتیاطاً تم سے کہہ دی ہے۔ اس سے یہ نہ سمجھ لینا کہ' اس کے بعد تم ہر خطرہ سے مامون ہو جاؤ گے اور تمہیں کسی احتیاط اور انتظام کی ضرورت نہیں رہے گی)۔ میری یہ احتیاطی تدبیر تمہیں کسی چیز سے بے نیاز نہیں کر سکتی جو (وقت اور موقعہ کے لحاظ سے) قانون خداوندی کے مطابق کرنی چاہیئے۔ یاد رکھو! امن اور خطرہ۔ نفع اور نقصان۔ سب خدا کے قانون کے مطابق ہوتا ہی اس کے سوا کسی اور کو اس کا اختیار نہیں۔ میرا بھروسہ بھی اسی پر ہے (اور تمہیں بھی اسی پر اعتماد کرنا چاہیئے ——— اور ایک میں اور تم ہی کیا) ہر بھروسہ کرنے والے کو اس پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

٦٨ چنانچہ ان بھائیوں کا قافلہ اسی طرح شہر میں داخل ہوا جس طرح باپ نے کہا تھا لیکن (جیسا کہ ذرا آگے چل کر سامنے آئے گا)، تدبیر اس واقعہ کو روک نہیں سکتی تھی جو' قانون خداوندی

وَإِنَّهُ لَذُو عِلْمٍ لِّمَا عَلَّمْنَٰهُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ ٱلنَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ (۶۸) وَلَمَّا دَخَلُوا۟ عَلَىٰ يُوسُفَ ءَاوَىٰٓ إِلَيْهِ أَخَاهُ ۸ ۲۴ ۲
قَالَ إِنِّىٓ أَنَا۠ أَخُوكَ فَلَا تَبْتَئِسْ بِمَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ (۶۹) فَلَمَّا جَهَّزَهُم بِجَهَازِهِمْ جَعَلَ ٱلسِّقَايَةَ فِى
رَحْلِ أَخِيهِ ثُمَّ أَذَّنَ مُؤَذِّنٌ أَيَّتُهَا ٱلْعِيرُ إِنَّكُمْ لَسَٰرِقُونَ (۷۰) قَالُوا۟ وَأَقْبَلُوا۟ عَلَيْهِم مَّاذَا تَفْقِدُونَ (۷۱) قَالُوا۟
نَفْقِدُ صُوَاعَ ٱلْمَلِكِ وَلِمَن جَآءَ بِهِۦ حِمْلُ بَعِيرٍ وَأَنَا۠ بِهِۦ زَعِيمٌ (۷۲) قَالُوا۟ تَٱللَّهِ لَقَدْ عَلِمْتُم مَّا جِئْنَا
لِنُفْسِدَ فِى ٱلْأَرْضِ وَمَا كُنَّا سَٰرِقِينَ (۷۳) قَالُوا۟ فَمَا جَزَٰٓؤُهُۥٓ إِن كُنتُمْ كَٰذِبِينَ (۷۴)

کی رو سے یہاں پیش آنے والا تھا (اور جس کی رو سے بن یامین کو یہاں روک لیا جانا تھا)۔ یہ تدبیری احتیاط محض ایک خیال کا نتیجہ تھی جو یعقوبؑ کے دل میں پیدا ہوا اور جس کی خلش کو اس نے اس طرح دور کرلیا۔ یہ خیال بھی علم و دانش پر مبنی تھا (یونہی توہم پرستی نہیں تھا) اس لئے کہ یعقوبؑ کو ہم نے علم و فراست عطا کر رکھی تھی ——— وہ علم و فراست جس سے اکثر لوگ محروم ہوتے ہیں۔

۶۹ جب یہ لوگ یوسفؑ کے پاس پہنچے تو اس نے اپنے بھائی کو اپنے پاس ٹھیرایا اور اسے بتا دیا کہ میں تیرا بھائی (یوسفؑ) ہوں۔ اور ساتھ ہی اس کی بھی تلقین کر دی کہ دوسرے بھائیوں نے میرے ساتھ جو کچھ کیا تھا' اس کی وجہ سے تم رنجیدہ خاطر نہ ہونا۔

۷۰ جب یوسفؑ نے ان کا (واپسی کا) سامان تیار کرا دیا' تو (ان بھائیوں میں سے ایک نے) شاہی کٹورا ابن یامین کی بوری میں رکھ دیا (کہ اگر پتہ نہ چلا تو کٹورا گھر پہنچ جائے گا اور پتہ چل گیا تو بن یامین بدنام ہوگا۔ جب ان کی روانگی کے بعد یوسفؑ کے آدمیوں نے دیکھا کہ کٹورا گم ہے تو ان میں سے) ایک پکارنے والے نے پکارا کہ اے قافلہ والو! ٹھہرو۔ تم چور ہو (۱۲/۷۵ ؛ ۱۲/۸۳ ؛ ۱۲/۸۹)۔

۷۱ وہ یوسفؑ کے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ تمہارا کیا گم ہوگیا ہے (جو ہمیں چور ٹھہراتے ہو!)

۷۲ انہوں نے کہا کہ شاہی کٹورا گم ہوگیا ہے۔ جو شخص اسے ڈھونڈ نکالے اُسے ایک بار شتر انعام ملے گا۔ (ان کارندوں کے سردار نے کہا) کہ اس کا میں ضامن ہوں (کہ یہ انعام ضرور ملے گا)۔

۷۳ یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا کہ خدا شاہد ہے کہ ہم یہاں اس لئے نہیں آئے کہ کسی قسم کی شرارت پیدا کریں یا قانون شکنی کریں (ہم یہاں پہلے بھی آچکے ہیں۔ اس لئے) تم ہمارے متعلق جانتے ہو (کہ ہمارا اس قسم کا کوئی ارادہ نہیں ہوتا۔ یقین مانئے) ہم چور نہیں ہیں۔

۷۴ شاہی کارندوں نے کہا کہ اگر تم جھوٹے نکلے تو اس کی کیا سزا؟

قَالُوْا جَزَآؤُهٗ مَنْ وُّجِدَ فِیْ رَحْلِهٖ فَهُوَ جَزَآؤُهٗ ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِی الظّٰلِمِیْنَ ﴿۷۵﴾ فَبَدَاَ بِاَوْعِیَتِهِمْ قَبْلَ
وِعَآءِ اَخِیْهِ ثُمَّ اسْتَخْرَجَهَا مِنْ وِّعَآءِ اَخِیْهِ ؕ كَذٰلِكَ كِدْنَا لِیُوْسُفَ ؕ مَا كَانَ لِیَاْخُذَ اَخَاهُ فِیْ دِیْنِ الْمَلِكِ اِلَّاۤ
اَنْ یَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ وَ فَوْقَ كُلِّ ذِیْ عِلْمٍ عَلِیْمٌ ﴿۷۶﴾ قَالُوْۤا اِنْ یَّسْرِقْ فَقَدْ سَرَقَ اَخٌ لَّهٗ
مِنْ قَبْلُ ۚ فَاَسَرَّهَا یُوْسُفُ فِیْ نَفْسِهٖ وَ لَمْ یُبْدِهَا لَهُمْ ۚ قَالَ اَنْتُمْ شَرٌّ مَّكَانًا ۚ وَ اللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا تَصِفُوْنَ ﴿۷۷﴾

۷۵ (اُن میں سے جنہیں معلوم تھا کہ کٹورہ کس کی بوری میں ہے ~~بھائی~~) کہا کہ جس کی بوری میں سے کٹورا نکلے' وہ اس کے بدلے میں دھر لیا جائے۔ ہم اپنے ہاں مجرموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔

۷۶ تب شاہی کارندوں نے بوریوں کی تلاشی لینی شروع کی۔ پہلے اور بھائیوں کی بوریاں دیکھیں (تو ان میں کٹورا نہ ملا) آخر میں یوسفؑ کے بھائی کی بوری دیکھی تو اس میں سے کٹورا نکل آیا۔

(دیکھو! بات چلی کیسے تھی اور رُکی کہاں جا کر! اس سوتیلے بھائی نے بن یامین کی بوری میں کٹورا کس نیت سے رکھا تھا' لیکن اس کا یہ فعل' یوسفؑ کے لئے' بن یامین کو اپنے پاس روک لینے کا موجب بن گیا)۔ اس طرح ہم نے' یوسفؑ کے لئے بن یامین کو روک لینے کی تدبیر پیدا کر دی' ورنہ شاہِ مصر کے قانون کے مطابق' وہ اپنے بھائی کو اپنے پاس نہیں روک سکتا تھا۔ اس کے لئے مشیت ہی کوئی تدبیر کر سکتی تھی (جس سے یوسفؑ کی دلی آرزو بھی پوری ہو جائے اور اُسے کوئی ایسی بات بھی نہ کرنی پڑے جس سے وہ اپنے مقامِ بلند سے گر جائے) یوں ہم اپنے قانونِ مشیت کے مطابق بلندئ مدارج عطا کر دیتے ہیں۔ یاد رکھو! خدا کا علم' ہر صاحبِ علم کی علمی سطح سے بلند ہوتا ہے۔

۷۷ اس پر یوسفؑ کے بھائیوں نے کہا کہ اگر اس نے چوری کی ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ اس کا ایک اور بھائی تھا۔ اس نے بھی اسی طرح' پہلے چوری کی تھی۔ (لہٰذا' یہ بات ان کے ہاں عادۃً چلی آ رہی ہے)

(اُف! کس قدر زہریلا تھا یہ نشتر جو یوسفؑ کے دل کی گہرائیوں میں اتار گیا! جی میں تو آیا ہو گا کہ ان کا سارا کچا چٹھا کھول کر رکھ دے۔ لیکن ابھی اس کا وقت نہیں آیا تھا۔ اس لئے یوسفؑ نے) اس بات کو اپنے دل میں رکھا۔ اور صرف اتنا کہا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو اس کا

قَالُوْا يٰٓاَيُّهَا الْعَزِيْزُ اِنَّ لَهٗٓ اَبًا شَيْخًا كَبِيْرًا فَخُذْ اَحَدَنَا مَكَانَهٗ ۚ اِنَّا نَرٰىكَ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۷۸﴾ قَالَ
مَعَاذَ اللّٰهِ اَنْ نَّاْخُذَ اِلَّا مَنْ وَّجَدْنَا مَتَاعَنَا عِنْدَهٗٓ ۙ اِنَّآ اِذًا لَّظٰلِمُوْنَ ﴿۷۹﴾ فَلَمَّا اسْتَيْـَٔسُوْا مِنْهُ خَلَصُوْا
نَجِيًّا ۭ قَالَ كَبِيْرُهُمْ اَلَمْ تَعْلَمُوْٓا اَنَّ اَبَاكُمْ قَدْ اَخَذَ عَلَيْكُمْ مَّوْثِقًا مِّنَ اللّٰهِ وَمِنْ قَبْلُ مَا فَرَّطْتُّمْ فِيْ يُوْسُفَ ۚ
فَلَنْ اَبْرَحَ الْاَرْضَ حَتّٰى يَاْذَنَ لِيْٓ اَبِيْٓ اَوْ يَحْكُمَ اللّٰهُ لِيْ ۚ وَهُوَ خَيْرُ الْحٰكِمِيْنَ ﴿۸۰﴾ اِرْجِعُوْٓا اِلٰٓى اَبِيْكُمْ
فَقُوْلُوْا يٰٓاَبَانَآ اِنَّ ابْنَكَ سَرَقَ ۚ وَمَا شَهِدْنَآ اِلَّا بِمَا عَلِمْنَا وَمَا كُنَّا لِلْغَيْبِ حٰفِظِيْنَ ﴿۸۱﴾

یقینی علم تو صرف خدا کو ہے' لیکن (اگر واقعہ یہی ہے جو تم بیان کر رہے ہو تو) تم شریف لوگ نظر نہیں آتے۔ (اس لئے کہ تم سوتیلے ہی سہی۔ ہو تو انہی چوروں کے بھائی! خاندان تو تمہارا بھی وہی ہے)۔

۷۸ انہوں نے کہا کہ اے عزیزِ مصر! اس (بن یامین) کا باپ بہت بوڑھا ہے (اور وہ اس سے بہت محبت کرتا ہے)۔ آپ اس کی جگہ ہم میں سے کسی کو رکھ لیجئے اور اسے چھوڑ دیجئے۔ ہم نے آپ کو بڑا ہی نیک انسان پایا ہے۔ آپ بڑے ہمدرد ہیں (اس لئے ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری اس درخواست کو ضرور قبول کر لیں گے)۔

۷۹ یوسفؑ نے کہا کہ معاذ اللہ! بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ ہم اس شخص کو تو چھوڑ دیں جس سے چوری کا مال برآمد ہوا ہے اور اس کی جگہ ایک بے گناہ کو پکڑ لیں۔ اگر ہم ایسا کریں تو یہ صریح ظلم ہوگا۔

۸۰ جب وہ یوسفؑ کی طرف سے مایوس ہو گئے (کہ وہ ان کی بات نہیں مانے گا) تو الگ بیٹھ کر مشورہ کرنے لگے۔ ان میں' سب سے بڑے بھائی نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ تمہارے باپ نے تم سے (بن یامین کے بارے میں) اللہ کو درمیان رکھ کر ایک محکم عہد لیا تھا۔ اور اس سے پہلے تم یوسفؑ کے معاملہ میں بھی بڑی زیادتی کر چکے ہو۔ اس لئے (کم از کم) میں تو یہیں رہوں گا (باپ کے سامنے ہرگز نہیں جاؤں گا) تا آنکہ خود باپ مجھے (وہاں آنے کی) اجازت دے۔ یا' اللہ میرے لئے کوئی اور فیصلہ کر دے۔ وہ سب سے بہتر فیصلہ کرنیوالا ہے۔

۸۱ تم باپ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ تمہارے (لاڈلے) بیٹے نے (پرائے ملک میں) چوری کی ہے! (ہم نے بیشک تم سے اس کی نگرانی اور حفاظت کا عہد کیا تھا لیکن) ہم انہی امور میں اس کی نگرانی کر سکتے تھے جو ہمارے علم میں واقع ہوتے۔ اس قسم کی باتوں

وَسْئَلِ الْقَرْيَةَ الَّتِي كُنَّا فِيهَا وَالْعِيرَ الَّتِي أَقْبَلْنَا فِيهَا ۖ وَإِنَّا لَصَادِقُونَ ﴿٨٢﴾ قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ
أَنفُسُكُمْ أَمْرًا ۖ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ ۖ عَسَى اللَّهُ أَن يَأْتِيَنِي بِهِمْ جَمِيعًا ۚ إِنَّهُ هُوَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ﴿٨٣﴾ وَتَوَلَّىٰ
عَنْهُمْ وَقَالَ يَا أَسَفَىٰ عَلَىٰ يُوسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنَاهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيمٌ ﴿٨٤﴾ قَالُوا تَاللَّهِ تَفْتَأُ
تَذْكُرُ يُوسُفَ حَتَّىٰ تَكُونَ حَرَضًا أَوْ تَكُونَ مِنَ الْهَالِكِينَ ﴿٨٥﴾ قَالَ إِنَّمَا أَشْكُو بَثِّي وَحُزْنِي إِلَى اللَّهِ
وَأَعْلَمُ مِنَ اللَّهِ مَا لَا تَعْلَمُونَ ﴿٨٦﴾

میں' جو اُس نے ہم سے چھپا کر کرنی شروع کر دیں' ہم اس کی کیا نگرانی کر سکتے تھے!

۸۲ آپ اُن بستی والوں سے پوچھ لیجئے جہاں یہ واقعہ ہوا ہے۔ یا اُن قافلہ والوں سے دریافت کر لیجئے جن کے ساتھ ہم آئے ہیں' کہ ہم سچ کہتے ہیں یا جھوٹ بولتے ہیں۔

۸۳ (چنانچہ اس مشورہ کے بعد وہ باپ کے پاس پہنچے۔ باپ نے جب یہ کچھ سنا تو) کہا کہ (نہیں؛ بن یامین کبھی چوری نہیں کر سکتا) یہ سارا قصہ تمہارا خود وضع کردہ ہے جسے تمہارے دل نے تمہیں سجھا دیا ہے۔ (ورنہ حقیقت کچھ اور ہے)۔ میں اس پر بھی (وہی کہونگا جو اس سے پہلے یوسفؑ کے معاملہ پر کہا تھا۔ ۱۲/۱۸) کہ میرے لئے یہی بہتر ہے کہ میں صبر اور ہمت سے کام لوں (اور گھر کا شیرازہ بکھرنے نہ دوں)۔ مجھے امید ہے کہ ایک دن اللہ ان سب کو مجھ سے ملا دے گا — یعنی یوسفؑ۔ بن یامین اور وہ بڑا لڑکا جو وہاں رہ پڑا تھا —— اس لئے کہ وہ سب کچھ جانتا ہے اور تمام معاملات کو حکمت اور تدبیر سے آخر تک پہنچانے والا ہے۔

۸۴ اس نے بیٹوں کی طرف سے رُخ پھیر لیا۔ اور (اس نئے زخم نے اس کے دل میں یوسفؑ کی یاد تازہ کر دی تو اس نے آہ بھر کر کہا) "ہائے! یوسفؑ کا دردِ فراق"۔ وہ اس صدمہ سے بیقرار رہتا تھا۔ اور شدتِ غم کی وجہ سے اس کی آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبائی رہتی تھیں۔

۸۵ (باپ کا یہ حال دیکھ کر بیٹے —— بجائے اس کے کہ اس سے غمخواری اور غمگساری کریں۔ اکثر کہتے کہ) آپ اس قصے کو چھوڑیں گے بھی' یا ہر وقت "یوسف۔ یوسف" پکارتے رہیں گے؛ اگر آپ یہی کچھ کرتے رہے تو' خدا شاہد ہے' آپ اس کے غم میں گھل گھل کر مر جائیں گے۔ اور اگر مریں گے نہیں تو از کار رفتہ ضرور ہو جائیں گے۔

۸۶ باپ اس کے جواب میں کہتا کہ (میں تم لوگوں سے تو کچھ بھی نہیں کہتا)۔ میں تو اپنے غم و الم کا اظہار اپنے خدا کے سامنے کرتا ہوں۔ اس لئے کہ میں اللہ کی طرف سے وہ کچھ جانتا ہوں

يٰبَنِيَّ اذْهَبُوْا فَتَحَسَّسُوْا مِنْ يُّوْسُفَ وَاَخِيْهِ وَلَا تَايْــَٔسُوْا مِنْ رَّوْحِ اللّٰهِ ؕ اِنَّهٗ لَا يَايْــَٔسُ مِنْ رَّوْحِ
اللّٰهِ اِلَّا الْقَوْمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۸۷﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلَيْهِ قَالُوْا يٰۤاَيُّهَا الْعَزِيْزُ مَسَّنَا وَاَهْلَنَا الضُّرُّ وَجِئْنَا
بِبِضَاعَةٍ مُّزْجٰىةٍ فَاَوْفِ لَنَا الْكَيْلَ وَتَصَدَّقْ عَلَيْنَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ يَجْزِي الْمُتَصَدِّقِيْنَ ﴿۸۸﴾ قَالَ هَلْ عَلِمْتُمْ
مَّا فَعَلْتُمْ بِيُوْسُفَ وَاَخِيْهِ اِذْ اَنْتُمْ جٰهِلُوْنَ ﴿۸۹﴾ قَالُوْۤا ءَاِنَّكَ لَاَنْتَ يُوْسُفُ ؕ قَالَ اَنَا يُوْسُفُ وَهٰذَاۤ اَخِيْ
قَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْنَا ؕ اِنَّهٗ مَنْ يَّتَّقِ وَيَصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۹۰﴾

جو تم نہیں جانتے۔ (اس لئے میری امیدوں کا سلسلہ منقطع نہیں ہوتا۔ مجھے یقین ہے کہ میرے بیٹے مجھ سے ایک دن ضرور ملیں گے۔ میں چاہتا یہ ہوں کہ اس انتظار کی مدت زیادہ طویل نہ ہو۔ لہٰذا)

۸۷ اے میرے بچو! تم ایک بار پھر جاؤ۔ یوسفؑ کا کچھ سراغ لگاؤ اور بن یامین کا حال احوال دریافت کرو۔ رحمتِ خداوندی کی نسیم جاں فزا سے کبھی مایوس نہ ہو۔ اس سے صرف وہ لوگ مایوس ہوتے ہیں جو اس کے اس قانون پر یقین نہیں رکھتے (کہ سعی و عمل اگر صحیح خطوط پر ہوں تو وہ کبھی بلانتیجہ نہیں رہتے)۔

۸۸ (چنانچہ وہ پھر مصر گئے اور یوسفؑ سے کہا کہ) اے عزیز! ہم پر اور ہمارے گھرانے پر بڑی سختی کے دن آ گئے ہیں۔ (ہمارا منہ تو نہیں تھا کہ پھر آپ کے پاس آتے لیکن کیا کریں۔ ہم سخت مجبور اور لاچار ہو گئے ہیں۔ ہمارے پاس نہ غلہ رہا ہے' اور نہ ہی غلہ خریدنے کے لئے پوری رقم ہے۔ بس) یہ حقیر سی پونجی ہے جسے لے کر ہم آ گئے ہیں (اسے قبول کر لیجئے اور معاملہ خرید و فروخت کا نہ سمجھئے بلکہ) ہمیں بطور خیرات پورا غلہ دیدیجئے۔ اللہ خیرات کرنے والوں کو نیک بدلہ دیتا ہے۔

۸۹ (یہ سن کر یوسفؑ کا جی بھر آیا' اور اب مزید توقف کی ضرورت نہ سمجھی۔ ان سے) کہا "کیا تمہیں یاد ہے کہ تم نے' اپنی جہالت اور حماقت سے' یوسفؑ اور اس کے بھائی کے ساتھ (۱۲/۱۰) کیا کیا تھا؟"

۹۰ (اب جو انہوں نے غور سے دیکھا تو بات سمجھ گئے اور بے ساختہ پکار اٹھے کہ) ہیں! کیا تم یوسفؑ ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں! میں یوسفؑ ہوں اور یہ میرا بھائی' بن یامین ہے۔ (تم نے تو ہماری ہلاکت کے لئے اپنی طرف سے کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی تھی' لیکن) ہمارے خدا نے ہم پر بڑا کرم کیا ——— اور حقیقت یہ ہے کہ جو شخص بھی غلط راہوں سے بچتا ہوا' صحیح روش پر گامزن رہتا ہے' اور اس راستے میں جس قدر مشکلات آئیں' پامردی سے ان کا مقابلہ کرتا ہے' تو

قَالُوا تَاللّٰهِ لَقَدْ اٰثَرَكَ اللّٰهُ عَلَيْنَا وَاِنْ كُنَّا لَخٰطِـِٕيْنَ ﴿۹۱﴾ قَالَ لَا تَثْرِيْبَ عَلَيْكُمُ الْيَوْمَ ؕ يَغْفِرُ اللّٰهُ لَكُمْ ۚ وَهُوَ
اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴿۹۲﴾ اِذْهَبُوْا بِقَمِيْصِيْ هٰذَا فَاَلْقُوْهُ عَلٰى وَجْهِ اَبِيْ يَاْتِ بَصِيْرًا ۚ وَاْتُوْنِيْ بِاَهْلِكُمْ
اَجْمَعِيْنَ ﴿۹۳﴾ وَلَمَّا فَصَلَتِ الْعِيْرُ قَالَ اَبُوْهُمْ اِنِّيْ لَاَجِدُ رِيْحَ يُوْسُفَ لَوْلَاۤ اَنْ تُفَنِّدُوْنِ ﴿۹۴﴾ قَالُوْا
تَاللّٰهِ اِنَّكَ لَفِيْ ضَلٰلِكَ الْقَدِيْمِ ﴿۹۵﴾ فَلَمَّاۤ اَنْ جَآءَ الْبَشِيْرُ اَلْقٰىهُ عَلٰى وَجْهِهٖ فَارْتَدَّ بَصِيْرًا ۚ قَالَ اَلَمْ

وہ اس قسم کی حسن کارانہ زندگی بسر کرنے والوں کی محنت کو کبھی رائگاں نہیں جانے دیتا۔

۹۱ (یہ سن کر ان کے سر شرم اور ندامت سے جھک گئے۔ اور) انہوں نے کہا کہ خدا کی قسم! فی الواقعہ اللہ نے تمہیں ہم پر بڑی فضیلت دی ہے۔ اور ہم بڑے ہی خطاکار ہیں۔

۹۲ یوسفؑ نے کہا کہ جاؤ! اب میں تم پر کوئی سرزنش نہیں کرتا۔ تم نے جو کچھ میرے خلاف کیا میں اسے معاف کرتا ہوں۔ (لیکن اس سے جو کچھ تم نے خود اپنی ذات کے خلاف کیا ہے، اسے کون معاف کر سکتا ہے؟ اس کی معافی کی تو ایک ہی شکل ہے کہ) تم پھر سے قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کر کے خدا کی حفاظت میں آجاؤ۔ ان جرائم سے تمہاری ذات میں جو کمی واقع ہو گئی ہے وہ اسے پورا کر کے اس کی نشو و نما کرے گا۔ وہ سب سے بہتر نشو و نما کرنے والا ہے۔

۹۳ اب تم یوں کرو کہ (واپس گھر جاؤ اور) یہ میری قمیص اپنے ساتھ لے جاؤ (جو میری وجاہت اور منصب کی محسوس نشانی ہے)۔ جب تم اسے ابا جان کے سامنے پیش کرو گے تو وہ ساری بات سمجھ جائیں گے، اور جو کچھ تم کہو گے اس کا یقین کر لیں گے۔ پھر تم اپنے تمام اہلِ خاندان کو لے کر یہاں آجانا۔

۹۴ جب یوسفؑ کے بھائیوں کا قافلہ (مصر سے) روانہ ہوا تو یعقوبؑ نے لوگوں سے کہنا شروع کر دیا کہ اگر تم لوگ یہ نہ سمجھو کہ بڑھاپے کی وجہ سے میری عقل ماری گئی ہے، تو مجھے یوسفؑ اور اس کی عظمت و اقتدار کی مہک آرہی ہے۔

۹۵ سننے والوں نے کہا کہ بخدا! تم ابھی تک اپنے اسی پرانے خبط میں مبتلا ہو (یوسفؑ کا نام و نشان تک بھی گم ہو چکا ہے اور تمہیں اس کی عظمت و اقتدار کی مہک آرہی ہے!)

۹۶ چنانچہ جب وہ قافلہ کنعان پہنچ گیا، اور خوش خبری دینے والے نے یوسفؑ کا کرتہ یعقوبؑ کے سامنے پیش کیا تو اسے یقین آگیا (کہ فی الواقعہ یوسفؑ زندہ بھی ہے اور اس قدر شان و شوکت کا مالک بھی)۔ اس نے لوگوں سے کہا کہ کیا میں تم سے نہیں کہا کرتا تھا کہ مجھے اللہ کی طرف سے وہ علم دیا گیا ہے جو تمہیں نہیں دیا گیا۔

اَقُلْ لَّكُمْ ۚ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۹۶﴾ قَالُوْا یٰۤاَبَانَا اسْتَغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَاۤ اِنَّا كُنَّا خٰطِـِٕیْنَ ﴿۹۷﴾
قَالَ سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ﴿۹۸﴾ فَلَمَّا دَخَلُوْا عَلٰی یُوْسُفَ اٰوٰۤی اِلَیْهِ اَبَوَیْهِ
وَقَالَ ادْخُلُوْا مِصْرَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیْنَ ﴿۹۹﴾ وَرَفَعَ اَبَوَیْهِ عَلَی الْعَرْشِ وَخَرُّوْا لَهٗ سُجَّدًا ۚ وَقَالَ
یٰۤاَبَتِ هٰذَا تَاْوِیْلُ رُءْیَایَ مِنْ قَبْلُ ؗ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّیْ حَقًّا ؕ وَقَدْ اَحْسَنَ بِیْۤ اِذْ اَخْرَجَنِیْ مِنَ السِّجْنِ
وَجَآءَ بِكُمْ مِّنَ الْبَدْوِ مِنْۢ بَعْدِ اَنْ نَّزَغَ الشَّیْطٰنُ بَیْنِیْ وَبَیْنَ اِخْوَتِیْ ؕ اِنَّ رَبِّیْ لَطِیْفٌ لِّمَا یَشَآءُ ؕ
اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِیْمُ الْحَكِیْمُ ﴿۱۰۰﴾

(یوسفؑ کا ایک کرتہ وہ تھا جس نے یعقوبؑ کی آنکھوں کے سامنے دنیا اندھیر کر دی تھی۔ اور ایک کرتہ یہ تھا جس سے اس کے دیدہ و دل کی کائنات روشن اور تابناک ہو گئی)۔

۹۷ بیٹوں نے باپ سے کہا کہ ہم بڑے خطاوار ہیں۔ (ہم اس قابل تو نہیں کہ ہمیں معاف کیا جائے۔ لیکن ہماری پھر بھی آپ سے درخواست ہے کہ) آپ ہمارے لئے معافی طلب کر دیں۔

۹۸ یعقوبؑ نے کہا کہ میں تمہارے لئے اپنے رب سے سامانِ حفاظت طلب کروں گا۔ اس لئے کہ اس کے قانونِ مکافات میں (جرائم کے تائب ہو جانے والوں کے لئے) حفاظت و مرحمت کی گنجائش ہے۔

۹۹ جب وہ یوسفؑ کے پاس پہنچے تو اس نے 'اپنے والدین کو خاص اپنے پاس ٹھیرایا۔ اور باقی اہلِ خاندان سے بھی کہا کہ اب تم مصر میں 'انشاءاللہ' آرام سے رہو گے۔ (یعنی چونکہ یہ سب کچھ خدا کے قانونِ مشیت کے مطابق ہو رہا ہے اس لئے تم آرام سے رہو گے۔ امن مشروط ہے قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرنے سے)۔

۱۰۰ اس نے اپنے ماں باپ کو عزت و تکریم کی بلند مسندوں پر بٹھایا' اور تمام متعلقین اہل کار اور خدام یوسفؑ کی وجہ سے ان کی تعظیم بجالائے۔

اُس وقت یوسفؑ نے کہا۔ اباجان! یہ ہے میرے اس خواب کی تعبیر جو میں نے اتنا عرصہ پہلے دیکھا تھا۔ میرے نشو و نما دینے والے نے خواب کو حقیقت بنا کر دکھا دیا۔ اس کا کتنا بڑا احسان ہے کہ اس نے مجھے قید خانہ سے نکال کر (اس مقام بلند تک پہنچا دیا) اور مخالفت کی اس خلیج کو پاٹ کر' جو شیطان نے میرے اور میرے بھائیوں کے درمیان حائل کر دی تھی' آپ سب کو صحرا سے یہاں

رَبِّ قَدْ اٰتَيْتَنِىْ مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِىْ مِنْ تَاْوِيْلِ الْاَحَادِيْثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۟ اَنْتَ وَلِىّٖ
فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِىْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِىْ بِالصّٰلِحِيْنَ ﴿۱۰۱﴾ ذٰلِكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الْغَيْبِ نُوْحِيْهِ اِلَيْكَ ۚ
وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ اِذْ اَجْمَعُوْۤا اَمْرَهُمْ وَهُمْ يَمْكُرُوْنَ ﴿۱۰۲﴾ وَمَاۤ اَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ
بِمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۰۳﴾ وَمَا تَسْـَٔلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ هُوَ اِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۰۴﴾ وَكَاَيِّنْ مِّنْ اٰيَةٍ فِى السَّمٰوٰتِ

منتقل کر دیا (کہ سب عزت اور آرام کی زندگی بسر کریں)۔ حقیقت یہ ہے کہ میرا نشو و نما دینے والا اپنی اسکیموں کو بڑے ہی لطیف انداز سے بروئے کار لاتا اور تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ اس کی ہر بات علم و حکمت پر مبنی ہوتی ہے۔

۱۰۱ (ان تمام گذشتہ واقعات کی یاد سے یوسفؑ کے دل میں تشکر و امتنان کے جذبات موجزن ہو گئے۔ اور اس نے بحضور رب العزت عرض کیا کہ) اے میرے نشو و نما دینے والے! تیرا کتنا بڑا احسان ہے کہ تو نے مجھے اس قدر اختیارات و اقتدارات کا مالک بنا دیا۔ مجھے تدبیر امور اور عاقبت اندیشی کا علم و سلیقہ عطا فرما دیا۔

اے کائنات کے پیدا کرنے والے! تو ہی حال اور مستقبل — دنیا اور آخرت میں میرا کارساز و رفیق ہے۔ مجھے توفیق عطا فرما کہ میری ساری زندگی تیرے قوانین کی اطاعت میں گزرے اور میرا شمار ان خوش بخت لوگوں میں ہو جن کے سب کام سنور گئے ہوں!

۱۰۲ اے رسول! یہ وہ تاریخی سرگزشتیں ہیں جو تیرے علم میں نہیں تھیں، اور جنہیں ہم نے تمہیں وحی کے ذریعے بتایا ہے — تم برادرانِ یوسفؑ کے پاس کھڑے نہیں تھے جب وہ اپنی سازش پر متفق ہو گئے تھے اور وہ یوسفؑ کے خلاف خفیہ تدبیریں کر رہے تھے۔ (اس لئے تمہیں ان واقعات کا علم کیسے ہو سکتا تھا!)۔

۱۰۳ (تمہارے رسول ہونے کی یہ بھی ایک واضح شہادت ہے لیکن اس کے باوجود) بہت سے لوگ اس پر ایمان نہیں لائیں گے خواہ تم کتنا ہی کیوں نہ چاہو۔

۱۰۴ حالانکہ تو ان سے اس کے معاوضے میں کچھ نہیں مانگتا۔ بلا مزد و معاوضہ ان کی بھلائی کے لئے اس قدر کوشش کر رہا ہے۔

(لیکن اس سے افسردہ خاطر ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اس لئے کہ قرآن کا پیغام کچھ انہی لوگوں کے لئے تھوڑا ہے کہ یہ نہ مانیں گے تو اس کا مشن ناکام رہ جائے گا) یہ تو تمام نوع انسان کے لئے ضابطہ زندگی ہے (یہ نہیں قبول کریں گے تو کوئی دوسری قوم قبول کر لے گی)۔

۱۰۵ (قرآن کی تعلیم تو پھر بھی ایک نظری دعوت ہے جو حروف و الفاظ کی شکل میں ان کے

وَالْاَرْضِ يَمُرُّوْنَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا مُعْرِضُوْنَ ﴿١٠٥﴾ وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿١٠٦﴾
اَفَاَمِنُوْٓا اَنْ تَاْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ اَوْ تَاْتِيَهُمُ السَّاعَةُ بَغْتَةً وَّهُمْ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿١٠٧﴾ قُلْ هٰذِهٖ
سَبِيْلِيْٓ اَدْعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ ۣ عَلٰي بَصِيْرَةٍ اَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِيْ ۭ وَسُبْحٰنَ اللّٰهِ وَمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ
اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ اِلَّا رِجَالًا نُّوْحِيْٓ اِلَيْهِمْ مِّنْ اَهْلِ الْقُرٰى ۭ اَفَلَمْ يَسِيْرُوْا فِي الْاَرْضِ فَيَنْظُرُوْا كَيْفَ

سامنے پیش کی جاتی ہے۔ ان کی تو یہ حالت ہے کہ) کائنات میں، قوانین خداوندی کی کارفرمائی کی کتنی کتنی بڑی محسوس شہادات ہیں، جن سے یہ منہ پھیرے گزر جاتے ہیں (اور غور و فکر سے کام نہیں لیتے)۔

۱۰۶ (ان میں کچھ تو ایسے ہیں کہ قوانین خداوندی سے یکسر انکار کرتے ہیں۔ اور) اکثر ایسے کہ وہ خدا کے قانون کو مانتے تو ہیں لیکن اس کے ساتھ اور قوتوں کو بھی صاحب اقتدار و اختیار تسلیم کرتے ہیں۔ اور اس طرح مومن کہلانے کے باوجود مشرک کے مشرک رہتے ہیں۔

۱۰۷ کیا یہ لوگ اس سے بالکل مطمئن ہو چکے ہیں کہ خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے آنیوالی تباہیوں میں سے ان پر کوئی ایسی تباہی نہیں آئے گی جو ان پر ہر طرف سے چھا جائے! یا وہ آنیوالا انقلاب اس طرح اچانک آجائے کہ انہیں اس کے آنے کا احساس تک بھی نہ ہو۔

۱۰۸ ان سے کہو کہ میری راہ تو بالکل (صاف اور سیدھی) ہے۔ اور وہ یہ کہ میں تمہیں خدا کی طرف، دلائل و براہین کی رُو سے، علیٰ وجہ البصیرت، دعوت دیتا ہوں —— میں بھی ایسا کرتا ہوں اور جو میرے متبعین ہوں گے وہ بھی ایسا ہی کریں گے —— خدا اس سے بہت بلند ہے کہ (اسے کائنات کے چلانے کے لئے، اور قوتوں کی بھی ضرورت ہو)۔ اس لئے میں ان میں سے نہیں ہوں جو قانون خداوندی کو بھی تسلیم کریں اور اس کے ساتھ اور قوتوں کو بھی اختیار و اقتدار کی مالک سمجھیں۔ (اور یوں، مومن کہلاتے ہوئے، مشرک کے مشرک رہیں)۔

۱۰۹ (اور یہ جو ان کا اعتراض ہے کہ ایک انسان کس طرح سے رسول ہو سکتا ہے، تو ان سے کہو کہ) مجھ سے پہلے بھی خدا نے کسی رسول کو نہیں بھیجا بجز اس کے کہ وہ وہاں کی بستی کے رہنے والوں میں سے ایک آدمی تھا (۱۶/۴۳ ؛ ۲۱/۷)۔

کیا یہ لوگ، (جو اس قسم کی کٹ حجتیاں کرتے ہیں) دنیا میں چلے پھرے نہیں جو دیکھ لیتے کہ ان لوگوں کا کیا انجام ہوا جنہوں نے ان سے پہلے (اسی قسم کی روش اختیار کی تھی)؟ اگر یہ لوگ

كَانَ عَاقِبَةُ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَدَارُ الْآخِرَةِ خَيْرٌ لِّلَّذِينَ اتَّقَوْا أَفَلَا تَعْقِلُونَ ﴿١٠٩﴾ حَتَّىٰ
إِذَا اسْتَيْأَسَ الرُّسُلُ وَظَنُّوا أَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوا جَاءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّيَ مَن نَّشَاءُ وَلَا يُرَدُّ
بَأْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِينَ ﴿١١٠﴾ لَقَدْ كَانَ فِي قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ مَا كَانَ
حَدِيثًا يُفْتَرَىٰ وَلَٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً

(آنکھیں کھول کر تاریخی شواہد کا مطالعہ کرتے اور) عقل و فکر سے کام لیتے' تو ان پر یہ حقیقت واضح ہو جاتی کہ (حق و باطل کی کشمکش میں) آخر الامر کامیابی اور تمکن انہی کو حاصل ہوا جو تخریبی کارروائیوں سے بچتے ہوئے' قوانین خداوندی کے مطابق زندگی بسر کرتے تھے۔ (لہذا' ان سے کہو کہ حق و باطل کا فیصلہ اس سے نہیں ہوتا کہ رسول' دوسرے انسانوں جیسا انسان ہوتا ہے یا' تمہارے تصور کے مطابق' مافوق البشر اس کا فیصلہ اس سے ہوتا ہے کہ جو قانون وہ پیش کرتا ہے اس کے مطابق زندگی بسر کرنے کا نتیجہ کیا ہوتا ہے' اور اس کی خلاف ورزی کے عواقب کیا؟ اس کی شہادت' تاریخی سرگزشتیں بھی بہم پہنچا سکتی ہیں)۔

۱۱۰ (لیکن' یہ تاریخی شہادتیں یہ بھی بتائیں گی کہ حق و باطل کی اس کشمکش کا فیصلہ یونہی جھٹ سے نہیں ہو جاتا۔ اس کے لئے بڑا لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے۔ چنانچہ اقوامِ سابقہ کے سلسلہ میں بعض اوقات یہ عرصہ اتنا لمبا ہو جاتا تھا کہ) رسول مایوس ہو جاتے تھے کہ اب یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے۔ اور لوگ اپنے دل میں سمجھ لیتے تھے کہ انہیں تباہی اور بربادی کے جس عذاب سے ڈرایا جاتا ہے' وہ خالی دھمکیاں ہیں۔ تو اُس وقت' ہمارے رسولوں کی طرف ہماری نصرت آتی تھی۔ سو ہم' اپنے قانون مشیت کے مطابق' (رسول اور اس کی جماعت کو) تباہی سے محفوظ رکھتے تھے' اور مجرمین سے وہ عذاب ٹلا نہیں کرتا تھا۔

(سو جس طرح' اقوام سابقہ کے ساتھ ہوا' اسی طرح اِن لوگوں کے ساتھ ہوگا)۔

۱۱۱ ہم اقوام سابقہ کے جو احوال و کوائف بیان کرتے ہیں' ان میں' ان لوگوں کے لئے سامانِ عبرت و موعظت ہے جو عقل و فکر سے کام لیں۔ (اس سے یہ ثابت ہو جائے گا کہ) قرآن' کوئی من گھڑت کتاب نہیں۔ یہ ان تمام دعاوی کو سچ کر کے دکھا دے گا' جو اس سے پہلے' انبیائے سابقہ کی وساطت سے کئے گئے تھے۔ اس میں وہ تمام اصول و قوانین دیدیئے گئے ہیں جن کی' نوعِ انسان کو' صحیح زندگی بسر کرنے کے لئے ضرورت تھی۔ ان اصول و قوانین



لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿١١١﴾

کو اس طرح نکھار اور ابھار کر بیان کیا گیا ہے (کہ ان میں کسی قسم کا التباس نہیں رہا)۔
یہ وہ ضابطہ ہے جو ہر اس قوم کو' جو اس کی صداقت پر یقین رکھے سفرِ حیات میں راہنمائی
کا کام دے گا اور اس کے لئے سامان نشوونما فراہم کرے گا۔
(یہ ہے تمام نوعِ انسان کے لئے خدا کی طرف سے آخری اور مکمل ضابطہ حیات)۔



بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الٓمّٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ ؕ وَالَّذِىْۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ الْحَـقُّ وَلٰـكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُوْنَ ۞ (۱) اَللّٰهُ الَّذِىْ
رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ كُلٌّ يَّجْرِىْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ؕ
يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ (۲) وَهُوَ الَّذِىْ مَدَّ الْاَرْضَ وَجَعَلَ فِيْهَا رَوَاسِىَ وَ

---

(۱) خدائے علیم و حکیم و رحیم کا ارشاد ہے کہ یہ 'کتابِ خداوندی (قرآن) کی آیات ہیں۔ یعنی اُس ضابطہ خداوندی کے قوانین' جو تیرے نشوونما دینے والے کی طرف سے' تجھ پر بذریعہ وحی نازل کیا جاتا ہے' اور جو یکسر مبنی بر حقیقت ہے۔ لیکن اکثر لوگ' اس کے باوجود اس کی صداقت پر ایمان نہیں لاتے۔

(۲) یہ اُس خدا کی طرف سے ہے جس نے' اتنے بڑے بڑے اجرام فلکی کو' فضا کی بلندیوں میں معلق کر رکھا ہے۔ اور' جیسا کہ تم دیکھتے ہو' کوئی ستون انہیں تھامے ہوئے نہیں۔ (یہ صرف اس کا قانون کشش و جذب ہے جس کے سہارے یہ قائم ہیں)۔ اس لئے کہ کائنات کا مرکزی کنٹرول خدا کے ہاتھ میں ہے۔ اسی طرح اس نے' سورج اور چاند' سب کو' اپنے قانون کی زنجیروں میں جکڑ رکھا ہے۔ ان میں سے ہر ایک' ایک مدتِ معینہ کے لئے اپنے اپنے راستے پر چلا جا رہا ہے۔

جس خدا کا ہمہ گیر قانون' خارجی کائنات میں یوں تدبیرِ امور کرتا ہے' وہی خدا' اپنے اُس قانون کو' جس کے مطابق انسان کو زندگی بسر کرنی چاہیئے' کھول کھول کر بیان کرتا ہے تاکہ تمہیں اس حقیقت کا یقین ہو جائے کہ تمہیں بھی اُسی کے قانون کا سامنا کرنا ہے۔ تم اس سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔

(۳) تم غور کرو کہ اُس کا قانون ربوبیت' کائنات میں کس طرح کارفرما ہے۔ اس نے'

أَنْهَارًا ۖ وَمِن كُلِّ الثَّمَرَاتِ جَعَلَ فِيهَا زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ ۖ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ
يَتَفَكَّرُونَ ﴿۳﴾ وَفِي الْأَرْضِ قِطَعٌ مُّتَجَاوِرَاتٌ وَجَنَّاتٌ مِّنْ أَعْنَابٍ وَزَرْعٌ وَنَخِيلٌ صِنْوَانٌ وَغَيْرُ صِنْوَانٍ يُسْقَىٰ بِمَاءٍ
وَاحِدٍ وَنُفَضِّلُ بَعْضَهَا عَلَىٰ بَعْضٍ فِي الْأُكُلِ ۚ إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ لِّقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿۴﴾ وَإِن تَعْجَبْ فَعَجَبٌ
قَوْلُهُمْ أَإِذَا كُنَّا تُرَابًا أَإِنَّا لَفِي خَلْقٍ جَدِيدٍ ۗ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ الْأَغْلَالُ فِي
أَعْنَاقِهِمْ ۖ وَأُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ ﴿۵﴾

(زمین کے گول ہونے کے باوجود) اس کی سطح کو اس طرح پھیلا دیا ہے (کہ تم اس پر آسانی سے رہ سکو۔ اور اس میں پہاڑ بنا دیئے۔ اور اُن سے دریاؤں کا سلسلہ جاری کر دیا۔ اور اس میں' ہر ایک پھل کے جوڑے' دو دو قسم کے' پیدا کر دیئے۔ اور (زمین کی گردش کا ایسا قاعدہ مقرر کر دیا کہ اس سے) رات کی تاریکی' دن کی روشنی کو ڈھانپ لیتی ہے۔ ان تمام امور میں' ان لوگوں کے لئے' جو غور و فکر سے کام لیتے ہیں' ہمارے قانون کی ہمہ گیری کی' کتنی بڑی نشانیاں ہیں۔

۴ پھر اس پر بھی غور کرو کہ' زمین کے مختلف قطعات' ایک دوسرے سے ملحق ہوتے ہیں (لیکن ان میں) کسی میں انگور کے باغ ہیں' کسی میں کھیتیاں۔ کہیں کھجور کے درخت ہیں — ان میں سے بعض ایک ہی جڑ سے پھوٹ کر الگ الگ ہو جاتے ہیں' اور بعض الگ الگ جڑوں سے اگتے ہیں — یہ سب ایک ہی پانی سے سیراب ہوتے ہیں' لیکن' مختلف درختوں کے پھل' خوبیوں کے اعتبار سے مختلف ہوتے ہیں (ایک میں ایک خوبی ہے تو دوسرے میں دوسری) اس طرح ایک کو دوسرے پر برتری حاصل ہوتی ہے۔

ان امور میں بھی ان لوگوں کے لئے جو عقل و فکر سے کام لیتے ہیں' ہمارے نظام ربوبیت کی بڑی بڑی نشانیاں ہیں۔

۵ (خدا کے قانون تخلیق و نشو و نما کی اس قدر گوناگوں نشانیوں کے باوجود' اے مخاطب!) اگر تو کوئی تعجب انگیز بات سننا چاہے تو وہ' ان لوگوں کا یہ کہنا ہے کہ "جب ہم گل سڑ کر مٹی ہو جائیں گے' تو کیا' اس کے بعد' ہم ایک نئے انداز سے پھر پیدا ہوں گے؟" حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ (جو سمجھتے ہیں کہ انسان کی زندگی بس اس طبیعی جسم کی زندگی ہے۔ اس سے آگے کچھ نہیں) خدا کے قانونِ تخلیق و ربوبیت سے انکار کرتے ہیں۔ (اس لئے کہ "ربوبیت" کے معنی ہی کسی شے کو اس کی تکمیل کے

وَيَسْتَعْجِلُونَكَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ وَقَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِمُ الْمَثُلٰتُ ۗ وَإِنَّ رَبَّكَ لَذُو مَغْفِرَةٍ لِّلنَّاسِ
عَلٰى ظُلْمِهِمْ ۖ وَإِنَّ رَبَّكَ لَشَدِيدُ الْعِقَابِ ﴿٦﴾ وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْلَا أُنْزِلَ عَلَيْهِ آيَةٌ مِّنْ رَّبِّهِ ۗ إِنَّمَا
أَنْتَ مُنْذِرٌ ۖ وَّلِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ ﴿٧﴾

آخری نقطہ تک پہنچانا ہیں۔ اور انسان کی تکمیل کا آخری نقطہ اس کی موت نہیں ہے)۔ ایسا کہنے والے وہ لوگ ہیں جو (جہالت اور تقلید کی) زنجیروں میں اس طرح جکڑے ہوئے ہیں کہ (ان کی نگاہ دور تک جاہی نہیں سکتی۔ وہ وسعتِ نظر اور کشادگیٔ علم سے کام ہی نہیں لے سکتے۔ یہ لوگ زندگی کی وسعتوں سے انکار کرکے، کسی اور کا نقصان نہیں کرتے بلکہ اپنے مستقبل کی) کھیتیوں کو اس طرح جلا کر راکھ کا ڈھیر بنا لیتے ہیں کہ ان میں نشو و نما کا امکان ہی نہیں رہتا۔

٦ (ان کی اسی تنگ نظری کا نتیجہ ہے کہ یہ) بجائے اس کے کہ اس کا انتظار کریں کہ تمہاری جدوجہد کے حسین و خوشگوار نتائج سامنے آجائیں، تم سے مطالبہ کرتے ہیں کہ، جس تباہی کے متعلق تم ان سے کہتے ہو، وہ جلدی سے آجائے۔ انہیں اس کا علم نہیں کہ، ان سے پہلے قوموں کی تباہی کی ایسی سرگذشتیں گزر چکی ہیں جو دنیا میں کہاوتیں بن گئی ہیں!

اس باب میں تیرے نشو و نما دینے والے کا قانون یہ ہے کہ، لوگوں کے ظلم اور زیادتی کے باوجود (عمل اور اس کے نتیجے میں مہلت کا وقفہ رکھا جاتا ہے تاکہ جو لوگ اس دوران میں، غلط روش کو چھوڑ کر، صحیح راستہ اختیار کرلیں، آنے والی تباہی سے ان کی حفاظت ہوجائے۔ (لیکن جو لوگ اس مہلت کے وقفہ سے فائدہ نہیں اٹھاتے، وہ تباہ و برباد ہوجاتے ہیں)۔ حقیقت یہ ہے کہ خدا کا قانونِ مکافاتِ اعمال کا پیچھا کرنے میں بڑا سخت گیر واقع ہوا ہے۔

٧ یہ لوگ جو اس ضابطہ قوانین کی صداقت کو تسلیم نہیں کرتے، درحقیقت "قانون" کی اہمیت کو نہیں سمجھتے۔ اسی لئے یہ اعتراض کرتے ہیں کہ یہ رسول کوئی محسوس معجزہ کیوں نہیں دکھاتا؟ حالانکہ تیرا کام صرف یہ ہے کہ تو انہیں، خدا کے اس قانون سے آگاہ کردے کہ اگر تم غلط روش پر قائم رہے تو اس کا نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔

پھر ایک بات اور بھی ہے۔ اگر تیری دعوت اسی قوم مخاطب تک محدود ہوتی تو معاملہ کچھ مختلف ہوتا۔ لیکن تجھے تو ہر (موجودہ اور آنے والی) قوم کے لئے راہ نما بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اس لئے تیرا منصب یہی ہے کہ تو خدا کے عالمگیر، غیر متبدل، قوانین پیش کرے جو زمان و مکان کی حدود سے ماوراء ہوں اور جن پر غور و فکر سے ہر قوم راہ نمائی حاصل کرسکے۔

اَللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تَحْمِلُ كُلُّ أُنْثٰى وَمَا تَغِيضُ الْأَرْحَامُ وَمَا تَزْدَادُ ۖ وَكُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهٗ بِمِقْدَارٍ ۸ عٰلِمُ الْغَيْبِ
وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ ۹ سَوَاءٌ مِّنْكُمْ مَّنْ أَسَرَّ الْقَوْلَ وَمَنْ جَهَرَ بِهٖ وَمَنْ هُوَ مُسْتَخْفٍ بِاللَّيْلِ
وَسَارِبٌ بِالنَّهَارِ ۱۰ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْ بَيْنِ يَدَيْهِ وَمِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُونَهٗ مِنْ أَمْرِ اللّٰهِ ۗ إِنَّ اللّٰهَ لَا
يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ ۗ وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ ۚ وَمَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ
وَّالٍ ۱۱

۸ (یہ جو اوپر کہا گیا ہے کہ عمل اور اس کے نتیجے میں ایک وقفہ ہوتا ہے تو اس کی بین مثال ان کے سامنے ہے کہ کس طرح' حمل قرار پانے سے' بچہ پیدا ہونے تک کا عرصہ ناگزیر ہوتا ہے۔ یہ سب کچھ علم خداوندی کے مطابق ہوتا ہے جو جانتا ہے کہ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے' اور رحم کے اندر' اس میں کون کونسی چیزیں کم ہوتی رہتی ہیں اور کون کون سی بڑھتی ہیں۔ نیز' کونسا بچہ تکمیل تک پہنچتا ہے اور کونسا ناتمام رہ جاتا ہے۔ یہ سب کچھ ان اندازوں کے مطابق ہوتا ہے جو خدا نے مقرر کر رکھے ہیں۔

۹ اُس خدا کے اندازوں کے مطابق جو جانتا ہے کہ کسی شے کی موجودہ حالت کیا ہے اور مستقبل میں وہ کن مراحل سے گزرنے والی ہے۔ (اس کے کون کون سے جوہر مشہود ہو چکے ہیں اور کون کون سے ہنوز پوشیدہ ہیں)۔ اس کا قانون' بڑی قوتوں کا مالک اور بلند ترین مقام پر متمکن ہے ——— ایسے بلند ترین مقام پر کہ اُس تک کسی کا ہاتھ ہی نہیں پہنچ سکتا جو اُس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کر سکے۔ وہ ہر ایک کی دسترس سے باہر ہے۔

۱۰ اُس کے قانون کی نگاہ اس قدر باریک بیں ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی بات کو چھپائے' یا اُسے ظاہر کر دے۔ یا کوئی شخص دن کی روشنی میں' کھلے بندوں' چلے یا رات کی تاریکی میں (اِدھر اُدھر کچھ کرتا پھرے)۔ اس کے نزدیک سب یکساں ہیں۔

۱۱ (اُس کے قانون مکافات کی کارفرمائی کے لئے) ہر انسان کے آگے اور پیچھے' ایسی قوتیں متعین ہیں جو اُس کے ہر عمل کا پیچھا کر کے' اُسے' اس کے نتیجہ تک پہنچاتی ہیں (۸۲—۱۲/۱۰)۔ اور یوں انسان کا ہر عمل محفوظ ہو جاتا (اور نتیجہ خیز ہو کر رہتا) ہے۔ پھر' چونکہ قوم' افراد ہی کا مجموعہ ہوتی ہے اس لئے یہی قانون' آگے بڑھ کر اقوام کو بھی محیط ہو جاتا ہے۔ اس قانون کا نتیجہ ہے کہ) خدا کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا جب تک وہ قوم خود اپنی حالت کو نہ بدلے (چنانچہ' جس طرح

هُوَ الَّذِي يُرِيكُمُ الْبَرْقَ خَوْفًا وَطَمَعًا وَيُنْشِئُ السَّحَابَ الثِّقَالَ ﴿١٢﴾ وَيُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ
خِيفَتِهِ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيبُ بِهَا مَنْ يَشَاءُ وَهُمْ يُجَادِلُونَ فِي اللَّهِ وَهُوَ شَدِيدُ الْمِحَالِ ﴿١٣﴾
لَهُ دَعْوَةُ الْحَقِّ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ لَا يَسْتَجِيبُونَ لَهُمْ بِشَيْءٍ إِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ إِلَى الْمَاءِ
لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهِ وَمَا دُعَاءُ الْكٰفِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ ﴿١٤﴾

یہ ایک محکم اصول ہے کہ زندگی کی جو خوشگواریاں کسی قوم کو حاصل ہوں وہ اس سے نہیں چھنتیں جب تک وہ اُن کی صلاحیت اپنے اندر رکھتی ہے۔ ۸/۵۳ ۔ اسی طرح) یہ بھی ایک غیر متبدل قانون ہے کہ جب کسی قوم پر اس کے اعمال کے نتیجہ میں تباہی آتی ہے تو اسے کوئی نہیں روک سکتا' اور نہ ہی اُس قوم کا کوئی حامی و مددگار ہو سکتا ہے۔ ہاں' اگر وہ پھر قانونِ خداوندی کی طرف رجوع کرے تو وہ ہی مدد کر سکتا ہے۔

۱۲ (تباہیوں کی ایسی یاس انگیز حالت میں' قانونِ خداوندی کی طرف رجوع کرنے کی امید افزا کیفیت کا اندازہ کرنے کے لئے تم پھر کائنات میں غور کرو کہ ایک ہی حادثہ میں کس طرح' بیم و رجا' ملے جلے ساتھ آتے ہیں)۔ تم دیکھو کہ بجلی چمکتی ہے تو اس سے خوف و ہراس پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی' پانی سے بھرے ہوئے بادل اُمنڈے چلے آتے ہیں جو تمہارے لئے نفع بخشیوں کے پیغام بر ہوتے ہیں۔

۱۳ ان بادلوں کی گرج۔ بلکہ تمام کائناتی قوتیں۔ قانونِ خداوندی کی ہیبت سے لرزہ براندام اپنے اپنے فرائض کی سرانجام دہی میں سرگرمِ عمل رہتی ہیں تاکہ اُس کی ربوبیت اس طرح نکھر کر سامنے آجائے کہ ہر دیکھنے والے کی زبان پر بے ساختہ کلماتِ تحسین آجائیں (۱/۲)۔ باقی رہی بجلیوں کی تباہ کاریاں' تو وہ اُس پر گرتی ہیں جو اُن کی زد میں اپنا آشیانہ بنا کر خود تباہ ہونا چاہتا ہے۔ اور یہ کچھ خدا کے قانونِ مشیت کے مطابق ہوتا ہے۔

یہ لوگ (اس قدر زندہ شہادتوں کے باوجود) قانون خداوندی کے بارے میں تجھ سے جھگڑا کرتے رہتے ہیں۔ (اور نہیں سمجھتے کہ خدا کا جو قانون' کائنات میں یہ کچھ کر رہا ہے' وہ) انسانی دنیا میں بھی کس قدر سختی سے مواخذہ کرنے والا ہے۔

۱۴ (اس لئے جو قوم یہ چاہتی ہے کہ اس کی کوششیں' ٹھوس تعمیری نتائج پیدا کریں' اُسے' اُس کے قوانین کا اتباع کرنا چاہیئے۔ اس لئے کہ) ٹھوس' تعمیری نتائج پیدا کرنے والی ہر مانگ اُسی کے

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ﴿۱۵﴾ قُلْ مَنْ رَّبُّ
السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلِ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَاتَّخَذْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ لَا يَمْلِكُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ
قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْاَعْمٰى وَالْبَصِيْرُ ۙ اَمْ هَلْ تَسْتَوِي الظُّلُمٰتُ وَالنُّوْرُ ۚ اَمْ جَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ خَلَقُوْا
كَخَلْقِهٖ فَتَشَابَهَ الْخَلْقُ عَلَيْهِمْ ؕ قُلِ اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَّهُوَ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ ﴿۱۶﴾

قوانین سے وابستہ ہے۔ جو لوگ یہ چاہیں کہ اس کے قانون کو چھوڑ کر کسی اور کے قانون کی رُو سے تعمیری نتائج پیدا کر لیں، تو ان کی یہ آرزو اور کوشش اسی طرح رائیگاں جائے گی جس طرح اس شخص کی آرزو اور کوشش رائیگاں جاتی ہے جو دور سے پانی کی طرف ہاتھ پھیلا کر سمجھے کہ پانی اس کے منہ تک خود بخود پہنچ جائے گا۔ حالانکہ اس طرح پانی اس کے ہونٹوں تک کبھی نہیں پہنچ سکتا (یہ چیز قانونِ خداوندی کے خلاف ہے)۔ لہذا اُس کے قانون سے انکار کرنے والوں کی آرزوئیں بارآور نہیں ہو سکتیں۔ (۴/۱۲۳)۔

۱۵ (یہ لوگ جو ہمارے قانون سے انکار کرتے ہیں' دیکھتے نہیں کہ) کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کوئی ہے طوعاً و کرہاً ہمارے قانون کے سامنے سرِ تسلیم خم کئے ہے[۱] (۳/۸۲ ؛ ۴۱/۱۱) اگر یہ لوگ کائنات کی بڑی بڑی چیزوں کو دیکھنا نہیں چاہتے تو' کم از کم اپنے جسم پر ہی غور کریں جو خدا کے قانونِ طبیعی کے تابع ہے۔ وہ دیکھیں کہ) ان کا سایہ کس طرح' صبح سے دوپہر تک' ایک سمت میں' اور دوپہر سے شام تک دوسری سمت میں رہتا ہے۔ (کیا انہیں اس پر اختیار ہے کہ وہ اس سایہ کی سمت کو بدل دیں؟ یہ لوگ یہاں تک تو مانیں گے کہ اس کے بدلنے پر انہیں اختیار نہیں۔ لیکن' اسے تسلیم نہیں کریں گے کہ' خدا کا قانون' اُن کے سایہ سے آگے بڑھ کر' ان کی ذات پر' اور انسانی معاشرہ پر بھی نافذ ہوتا ہے)۔

۱۶ (اِن کی اسی ذہنیت کا نتیجہ ہے کہ) اگر تم اِن سے پوچھو کہ خارجی کائنات (زمین و آسمان) میں کس کا قانون کارفرما ہے' تو' جس طرح تم کہتے ہو' یہ بھی اسی طرح کہدیں گے کہ وہاں اللہ ہی کا قانون نافذ العمل ہے (۲۳/۸۴—۹۰ ؛ ۲۹/۶۱—۶۳)۔ ان سے کہو کہ پھر تم' اپنی داخلی دنیا میں (اس کے قانون کو چھوڑ کر) دوسری قوتوں کو کیوں کارساز بناتے ہو' جن کی بے بسی کا

[۱] اس کی تشریح کے لئے (۳/۸۲) دیکھئے۔

أَنزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَالَتْ أَوْدِيَةٌۢ بِقَدَرِهَا فَاحْتَمَلَ السَّيْلُ زَبَدًا رَّابِيًا ۚ وَمِمَّا يُوقِدُونَ
عَلَيْهِ فِي النَّارِ ابْتِغَآءَ حِلْيَةٍ أَوْ مَتَاعٍ زَبَدٌ مِّثْلُهُ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْحَقَّ وَالْبَاطِلَ ۚ فَأَمَّا الزَّبَدُ
فَيَذْهَبُ جُفَآءً ۖ وَأَمَّا مَا يَنفَعُ النَّاسَ فَيَمْكُثُ فِي الْأَرْضِ ۚ كَذَٰلِكَ يَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ ﴿۱۷﴾

یہ عالم ہے کہ وہ (دوسروں کے لئے تو ایک طرف) خود اپنی ذات کے لئے بھی نفع اور نقصان کی قدرت نہیں رکھتیں —— تم جب خدا کو الٰہ السّماء مانتے ہو، تو اُسے الٰہ الارض کیوں نہیں مانتے؟ (۶/۳ ؛ ۴۳/۸۴ ؛ ۲۱/۲۱—۲۲)۔

اِن دلائل کے بعد ان سے پوچھو کہ کیا اندھا اور دیکھنے والا، دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ یا کیا یہ ہو سکتا ہے کہ اندھیرا اور اجالا یکساں ہو جائے؟ (۱۱/۲۴ ؛ ۳۵/۱۹)

یا، ان سے پوچھو کہ انہوں نے جن ہستیوں کو خدا کی کارسازی میں شریک ٹھہرا رکھا ہے، کیا اُنہوں نے بھی، خدا کی مخلوق کی طرح، کوئی مخلوق پیدا کی ہے، اور ان دونوں کی مخلوق ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہے، جس سے یہ اس نتیجے پر پہنچ گئے ہیں کہ خدا یگانہ نہیں۔ اُس جیسے اور بھی ہیں۔

ان سے کہو کہ ان کا یہ خیال باطل ہے۔ ہر شے کا خالق صرف خدا ہے۔ وہ بے مثل اور یگانہ ہے اور تمام قوتوں کا واحد مالک، اور سب پر غالب۔

۱۷ (اب رہی یہ بات کہ اگر کائنات میں سب کچھ اُسی کا پیدا کردہ ہے تو پھر یہ کیا معاملہ ہے کہ یہاں صاف اور ستھرے پانی کے ساتھ خس و خاشاک بھی ہے اور خوشگواریوں کے ساتھ ناخوشگواریاں بھی۔ خیر کے ساتھ شر بھی ہے اور حق کے ساتھ باطل بھی؟ ان سے کہو کہ یہ اس لئے ہے کہ یہاں حق و باطل کی کشمکش کا قانون کارفرما ہے اور اسی کشمکش سے، کائنات اپنے ارتقائی منازل طے کرتی، آگے بڑھتی جاتی ہے۔ اسے مثال کے طور پر یوں سمجھو کہ) وہ بادلوں سے مینہ برساتا ہے تو ندی نالے، اپنے اپنے ظرف کے مطابق، بہ نکلتے ہیں۔ پانی کے بہاؤ سے، زمین کا میل کچیل، جھاگ بن کر، زمین کی سطح پر آجاتا ہے، تو سیلاب کی رَو اسے بہا کر لے جاتی ہے (اور زمین صاف ستھری رہ جاتی ہے)۔

یا یوں سمجھو کہ جب کسی دھات کو آگ میں تپایا جاتا ہے تاکہ اس سے زیورات، یا دیگر ضروریات کی چیزیں بنائی جائیں، تو اس کا کھوٹ، جھاگ بن کر اوپر آجاتا ہے (اور خالص دھات نیچے رہ جاتی ہے)۔

اسی طرح کائنات میں، خدا کے قانونِ کشمکش کے مطابق، تعمیری قوتیں، تخریبی قوتوں

لِلَّذِينَ اسْتَجَابُوا لِرَبِّهِمُ الْحُسْنَىٰ ۚ وَالَّذِينَ لَمْ يَسْتَجِيبُوا لَهُ لَوْ أَنَّ لَهُم مَّا فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا وَمِثْلَهُ
مَعَهُ لَافْتَدَوْا بِهِ ۚ أُولَٰئِكَ لَهُمْ سُوءُ الْحِسَابِ وَمَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ ۖ وَبِئْسَ الْمِهَادُ ﴿١٨﴾ أَفَمَن يَعْلَمُ
أَنَّمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْمَىٰ ۚ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿١٩﴾ الَّذِينَ يُوفُونَ بِعَهْدِ
اللَّهِ وَلَا يَنقُضُونَ الْمِيثَاقَ ﴿٢٠﴾

سے ٹکراتی رہتی ہیں' تو تخریبی قوتیں' جھاگ کی طرح رائگاں چلی جاتی ہیں' اور جو کچھ نوع انسان کے لئے نفع بخش ہوتا ہے' وہ باقی رہ جاتا ہے۔ یہ ہے خدا کا قانون محو و ثبات (۱۳/۲۹ ؛ ۲۱/۱۸ ؛ ۴۲/۲۴)۔

۱۸ اس طرح خدا' مثالوں کے ذریعے بات واضح کر دیتا ہے' ان لوگوں کے لئے جو خدا کی دعوت پر نہایت حسن کارانہ انداز سے' لبیک کہتے ہیں (تاکہ انہیں معلوم ہو جائے کہ جس دعوت کو لے کر وہ اٹھے ہیں' اس میں کس طرح تخریبی قوتوں سے تصادم ہوگا اور بالآخر کس طرح حق کی کامیابی ہوگی)۔

باقی رہے وہ لوگ جو اس دعوت پر لبیک نہیں کہتے (بلکہ اس کی مخالفت کرتے ہیں' تو ان سے کہہ دو کہ قانون خداوندی کی رُو سے ان کی تباہی یقینی ہے۔ آج تو ان کے لئے موقعہ ہے کہ وہ اس دعوت کو تسلیم کر کے' اس تباہی سے بچ جائیں۔ لیکن اگر انہوں نے ایسا نہ کیا' اور ظہورِ نتائج کا وقت آگیا' تو اُس وقت) اگر ایسا ہو کہ ان کے پاس تمام روئے زمین کی دولت ہو' اور اس کے ساتھ اتنی ہی دولت اور جمع ہو جائے' اور وہ چاہیں کہ اس تمام دولت کو دے کر' اس تباہی سے بچ جائیں' تو ایسا نہیں ہو سکے گا۔ اُس وقت ان کے اعمال کا حساب' ان کے حق میں بہت بُرا ہوگا' اور ان کا ٹھکانہ تباہیوں کا جہنم ہوگا ——— اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

۱۹ ذرا سوچو کہ ایک شخص وہ ہے جو اس پر یقین رکھتا ہے کہ جو کچھ تیرے نشو و نما دینے والے کی طرف سے نازل ہوا ہے' وہ حق ہے' اور دوسرا وہ ہے جو اس حقیقت کی طرف سے بالکل اندھا ہے ——— کیا یہ دونوں کبھی برابر ہو سکتے ہیں؟

لیکن ان مثالوں سے انہی لوگوں کے سامنے حقیقت آسکتی ہے جو عقل و دانش سے کام لیں۔

۲۰ (وہ عقل و دانش نہیں جو جذبات کے تابع چلتی اور انفرادی مفاد پرستیوں کی راہیں دکھاتی

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ وَيَخَافُوْنَ سُوْٓءَ الْحِسَابِ ﴿٢١﴾ وَالَّذِيْنَ صَبَرُوا
ابْتِغَآءَ وَجْهِ رَبِّهِمْ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَاَنْفَقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً وَّيَدْرَءُوْنَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ
اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٢﴾ جَنّٰتُ عَدْنٍ يَّدْخُلُوْنَهَا وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ
وَالْمَلٰٓئِكَةُ يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ﴿٢٣﴾ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ ﴿٢٤﴾
وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ

ہے۔ بلکہ) ان لوگوں کی عقل و دانش

(١) جو اس عہد کو پورا کرتے ہیں جو انہوں نے اللہ سے کر رکھا ہے (٩/١١١) اور اپنے اقرار کو کبھی نہیں توڑتے۔

٢١ (٢) جو انسانیت کے ان ٹوٹے ہوئے رشتوں کو جوڑتے ہیں جن کے جوڑنے کا خدا نے حکم دیا تھا (٢/٢٧)۔ اس لئے کہ وہ ڈرتے ہیں کہ اگر ایسا نہ کیا گیا تو اسکا نتیجہ تباہی اور بربادی ہوگا۔

٢٢ (٣) جو اس مقصد عظیم کے حصول کے لئے جو اُن کے پروردگار نے اُن کے لئے متعین کر رکھا ہے، نہایت ثبات و استحکام سے سرگرم عمل رہتے ہیں اور نظامِ صلوٰۃ متشکل کرتے ہیں؛ اور جو سامانِ نشو و نما انہیں دیا جاتا ہے —— خواہ ان کی مضمر صلاحیتیں ہوں یا محسوس سامانِ زیست —— اسے نوعِ انسان کی بہبود کے لئے، حسبِ ضرورت خفیہ یا اعلانیہ صرف کرتے ہیں۔ اور یوں معاشرہ کی ناہمواریوں کو اپنے حسنِ عمل سے دور کرتے ہیں (١١/١١٤ : ٢٥/٥٤)۔

٢٣ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے اِس گھر (دنیاوی زندگی) کا انجام نہایت اچھا ہے۔ یعنی جنتی معاشرہ جس میں وہ داخل ہوں گے —— وہ بھی اور ان کے ماں باپ۔ بیویاں اور اولاد بھی، بشرطیکہ ان کے اعمال صالح ہوں جن سے وہ اس زندگی کے اہل قرار پا چکے ہوں۔ اور ان پر چاروں طرف سے ملائکہ کا نزول ہوگا۔ (٤١/٣٠)۔

٢٤ جو یہ خوش خبریاں لیتے ہوئے آئیں گے کہ تمہارے لئے ہر طرح کا امن اور سلامتی ہے۔ اس لئے کہ تم نے نہایت استقامت اور استقلال سے مشکلات کا مقابلہ کیا۔ سو دیکھو کہ اس جدوجہد کے بعد تمہاری زندگی کا انجام کیسا خوشگوار ہوا۔

٢٥ ان کے برعکس، وہ لوگ ہیں جو اس عہد کو جو انہوں نے خدا کے ساتھ نہایت مضبوطی سے باندھا تھا، توڑ ڈالتے ہیں۔ اور انسانیت کے جن رشتوں کو جوڑنے کا اس نے حکم دیا تھا، انہیں

فِی الۡاَرۡضِ ۙ اُولٰٓئِکَ لَہُمُ اللَّعۡنَۃُ وَ لَہُمۡ سُوۡٓءُ الدَّارِ ﴿٢٥﴾ اَللّٰہُ یَبۡسُطُ الرِّزۡقَ لِمَنۡ یَّشَآءُ وَ یَقۡدِرُ ؕ وَ
فَرِحُوۡا بِالۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا ؕ وَ مَا الۡحَیٰوۃُ الدُّنۡیَا فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا مَتَاعٌ ﴿٢٦﴾ وَ یَقُوۡلُ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا لَوۡ لَاۤ (٣ ع ٩)
اُنۡزِلَ عَلَیۡہِ اٰیَۃٌ مِّنۡ رَّبِّہٖ ؕ قُلۡ اِنَّ اللّٰہَ یُضِلُّ مَنۡ یَّشَآءُ وَ یَہۡدِیۡۤ اِلَیۡہِ مَنۡ اَنَابَ ﴿٢٧﴾ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ
تَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُہُمۡ بِذِکۡرِ اللّٰہِ ؕ اَلَا بِذِکۡرِ اللّٰہِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ ﴿٢٨﴾

ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالتے ہیں (١٣/٢١ : ٢/٢٧) اور اس طرح دنیا میں فساد اور ناہمواریاں برپا کرتے رہتے ہیں۔ یہ لوگ زندگی کی خوشگواریوں سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اور ان کا انجام بڑا ہی خراب ہوتا ہے۔

٢٦ یاد رکھو! دنیا میں سامانِ معیشت خدا کے قانون کے مطابق ملتا ہے۔ جو فراواں لینا چاہے (اور اس کے لئے کوشش کرے تو اسے) فراواں مل جائے گا۔ جو نپا تلا لینا چاہے' اسے نپا تلا ملے گا۔ (یہ سب خدا کے قانونِ طبیعی کے مطابق ہوتا ہے۔ جو شخص' اس قانون کے مطابق' کھیتی میں زیادہ محنت کرتا ہے' اس کی فصل اچھی ہوتی ہے۔ ١٧/٢١–١٨ - یہ جو ہم نے کہا ہے کہ جو لوگ انسانیت کے رشتوں کو منقطع کر دیتے ہیں' ان کا انجام خراب ہوتا ہے' تو یہ وہ لوگ ہیں جو سمجھتے ہیں کہ زندگی بس اسی دنیا کی ہے۔ اس کے بعد کچھ نہیں۔ لہذا) وہ اسی دنیا کے مفاد کو اپنا نصب العین قرار دے لیتے ہیں اور اس میں مگن رہتے ہیں' اور نہیں سمجھتے کہ اگر انسان کا مستقبل (اخروی زندگی) تاریک رہے' تو اس زندگی کی خوش حالی کچھ حیثیت نہیں رکھتی۔ (٢/٢٠١–٢٠٠)۔

٢٧ (اب پھر اسی اعتراض کی طرف آؤ جس کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔ ١٣/٧۔ یعنی) یہ لوگ جو اس ضابطہ خداوندی کی صداقت پر ایمان نہیں رکھتے' کہتے ہیں کہ اس رسول کو' اس کے نشو ونما دینے والے کی طرف سے کوئی (محسوس) نشان (معجزہ) کیوں نہ ملا؟

ان سے کہدو کہ خدا کا قانون یہ ہے کہ غلط اور صحیح راستے پر چلنا انسان کے اختیار اور ارادے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ لہذا' جو شخص غلط راستے پر چلنا چاہے گا' قانون خداوندی اسے غلط راستے پر چلنے دیگا۔ اسے اس راستے سے موڑ کر زبردستی صحیح راستے کی طرف نہیں لائے گا۔ اور جو شخص صحیح راستے کی طرف رجوع کرے گا' اُسے' خدا کا قانون صحیح راستے پر چلنے دے گا۔ (یہی وجہ ہے کہ خدا کی طرف دعوت علیٰ وجہ البصیرت پیش کی جاتی ہے تاکہ ہر شخص' اپنے دل کے پورے اطمینان سے اسے تسلیم کرے۔ اس پر کسی قسم کی زبردستی نہ ہو ـــــ نہ جسمانی اکراہ' نہ ذہنی)۔

٢٨ یہی وہ خدا کا قانون ہے جس سے ذہنی اور قلبی اطمینان حاصل ہو سکتا ہے۔ اور اس

الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ طُوْبٰى لَهُمْ وَحُسْنُ مَاٰبٍ ﴿۲۹﴾ كَذٰلِكَ اَرْسَلْنٰكَ فِيْٓ اُمَّةٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهَآ
اُمَمٌ لِّتَتْلُوَاۡ عَلَيْهِمُ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ ؕ قُلْ هُوَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عَلَيْهِ
تَوَكَّلْتُ وَاِلَيْهِ مَتَابِ ﴿۳۰﴾ وَلَوْ اَنَّ قُرْاٰنًا سُيِّرَتْ بِهِ الْجِبَالُ اَوْ قُطِّعَتْ بِهِ الْاَرْضُ اَوْ كُلِّمَ بِهِ الْمَوْتٰى ؕ
بَلْ لِّلّٰهِ الْاَمْرُ جَمِيْعًا ؕ اَفَلَمْ يَايْـَٔسِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ لَّوْ يَشَآءُ اللّٰهُ لَهَدَى النَّاسَ جَمِيْعًا ؕ وَلَا
يَزَالُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا تُصِيْبُهُمْ بِمَا صَنَعُوْا قَارِعَةٌ اَوْ تَحُلُّ قَرِيْبًا مِّنْ دَارِهِمْ حَتّٰى يَاْتِيَ وَعْدُ اللّٰهِ ؕ

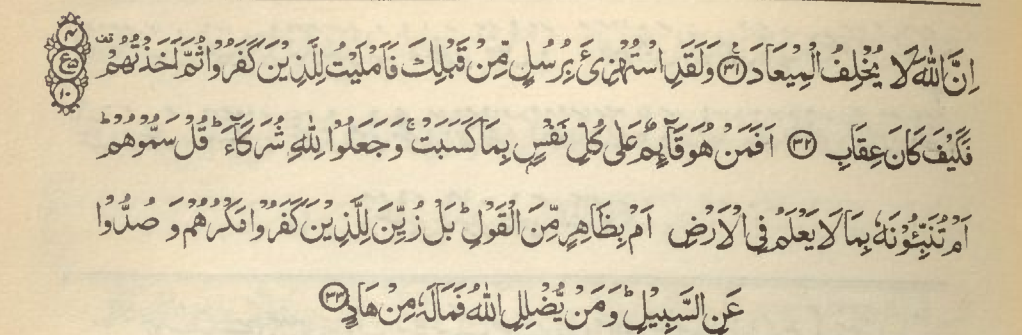
قسم کے اطمینان کے بغیر ایمان کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایمان انہی کا ہے جو اس طرح 'بطیب خاطر' قلب و دماغ کے پورے اطمینان کے بعد حقیقت کو تسلیم کریں۔

پھر سن لو کہ صحیح اطمینانِ قلب' خدا کے اس قانون کی رُو سے حاصل ہو سکتا ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ (یعنی انسان کے اختیار و ارادے پر کسی قسم کا دباؤ نہ ہو اور وہ بطیب خاطر اعتراف حقیقت کرے)۔

۲۹ جو لوگ اِس طرح ایمان لائیں اور اس کے بعد خدا کے متعین کردہ پروگرام کے مطابق ایسے کام کریں جن سے ان کی ذات کی صلاحیتیں بیدار ہوں اور انسانیت کے بگڑے ہوئے کام سنور جائیں۔ ان کے لئے ہر قسم کی خوشگواریاں ہیں اور نہایت حسین و متوازن مقامِ زیست (۳/۱۴)۔

۳۰ اے رسول! ہم نے تجھے اس قوم کی طرف اسی طرح رسول بنا کر بھیجا ہے' جس طرح ان سے پہلے بہت سی قوموں کی طرف رسول بھیجے تھے۔ مقصد یہ ہے کہ جو کچھ ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں' تو ان کے سامنے پیش کر دے۔ ان لوگوں کی حالت یہ ہے کہ یہ خدائے رحمٰن کو نہیں مانتے۔ تم' ان سے کہدو کہ وہ میرا نشو و نما دینے والا ہے اور اس کے سوا کائنات میں کسی کا اختیار و اقتدار نہیں۔ میرا سارا بھروسہ اسی کے قوانین کی محکمیت اور نتیجہ خیزی پر ہے' اور اسی لئے میں' ہر معاملہ میں' اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

۳۱ (ان لوگوں کی طرف سے جو محسوس معجزات کا مطالبہ ہوتا ہے۔ (۱۳/۲۷)' تو اس سے خود تمہاری جماعت کے بعض افراد کے دل میں یہ خیال پیدا ہو جاتا ہے کہ اگر ان کا مطالبہ پورا کر دیا جائے تو یہ سب ایمان لے آئیں۔ اور یہ بہت اچھا ہو۔ ان سے کہدو کہ) اگر کوئی ایسا قرآن بھی ہوتا جس سے پہاڑ چلنے لگ جاتے' اور زمین کی دور دراز مسافتیں' آنکھ جھپکنے میں طے ہو جاتیں' حتّٰی کہ اس سے' مردے بھی بولنے لگ جاتے (تو یہ لوگ پھر بھی ایمان نہ لاتے۔


إِنَّ اللّٰهَ لَا يُخْلِفُ الْمِيعَادَ ﴿٣١﴾ وَلَقَدِ اسْتُهْزِئَ بِرُسُلٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَأَمْلَيْتُ لِلَّذِينَ كَفَرُوا ثُمَّ أَخَذْتُهُمْ
فَكَيْفَ كَانَ عِقَابِ ﴿٣٢﴾ أَفَمَنْ هُوَ قَائِمٌ عَلٰى كُلِّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ وَجَعَلُوا لِلّٰهِ شُرَكَاءَ قُلْ سَمُّوهُمْ
أَمْ تُنَبِّئُونَهُ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي الْأَرْضِ أَمْ بِظَاهِرٍ مِّنَ الْقَوْلِ بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا
عَنِ السَّبِيلِ وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ﴿٣٣﴾

٦/٧ ؛ ٦/٢٥ ؛ ٦/١١٢ ؛ ١٥/١٤—١٥ ؛ ١٧/٩٠—٩٢)۔ یہی وجہ ہے کہ خدا نے تمام امور کو اپنے (قوانین کے) تابع رکھا ہے —— اور اس باب میں قانون یہ ہے کہ جو ہدایت حاصل کرنا چاہے وہ عقل و فکر سے کام لے ١٠/١٠٠)۔

کیا اب بھی تمہاری جماعت کے لوگ (مومنین) اس بات کو نہیں سمجھے کہ اگر لوگوں کو زبردستی مومن بنانا مقصود ہوتا تو خدا کے لئے یہ کچھ بھی مشکل نہ تھا (کہ وہ لوگوں کو پیدا ہی اس طرح کرتا کہ سب صحیح راستے پر چلتے۔ (لیکن اس نے عمداً ایسا نہیں کیا۔ اس نے اس بات کو انسان کے اختیار وارادہ پر چھوڑا ہے۔ لہٰذا) جو لوگ اس دعوت سے انکار کر رہے ہیں' وہ سرکشی کی راہ اختیار کئے رہیں گے (اور اس کی مخالفت میں میدان جنگ تک میں اتر آئیں گے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) ان پر ان کی کرتوتوں کی وجہ سے آفتیں آتی رہیں گی اور یہ سلسلہ یہاں تک بڑھے گا کہ جنگ کی مصیبت خود ان کے گھر (مکہ) کے قریب نازل ہو جائے گی —— (یہ سلسلہ یونہی جاری رہے گا) تا آنکہ یہ کشمکش فیصلہ کن مرحلہ تک پہنچ جائے گی (اور انہیں آخری شکست ہو جائے گی)۔ ایسا ہو کر رہے گا کیونکہ خدا کا قانون اپنی نتیجہ خیزی میں اٹل ہے۔ اس کے وعدے پورے ہو کر رہتے ہیں۔

٣٢ (یہ سب کچھ آہستہ آہستہ ہوگا۔ اور اس دوران میں' یہ لوگ تمہاری باتوں کا مذاق اڑاتے رہیں گے۔ لیکن تم اس سے دل برداشتہ نہ ہونا) اس قسم کا استہزاء تم سے پہلے رسولوں کے ساتھ بھی ہوتا رہا ہے۔ اُن لوگوں کو بھی' ہمارے قانونِ مکافات کے مطابق مہلت کا وقت ملتا رہا' لیکن جب وہ' اس پر بھی' اپنی غلط روش سے باز نہ آئے تو ان کی گرفت ہوئی۔ (اُس وقت انہیں معلوم ہوا کہ) اُن کے اعمال کے نتائج کس طرح ان کا پیچھا کر رہے تھے' اور ہماری عقوبت کیسی سخت ہوتی ہے۔

٣٣ (ان سے کہو کہ ذرا اس پر غور کرو کہ) جس خدا کے قانونِ مکافات کی ہمہ گیری اور جزرسی کا یہ عالم ہے کہ وہ ہر فرد کے اعمال پر اس طرح نگاہ رکھتا ہے' کیا وہ (اپنی مدد کے لئے ان کا محتاج

لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَشَقُّ ۚ وَ مَا لَهُمْ مِّنَ اللّٰهِ مِنْ وَّاقٍ ﴿۳۴﴾ مَثَلُ الْجَنَّةِ
الَّتِيْ وُعِدَ الْمُتَّقُوْنَ ۭ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ۭ اُكُلُهَا دَاۗىِٕمٌ وَّظِلُّهَا ۭ تِلْكَ عُقْبَى الَّذِيْنَ اتَّقَوْا
وَّعُقْبَى الْكٰفِرِيْنَ النَّارُ ﴿۳۵﴾

ہو سکتا ہے) جنہیں یہ لوگ اسکا شریک ٹھہراتے ہیں؟ ان سے کہو کہ (خدا کے علم کی وسعتوں کے متعلق تو تمہیں بتا دیا گیا ہے۔ اب تم جن ہستیوں کو اس کا شریک قرار دیتے ہو ذرا) ان کے علم کی تفصیلات بھی بیان کرو تاکہ پتہ چلے کہ روئے زمین پر کونسی بات ایسی ہے جو خدا کے احاطۂ علم سے باہر رہ گئی ہے اور اس کی خبر تم' ان شرکاء کے ذریعے' خدا کو دینا چاہتے ہو ——— اُن شرکاء کے ذریعے جو کچھ بھی نہیں جانتے!

یا کیا یہ بات ہے کہ تم نے ان امور کی گہرائیوں میں اتر کر کبھی غور نہیں کیا۔ محض سطحی طور پر (جو سنتے آئے وہی دُھرا دیا)۔

(حقیقت یہ ہے کہ ان لوگوں کے پاس' اِن کے دعوے کی صداقت کی دلیل کوئی نہیں۔ یہ محض جذبات سے کام لیتے ہیں جن کی وجہ سے) انہیں اپنی تدابیر بڑی خوش آیند دکھائی دیتی ہیں۔ اور اسی سے یہ صحیح راستے کی طرف آنے سے رک گئے ہیں۔

خدا کا قانون یہ ہے کہ جو لوگ عقل و فکر سے کام نہ لیں اور اپنے جذبات کی رَو میں بہہ جائیں' وہ کبھی صحیح راستے کی طرف نہیں آسکتے۔ سو جو لوگ اس طرح غلط راستہ اختیار کر لیں انہیں کون صحیح راستہ دکھا سکتا ہے۔

۳۴ اِن کی غلط رَوش کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اِن پر اس دنیا کی زندگی میں بھی تباہی آئے گی' اور آخرت کی تباہی اس سے بھی زیادہ جگر پاش ہوگی۔ انہیں خدا کے قانونِ مکافات کی گرفت سے بچانے والا کوئی نہیں ہوگا۔

۳۵ (اِن کے برعکس' صحیح راستے پر چلنے والوں کے لئے جنت کی زندگی ہوگی) اُس جنت کی مثال یوں سمجھو کہ' ایک باغ ہے جس میں پانی کی ندیاں جاری ہیں۔ اس کی وجہ سے وہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتا ہے۔ اس کے پھل' وقتی نہیں' دائمی ہیں' اور اس کی آسائشیں پائدار (۴۷/۱۵؛ ۲۵/۱۵) اسی قسم کا مآلِ زندگی ہوگا ان لوگوں کا جو غلط رَوش سے بچ کر' قوانین خداوندی کی نگہداشت کریں گے۔ ان کے برعکس' جو لوگ ان قوانین سے انکار کریں گے' ان کا انجام تباہی اور بربادی ہوگا۔

وَالَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَفْرَحُوْنَ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمِنَ الْاَحْزَابِ مَنْ يُّنْكِرُ بَعْضَهٗ ؕ قُلْ اِنَّمَآ اُمِرْتُ
اَنْ اَعْبُدَ اللّٰهَ وَلَآ اُشْرِكَ بِهٖ ؕ اِلَيْهِ اَدْعُوْا وَاِلَيْهِ مَاٰبِ ﴿٣٦﴾ وَكَذٰلِكَ اَنْزَلْنٰهُ حُكْمًا عَرَبِيًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ
اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا وَاقٍ ﴿٣٧﴾ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلًا (٥ ع ١١)
مِّنْ قَبْلِكَ وَجَعَلْنَا لَهُمْ اَزْوَاجًا وَّذُرِّيَّةً ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوْلٍ اَنْ يَّاْتِيَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ لِكُلِّ
اَجَلٍ كِتَابٌ ﴿٣٨﴾

---

٣٦ جن لوگوں کو ہم نے اس قسم کا ضابطہ ہدایت دیا ہے (جس پر عمل پیرا ہونے کے نتائج ایسے خوشگوار ہیں) وہ ہر اس بات پر جو تیری طرف نازل کی جاتی ہے جشنِ مسرت مناتے ہیں۔ باقی رہیں دوسری جماعتیں، سو اُن میں ایسے لوگ بھی ہیں' جن پر اِس کے بعض احکام بہت ناگوار گزرتے ہیں۔ ان سے کہدو کہ (تمہیں خوش آئے یا ناگوار گزرے) مجھے تو اسی کا حکم دیا گیا ہے کہ میں صرف اللہ کی اطاعت اور محکومیت اختیار کروں۔ اور اُس کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کروں۔ اسی مسلک کی طرف میں تمہیں دعوت دیتا ہوں اور اسی کی طرف خود بھی رجوع کرتا ہوں۔

٣٧ اور اسی مقصد کے لئے ہم نے' اِس ضابطہ' قوانین کو نہایت واضح طور پر نازل کیا ہے۔ اے مخاطب! اگر تو' اِس علم و حقیقت کے پالینے کے بعد بھی' اِن' راہ گم کردہ لوگوں' کے خیالات کا تباع کرے تو یہ سمجھ لے کہ قانونِ خداوندی کے مقابلہ میں نہ تو تیرا کوئی دوست اور کارساز ہو سکتا ہے' اور نہ ہی اس کی گرفت سے تجھے کوئی بچا سکتا ہے۔

٣٨ (باقی رہا ان کا یہ اعتراض کہ انہی جیسا ایک انسان کس طرح رسول بنا دیا گیا' تو ان سے کہدو کہ) ہم نے تم سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیجے تھے۔ (وہ بھی تمہاری طرح انسان ہی تھے اور) ان کے بیوی بچے بھی تھے۔

(اِس کے بعد' ان کے اِس تقاضا کی طرف آؤ کہ جس تباہی کا تم بار بار ذکر کرتے ہو وہ آتی کیوں نہیں۔ تو اِن سے کہدو کہ) یہ بات کسی رسول کے اختیار میں نہیں ہوتی کہ وہ اس قسم کی کھلی نشانی کو جب جی چاہے اپنی مرضی کے مطابق لے آئے۔ یہ چیزیں' اللہ کے قانون کے مطابق' اپنے وقت پر ظہور میں آتی ہیں۔ اس کا قانون یہ ہے کہ ہر عمل اور اس کے نتیجے کے ظہور میں ایک وقفہ ہوتا ہے۔ اس وقفہ کو میعاد یا اجل کہتے ہیں۔ یہ اجل' ایک قانون کے مطابق متعین ہوتی ہے۔ یعنی اس بات کے لئے قانون مقرر ہے کہ ایک عمل اپنے نتیجہ خیز ہونے میں کتنا وقت لیتا ہے۔

يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَآءُ وَ يُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ ﴿۳۹﴾ وَاِنْ مَّا نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِيْ نَعِدُهُمْ اَوْ
نَتَوَفَّيَنَّكَ فَاِنَّمَا عَلَيْكَ الْبَلٰغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ﴿۴۰﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا نَاْتِي الْاَرْضَ نَنْقُصُهَا مِنْ
اَطْرَافِهَا ۭ وَاللّٰهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهٖ ۭ وَهُوَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ ﴿۴۱﴾ وَقَدْ مَكَرَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ
فَلِلّٰهِ الْمَكْرُ جَمِيْعًا ۭ يَعْلَمُ مَا تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۭ وَسَيَعْلَمُ الْكُفّٰرُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ﴿۴۲﴾

اسی طرح قوموں کی بھی اجل ہے۔ (۷/۳۴)

۳۹ جو قوم، نظریۂ زندگی یا نظامِ حیات، اس قابل نہیں ہوتا کہ باقی رہے، وہ خدا کے قانون کے مطابق، مٹا دیا جاتا ہے۔ اور جو اپنے آپ کو، قانونِ خداوندی کے مطابق، محکم اور استوار ثابت کر دیتا ہے، اسے باقی رکھا جاتا ہے (۱۳/۱۷ ؛ ۱۴/۲۴)۔

یہ سب کچھ اُن اصولی قوانین کے مطابق ہوتا ہے، جو تخلیقِ کائنات کے ساتھ، اللہ نے مقرر کئے تھے اور جن کے مطابق اسکا نظم و نسق چل رہا ہے۔

۴۰ جن باتوں کا ان سے وعدہ کیا جاتا ہے وہ تو بہرحال ہو کر رہیں گی۔ ہو سکتا ہے کہ ان میں سے بعض باتیں تیرے سامنے وقوع پذیر ہو جائیں، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ تو اس سے پہلے ہی وفات پا جائے۔ (لہٰذا اسکا خیال نہیں کرنا چاہیئے کہ یہ نتائج کب برآمد ہوتے ہیں)۔ تیرا کام یہ ہے کہ تو اس ضابطۂ ہدایت کو لوگوں تک پہنچاتا جائے۔ یہ ہمارا کام ہے کہ دیکھیں کہ ہمارے قانون کے مطابق، نتائج کب ظہور میں آتے ہیں۔

۴۱ (یہ جو ہر وقت تقاضا کرتے رہتے ہیں کہ وہ نظامِ ربوبیت کب قائم ہوگا جس میں ان کی انفرادی مفاد پرستیاں ختم ہو جائیں گی تو) کیا انہیں یہ نظر نہیں آتا کہ ہم کس طرح زمین (وسائلِ پیداوار) کو، بڑے بڑے سرداروں کے ہاتھ سے چھین کر، ان کے مقبوضات کو کم کرتے چلے جاتے ہیں (۲۱/۴۴) — اسی طرح ایک دن ایسا آ جائے گا جب ان کے ہاتھ میں کچھ بھی نہیں رہیگا۔ سب کچھ نوعِ انسان کے لئے عام ہو جائے گا (۳۹/۶۹)۔

یہ خدا کا فیصلہ ہے۔ اور خدا جو فیصلے کرتا ہے، دنیا میں کوئی طاقت ایسی نہیں جو ان فیصلوں کو ٹال سکے، یا رد کر سکے۔ وہ محاسبہ کرنے میں بڑا تیز ہے۔

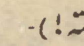
۴۲ ان سے پہلے بھی (مفاد پرست گروہوں نے) بڑی بڑی تدبیریں کر دیکھیں (کہ خدا کے فیصلے نافذ نہ ہونے پائیں، لیکن کسی کی کچھ پیش نہ گئی)، ان کی تدبیریں خدا کے قوانین کے مطابق ہی نتیجہ پیدا کرتی رہیں۔

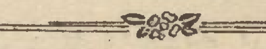


وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا بَيْنِي وَبَيْنَكُمْ وَمَنْ عِندَهُ عِلْمُ الْكِتَابِ ﴿٤٣﴾

حقیقت یہ ہے کہ کوئی شخص جو کچھ بھی کرے' خدا کو اس کا اچھی طرح علم ہوتا ہے۔ لہذا قوانین خداوندی سے انکار کرنے والوں کو جلد معلوم ہو جائے گا کہ آخر الامر بازی کس کے ہاتھ میں رہتی ہے۔ اور کس کا انجام کیا ہوتا ہے؟

۴۳ یہ لوگ' جو قانونِ خداوندی سے انکار کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ تو خدا کا پیغامبر نہیں۔ (اس لئے کہ تو اس تباہی کو جلدی نہیں لاتا جس کی دھمکیاں دیتا ہے) ان سے کہدو کہ (میں اس بات پر تم سے' قطعاً جھگڑا نہیں کرنا چاہتا)۔ تمہارے اور میرے درمیان' جو فیصلہ قانونِ خداوندی کی رو سے ہوگا' وہ میری صداقت کی کافی شہادت ہوگا۔ یا اس شخص کی شہادت جو قانونِ خداوندی سے واقف ہو' (اور اس لئے سمجھ سکتا ہو کہ جو کچھ میں پیش کرتا ہوں وہ خدا کا قانون ہے یا میرا خود ساختہ!)۔







بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ اِلَيْكَ لِتُخْرِجَ النَّاسَ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۙ بِاِذْنِ رَبِّهِمْ اِلٰى صِرَاطِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۙ ①
اللّٰهِ الَّذِيْ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ وَوَيْلٌ لِّلْكٰفِرِيْنَ مِنْ عَذَابٍ شَدِيْدِ ۙ ② الَّذِيْنَ
يَسْتَحِبُّوْنَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَيَبْغُوْنَهَا عِوَجًا ۭ اُولٰۗىِٕكَ فِيْ
ضَلٰلٍۢ بَعِيْدٍ ③

① خدائے علیم و حسیم کا ارشاد ہے کہ یہ ضابطہ' قوانین ہم نے تیری طرف اس لئے نازل کیا ہے کہ تو' اس کے ذریعے' نوعِ انسان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی کی طرف لے آئے (۱۴/۵، ۳۳/۴۳) اور' ان کے نشو و نما دینے والے کے قانون کے مطابق' انہیں اس خدا کے تجویز کردہ راستے پر ڈال دے جو جلال و جمال اور حسن و قوت کا مالک ہے (۶۴/۱)۔

② وہ خدا' کہ کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں جو کچھ ہے سب اُس کے متعین کردہ پروگرام کی تکمیل میں سرگرمِ عمل ہے۔ جو لوگ اس کی تجویز کردہ راہ پر چلنے سے انکار کرتے ہیں' اُن کے لئے سخت تباہی اور بربادی ہے —— غلط راستے پر چلنے کا نتیجہ ایسا ہی ہوتا ہے۔

③ یہ وہ لوگ ہیں' کہ جب' اس طبیعی (حیوانی) زندگی' اور سطحِ انسانیت کی (اُخروی) زندگی کے مفاد میں ٹکراؤ ہوتا ہے' تو یہ' طبیعی زندگی کے مفاد کو ترجیح دیتے ہیں' اور لوگوں کو صحیح راستے کی طرف آنے سے روکتے ہیں (کیونکہ اس سے اِن کے مفاد پر زد پڑتی ہے) اور کوشش کرتے ہیں کہ اس سیدھی راہ میں' (اپنے خود ساختہ مذہب و شریعت کی آڑ میں) کجی پیدا

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ ۭ فَيُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَاۗءُ وَيَهْدِيْ
مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۴ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا مُوْسٰى بِاٰيٰتِنَآ اَنْ اَخْرِجْ قَوْمَكَ مِنَ الظُّلُمٰتِ
اِلَى النُّوْرِ ڏ وَذَكِّرْهُمْ بِاَيّٰىمِ اللّٰهِ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّكُلِّ صَبَّارٍ شَكُوْرٍ ۝۵ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰى
لِقَوْمِهِ اذْكُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ اَنْجٰىكُمْ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ يَسُوْمُوْنَكُمْ سُوْۗءَ الْعَذَابِ وَيُذَبِّحُوْنَ اَبْنَاۗءَكُمْ وَ
يَسْتَحْيُوْنَ نِسَاۗءَكُمْ ۭ وَفِيْ ذٰلِكُمْ بَلَاۗءٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَظِيْمٌ ۝۶ وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ 

کردیں، اور اس طرح دین کو کچھ سے کچھ بنا دیں۔

یہ ہیں وہ لوگ جو ایک بہت بڑی گمراہی کا شکار ہو رہے ہیں۔

۴ اور ہم نے جتنے رسول بھی بھیجے ہیں، وہ اپنی قوم کی زبان میں پیغام حق پہنچاتے تھے تاکہ وہ اس طرح، لوگوں پر، قوانین خداوندی کو بالکل واضح کر دیں۔ (اس کے بعد لوگوں کو اختیار دیا گیا کہ) جو چاہے، قانونِ خداوندی کے مطابق، سیدھی راہ اختیار کرلے اور جو چاہے غلط راستے پر چلتا رہے۔ اللہ کا قانون غلبہ اور حکمت پر مبنی ہے۔

۵ اسی نہج کے مطابق ہم نے موسیٰ کو، اپنے ضابطہ قوانین کے ساتھ، بھیجا کہ وہ بنی اسرائیل کو موت کی تاریکیوں سے نکال کر، زندگی کی روشنی میں لے آئے اور انہیں، ان تاریخی سرگزشتوں کی یاد دلائے جن میں نظامِ خداوندی کو غلبہ و تسلط حاصل ہوا تھا۔ ان سرگزشتوں میں ان لوگوں کے لئے بڑی بڑی نشانیاں ہیں جو مستقل مزاجی اور ثابت قدمی سے کام لیتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ ان کی کوششیں بھرپور نتائج کی حامل ہوں۔

۶ جب موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ تم، ان عنایاتِ خداوندی کو یاد رکھو کہ اس نے تمہیں کس طرح، فرعون کے پنجۂ استبداد سے نجات دلائی۔ وہ لوگ، تم پر، ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر، سخت عذاب لاتے تھے۔ ان میں بدترین عذاب یہ تھا کہ وہ تمہاری قوم کے معزز افراد کو ذلیل کیا کرتے تھے اور جو جوہر مردانگی سے عاری ہوتے تھے، انہیں معزز و مقرب بنایا کرتے تھے (۲/۴۹)۔ تمہارے نشو و نما دینے والے نے، تمہیں اس مصیبت سے نجات دلا کر، تمہاری قومی زندگی میں بہت بڑی تبدیلی پیدا کر دی۔ اور یہ اس کی طرف سے بہت بڑی نعمت تھی۔

۷ اور تمہارے نشو و نما دینے والے نے تمہیں صاف صاف بتا دیا کہ اس عظیم انقلاب سے مقصد یہ ہے کہ تمہارے لئے یہ امکانات پیدا کر دیئے جائیں کہ تم اپنی صلاحیتوں کی نشو و نما کرسکو۔

وَلَئِن كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ ﴿۷﴾ وَقَالَ مُوسَىٰ إِن تَكْفُرُوا أَنتُمْ وَمَن فِي الْأَرْضِ جَمِيعًا فَإِنَّ اللَّهَ
لَغَنِيٌّ حَمِيدٌ ﴿۸﴾ أَلَمْ يَأْتِكُمْ نَبَأُ الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ قَوْمِ نُوحٍ وَعَادٍ وَثَمُودَ ۛ وَالَّذِينَ مِن بَعْدِهِمْ ۛ
لَا يَعْلَمُهُمْ إِلَّا اللَّهُ ۚ جَاءَتْهُمْ رُسُلُهُم بِالْبَيِّنَاتِ فَرَدُّوا أَيْدِيَهُمْ فِي أَفْوَاهِهِمْ وَقَالُوا إِنَّا كَفَرْنَا بِمَا
أُرْسِلْتُم بِهِ وَإِنَّا لَفِي شَكٍّ مِّمَّا تَدْعُونَنَا إِلَيْهِ مُرِيبٍ ﴿۹﴾ قَالَتْ رُسُلُهُمْ أَفِي اللَّهِ شَكٌّ فَاطِرِ السَّمَاوَاتِ

اگر تم نے ایسا کرلیا' اور ان صلاحیتوں کو ہمارے پروگرام کے مطابق صحیح مصرف میں لائے تو جو کچھ تمہیں حاصل ہوا ہے' اس میں اور اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا' اور جو کچھ ملا ہے اس کی قدر نہ کی' تو اس کا نتیجہ سخت تباہی اور بربادی ہوگا۔

۸ چنانچہ موسٰی نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے' ان سے کہدیا کہ اگر تم نے خدا کی اس بخشائش کی قدر نہ کی ——— اور صرف تم ہی نہیں' اگر ساری دنیا کے انسان بھی اس طرح ناسپاس گزاری کی راہ اختیار کرلیں' تو اس سے خدا کا کچھ نہیں بگڑے گا۔ انسانوں کی اپنی ہی تباہی ہوگی۔ وہ تمہاری سپاس گزاری کا محتاج نہیں۔ پورا نظامِ کائنات' اس کے سزاوارِ حمد و ستائش ہونے کی زندہ شہادت ہے۔ (لہٰذا' وہ تم سے جن باتوں کا مطالبہ کرتا ہے' وہ تمہارے ہی فائدے کے لئے ہیں)۔

۹ (موسٰی نے ان سے یہ بھی کہا کہ) کیا تم نے یہ نہیں سنا کہ ان قوموں پر کیا بیتی تھی جو تم سے پہلے ہو گزری ہیں ——— قوم نوحؑ۔ قوم عاد۔ قوم ثمود۔ اور کئی قومیں جو ان کے بعد آئیں' اور جن کے حالات کسی تاریخ میں محفوظ نہیں۔ صرف اللہ کو معلوم ہیں۔ ان کی طرف' ان کے پیغامبر واضح قوانین لے کر آئے۔ لیکن' ان لوگوں نے ان کی سخت مخالفت کی اور ہر ممکن کوشش کی کہ ان کی آواز کو بلند نہ ہونے دیا جائے ان کی بات آگے نہ بڑھنے پائے۔ انہوں نے ان رسولوں سے اعلانیہ کہدیا کہ جو پیغام تم لے کر آئے ہو' ہم اسے ماننے کے لئے تیار نہیں۔ اور جس نظام کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو' ہمیں اس کی صداقت اور کامیابی پر قطعاً یقین نہیں۔ ہمارے دلوں میں' اس کے متعلق بڑے شکوک اور اضطرابات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔

۱۰ ان رسولوں نے ان سے کہا کہ کیا تمہیں اس خدا کے بارے میں شک ہو رہا ہے جس نے اس تمام کائناتِ پست و بلند کو پیدا کیا ہے؟ ——— جو نظام اس خدا کا تجویز فرمودہ ہو' کیا تمہیں اس کی صداقت اور کامیابی کے متعلق شک ہے؟ وہ تمہیں اس نظام کی طرف' صرف اس لئے

وَالْاَرْضِ ۭ يَدْعُوْكُمْ لِيَغْفِرَ لَكُمْ مِّنْ ذُنُوْبِكُمْ وَيُؤَخِّرَكُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا
بَشَرٌ مِّثْلُنَا ۭ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَاۗؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ⑩ قَالَتْ لَهُمْ
رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰي مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ
بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ۭ وَعَلَي اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ⑪ وَمَا لَنَآ اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَي اللّٰهِ وَقَدْ هَدٰىنَا سُبُلَنَا ۭ

دعوت دیتا ہے کہ تمہارے لئے اس تباہی سے محفوظ رہنے کا سامان پیدا کر دے جو تمہارے جرائم کی وجہ سے تم پر آنے والی ہے۔ اور اس طرح تمہیں ایک مدت معینہ تک زندگی کی کامرانیوں اور خوشگواریوں سے بہرہ یاب ہونے کا موقع عطا کر دے۔

اس کے جواب میں وہ کہتے کہ تم ہماری ہی طرح کے ایک انسان ہو (اس لئے تمہارا یہ دعویٰ غلط ہے کہ تمہیں خدا کی طرف سے وحی ملتی ہے)۔ تم چاہتے ہو کہ جن ہستیوں کی اطاعت و عبودیت ہمارے اسلاف نے اختیار کر رکھی تھی ان سے ہمیں روک دو۔ (تاکہ ہم تمہارا مسلک اختیار کر لیں)۔

نیز انہوں نے کہا کہ تم ان دلائل اور تاریخی شہادات کو چھوڑو۔ تم جو کہتے ہو کہ تمہاری یہ دعوت ضرور غالب آئے گی' تو اسے غالب کر کے دکھاؤ —— اس طرح غالب کر کے کہ اس میں کسی قسم کا شک و شبہ نہ رہے —— (اس وقت ہم دیکھیں گے کہ ہمیں کیا کرنا چاہیئے)۔

۱۱ اُن کے رسولوں نے ان سے کہا کہ یہ ٹھیک ہے کہ ہم تمہارے ہی جیسے انسان ہیں' لیکن خدا' اپنے قانون مشیت کے مطابق' اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے' نبوت بطور موہبت عطا کر دیتا ہے۔ باقی رہا غلبہ و تسلط۔ سو وہ قانون خداوندی کے مطابق ہی حاصل ہو سکتا ہے۔ (وہ کب حاصل ہوگا' یہ تو ہم نہیں کہہ سکتے۔ لیکن اس کا ہمیں یقین ہے کہ وہ حاصل ضرور ہوگا۔ ہمیں قانونِ خداوندی کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ ہے۔ اور یہ صرف ہم پر ہی موقوف نہیں' جو لوگ بھی قانون خداوندی کی صداقت پر یقین رکھتے ہیں' انہیں اس کی محکمیت پر پورا پورا بھروسہ ہوتا ہے۔

۱۲ اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے کہ ہم اس کے قانون کی محکمیت پر اعتماد نہ کریں جبکہ اس نے زندگی کی مختلف راہوں کو ہمارے سامنے اس طرح واضح طور پر بے نقاب کر دیا ہے (کہ ہر حقیقت واشگاف ہو کر ہمارے سامنے آ گئی ہے)۔ اس کے قانون کی محکمیت پر اعتماد ہی تو ہے جس کی

وَلَنَصۡبِرَنَّ عَلٰى مَاۤ اٰذَيۡتُمُوۡنَا‌ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلۡيَتَوَكَّلِ الۡمُتَوَكِّلُوۡنَ ۝١٢ وَقَالَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا لِرُسُلِهِمۡ لَنُخۡرِجَنَّكُمۡ
مِّنۡ اَرۡضِنَاۤ اَوۡ لَتَعُوۡدُنَّ فِىۡ مِلَّتِنَا‌ ؕ فَاَوۡحٰۤى اِلَيۡهِمۡ رَبُّهُمۡ لَـنُهۡلِكَنَّ الظّٰلِمِيۡنَ ۝١٣ وَلَنُسۡكِنَنَّكُمُ
الۡاَرۡضَ مِنۡۢ بَعۡدِهِمۡ‌ ؕ ذٰ لِكَ لِمَنۡ خَافَ مَقَامِىۡ وَخَافَ وَعِيۡدِ ۝١٤ وَاسۡتَفۡتَحُوۡا وَخَابَ كُلُّ جَبَّارٍ عَنِيۡدٍ ۝١٥
مِّنۡ وَّرَآئِهٖ جَهَنَّمُ وَيُسۡقٰى مِنۡ مَّآءٍ صَدِيۡدٍ ۝١٦ يَّتَجَرَّعُهٗ وَلَا يَكَادُ يُسِيۡغُهٗ وَيَاۡتِيۡهِ الۡمَوۡتُ مِنۡ كُلِّ
مَكَانٍ وَّمَا هُوَ بِمَيِّتٍ‌ ؕ وَمِنۡ وَّرَآئِهٖ عَذَابٌ غَلِيۡظٌ ۝١٧

وجہ سے ہماری کیفیت یہ ہے کہ تم ہمیں جس قدر اذیتیں پہنچاؤ گے ہم انہیں خندہ پیشانی سے برداشت کریں گے اور ان سے ہمارا قدم کبھی نہیں ڈگمگائے گا۔

جب خدا کا قانون اس قدر محکم ہے تو ہر بھروسہ کرنے والے کو اس پر بھروسہ کرنا چاہیئے۔

۱۳ اس پر اُن لوگوں نے، جو قوانین خداوندی سے انکار کرتے تھے، اپنے رسولوں سے کہا کہ (ہم زیادہ باتیں سننے کے لئے تیار نہیں)۔ یا تو (چپکے سے) ہمارا مسلک اختیار کر لو، ورنہ ہم تمہیں اپنی سرزمین سے باہر نکال دیں گے۔

اُنہوں نے انہیں یہ دھمکی دی۔ اور اُن کے نشو و نما دینے والے نے انہیں بذریعہ وحی کہہ دیا کہ (گھبراؤ نہیں)۔ ہم ان ظلم و زیادتی کرنے والوں کو تباہ کر دیں گے۔

۱۴ اور ان کی تباہی کے بعد تمہیں ان کے ملک میں آباد کر دیں گے۔ (یہ کچھ اس لئے نہیں ہوگا کہ ہمیں تمہاری طرفداری مقصود ہے اور اِن سے یونہی عداوت ہے۔ یہ سب ہمارے اٹل قانون کے مطابق ہوگا) اور ہر اس قوم کے حق میں ایسا ہی ہوگا جو جانتی ہے کہ کائنات میں قانونِ خداوندی کا مقام کیا ہے اور اس قانون کے خلاف چلنے کا نتیجہ کیا — اور وہ اس نتیجہ سے خائف رہتی ہے۔

۱۵ چنانچہ وہ لوگ دلائل و براہین سے نہ ملنے، اور انہوں نے چاہا کہ ایک فیصلہ کن بات سامنے آجائے، تو وہ آگئی۔ اسکا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر سرکش اور باغی (جس نے قانونِ خداوندی کا مقابلہ کیا تھا) ناکام و نامراد رہا۔

۱۶ (اور یہ ناکامی اور نامرادی وقتی نہ تھی بلکہ یہ) ایک مستقل عذاب تھا جو ان کے پیچھے لگ گیا۔ اُس ذلت کی زندگی میں انہیں کھانے پینے کو ملتا تھا، لیکن بجائے اس کے کہ اُس سے ان کی نشو و نما ہوتی، وہ اُن کی انسانی صلاحیتوں کی نشو و نما میں اُلٹا روک بن جاتا تھا (۴۷/۱۵)۔

۱۷ (انہیں اس ذلت کی زندگی کا احساس تھا، اس لئے) یہ سامانِ زیست ان کے حلق سے

مَثَلُ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ اَعْمَالُهُمْ كَرَمَادِ ِۨاشْتَدَّتْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ يَوْمٍ عَاصِفٍ ؕ لَا يَقْدِرُوْنَ مِمَّا كَسَبُوْا
عَلٰى شَيْءٍ ؕ ذٰلِكَ هُوَ الضَّلٰلُ الْبَعِيْدُ ⑱ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ بِالْحَقِّ ؕ اِنْ يَّشَاْ
يُذْهِبْكُمْ وَيَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِيْدٍ ⑲ وَّمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ⑳ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ جَمِيْعًا فَقَالَ
الضُّعَفٰٓؤُا لِلَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْٓا اِنَّا كُنَّا لَكُمْ تَبَعًا فَهَلْ اَنْتُمْ مُّغْنُوْنَ عَنَّا مِنْ عَذَابِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ ؕ قَالُوْا

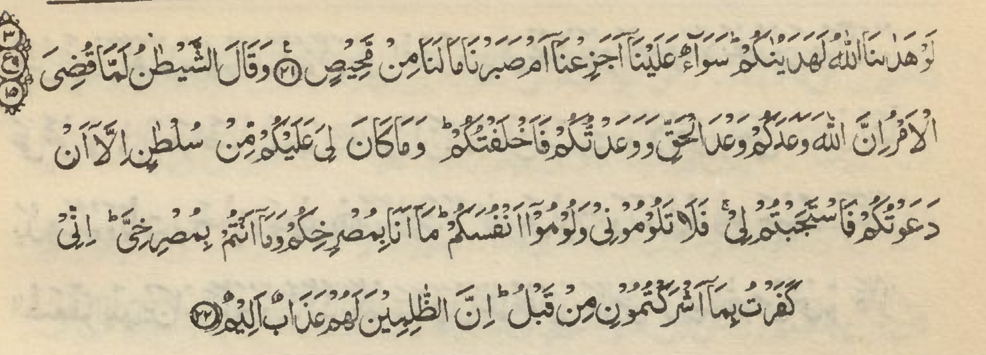
نیچے نہیں اترتا تھا۔ لیکن انہیں طوعاً و کرھاً اسے نگلنا پڑتا تھا۔ انہیں چاروں طرف موت کے سامان دکھائی دیتے تھے (اور وہ چاہتے بھی تھے کہ انہیں موت آجائے تاکہ اس عذاب سے چھٹکارا ہو جائے) لیکن انہیں موت بھی نہیں آتی تھی (۲۰/۷۴ ; ۸۷/۱۳) بلکہ موت آنے کے بجائے اس عذاب کی شدت اور بڑھ جاتی تھی ——— (اُف! ذلت اور محکومی کا عذاب بھی کس قدر الم انگیز اور جانگسل ہوتا ہے!)۔ یہ عذاب اِس دنیا کا تھا۔ اُخروی زندگی کا عذاب اس سے بھی زیادہ جانکاہ ہوگا۔

۱۸ (اور یہ چیز صرف انہی کے ساتھ مخصوص نہیں) جو لوگ بھی قوانینِ خداوندی سے انکار کر کے غلط راستوں پر چل نکلتے ہیں (وہ کہیں ہوں' اور کسی زمانے میں ہوں) ان کے اعمالِ زندگی کی مثال یوں سمجھو جیسے ہلکی سی راکھ ہو جس پر آندھی کے دن زور کا جھکڑ چلے اور وہ ساری راکھ اڑ کر کہیں کی کہیں چلی جائے' اور اس میں سے کچھ بھی باقی نہ رہے (ان کے اعمال' کوئی ٹھوس تعمیری نتیجہ مرتب نہیں کرتے' اس لئے وہ رائگاں جاتے ہیں)۔
غور کرو کہ انسان کی ناکام اور بے نتیجہ کوششوں کی' اس سے بری مثال' اور کیا ہوگی؟

۱۹ (یہ اس لئے کہ ان کی زندگی کا نقشہ' کائناتی نقشہ کے یکسر خلاف ہے) کائناتی نظام پر غور کرنے سے یہ حقیقت واضح ہو جائے گی کہ وہاں ہر شے' تعمیری نتیجہ مرتب کرتی ہے (اور جس چیز میں اس کی صلاحیت نہیں رہتی' وہ ختم ہو جاتی ہے اور اس کی جگہ ایسی چیز لے لیتی ہے جس میں اس قسم کی صلاحیت ہوتی ہے) لہٰذا' ان سے کہدو کہ اگر تمہارے اعمال تعمیری نتائج پیدا نہیں کریں گے تو تم کائناتی نقشہ میں فٹ نہیں بیٹھ سکو گے' اور خدا کا کائناتی قانون تمہیں نکال باہر پھینکے گا اور تمہاری جگہ ایک نئی مخلوق لے آئے گا (۴/۱۳۳ ; ۶/۱۴۶ ; ۹/۳۹ ; ۴۷/۳۸)۔

۲۰ اور ایسا کرنا خدا کے لئے کچھ بھی مشکل نہیں۔

۲۱ (ابھی تو وہ انتظار کا وقفہ ہے جس میں آخری' فیصلہ کن' تصادم کی تیاری ہونی ہے۔


لو هدىنا الله لهدينكم سواء علينا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محيص (۲۱) وقال الشيطن لما قضي
الامر ان الله وعدكم وعد الحق ووعدتكم فاخلفتكم وما كان لي عليكم من سلطن الا ان
دعوتكم فاستجبتم لي فلا تلوموني ولوموا انفسكم ما انا بمصرخكم وما انتم بمصرخي اني
كفرت بما اشركتمون من قبل ان الظلمين لهم عذاب اليم (۲۲)

جب یہ وقفہ گزر جائے گا) اور سب قانونِ خداوندی کا سامنا کرنے کے لئے نِکھر کر میدان میں آ جائیں گے'
اور وہ وقت ہو گا جب (مضمر) چھپے ہوئے نتائج' محسوس (مشہود اور بارز) شکل میں سامنے
آ جائیں گے' تو اس وقت' اس تباہی کو دیکھ کر' کمزور لوگ (یعنی عوام' جو لیڈروں کے پیچھے پیچھے چلتے ہیں)
اپنے لیڈروں سے کہیں گے' کہ ہم تمہارے پیچھے چلا کرتے تھے' تو آج کیا تم ایسا نہیں کرو گے کہ
اس تباہی سے بچنے کی کوئی سبیل پیدا کر دو؟ وہ کہیں گے کہ اگر ہمیں اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر آتی
تو ہم تمہارے بچاؤ کی بھی کوئی شکل بتاتے۔ (لیکن اب تو حالت یہ ہے کہ ہمیں خود اپنے بچاؤ کی بھی کوئی
صورت دکھائی نہیں دیتی' اس لئے تمہیں کیا بتائیں؟ اب تو وہ وقت آ چکا ہے کہ خواہ ہم اپنی
رَوِش پر بدستور چلتے جائیں' خواہ اسے چھوڑ دیں' نتیجہ یکساں ہے۔ اب اس تباہی سے نکلنے کی
کوئی راہ نہیں۔ (۳۳/۴۶ ؛ ۳۴/۳۲ ؛ ۳۷/۲۷ — ۲۹ ؛ ۳۸/۵۹ ؛ ۴۰/۴۷)۔

۲۲ اور جب اس تصادم کا آخری فیصلہ ہو چکے گا تو شیطان (یعنی انفرادی مفاد پرستیوں
کا باطل نظام' جس پر یہ لوگ چلے آ رہے تھے) کہے گا کہ ایک بات تم سے نظامِ خداوندی نے کہی تھی'
سو وہ بات' حقیقت بن کر تمہارے سامنے آ گئی۔ اور ایک بات تم سے میں نے کہی تھی' تو واقعہ اسکے
خلاف ہوا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ میرے پاس کوئی ایسی قوت نہیں تھی کہ میں تمہیں اپنے پیچھے زبردستی
لگا لیتا۔ جو کچھ ہوا وہ صرف یہ ہے کہ' میں نے تمہیں آواز دی تو تم نے اس پر فوراً لبیک کہہ دیا'
اور اس طرح میرے بلاوے کو قبول کر لیا۔ لہٰذا' تم مجھے الزام مت دو۔ خود اپنے آپ کو الزام دو۔
اب میں بھی چیخ و پکار کرتا ہوں (کہ میں گیا)' اور تم بھی چیخ و پکار کر رہے ہو (کہ تم تباہ ہوئے۔
سارا معاشرہ کہرام مچا رہا ہے۔ چھوٹے بڑے سب دھائی دے رہے ہیں۔ لیکن) نہ میں ہی تمہاری
کچھ مدد کر سکتا ہوں۔ نہ تم ہی مجھے بچا سکتے ہو۔ تم نے' اس سے پہلے' جو یہ رَوِش اختیار کر رکھی
تھی کہ میرے قوانین و احکام کی اطاعت' قوانینِ خداوندی کی طرح کیا کرتے تھے' میں تمہاری اس
رَوِش سے بری الذمہ ہوں۔ (اسے تم نے خود ہی اختیار کیا تھا)۔

وَ اُدْخِلَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ
تَحِيَّتُهُمْ فِيْهَا سَلٰمٌ ﴿۲۳﴾ اَلَمْ تَرَ كَيْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا كَلِمَةً طَيِّبَةً كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ اَصْلُهَا ثَابِتٌ وَّ
فَرْعُهَا فِي السَّمَآءِ ﴿۲۴﴾ تُؤْتِيْٓ اُكُلَهَا كُلَّ حِيْنٍۭ بِاِذْنِ رَبِّهَا ۗ وَ يَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ
يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۲۵﴾ وَ مَثَلُ كَلِمَةٍ خَبِيْثَةٍ كَشَجَرَةٍ خَبِيْثَةِ ۨاجْتُثَّتْ مِنْ فَوْقِ الْاَرْضِ مَا لَهَا مِنْ قَرَارٍ ﴿۲۶﴾
يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَ يُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۙ۫ وَ
يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ ﴿۲۷﴾

حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بھی قوانین خداوندی سے سرکشی برتیں' ان کے لئے الم انگیز تباہی ہوتی ہے۔

۲۳ ان کے برعکس جو لوگ قوانین خداوندی کی صداقت پر یقین رکھ کر' اس کے تجویز کردہ صلاحیت بخش پروگرام پر عمل پیرا ہوں گے' انہیں شادکامیوں اور کامرانیوں کی جنت میں داخل کیا جائے گا جس کی بہاروں پر کبھی خزاں نہیں آئے گی۔ اور یہ سب کچھ خدا کے قانونِ ربوبیت کے مطابق ہوگا۔ اس (جنتی معاشرہ) میں' ہر ایک کی آرزو اور کوشش یہ ہوگی کہ وہ دوسرے کے لئے' زیادہ سے زیادہ' زندگی اور سلامتی کا سامان بہم پہنچائے۔

۲۴ ذرا غور کرو کہ ان' ہر دو' متضاد نظریاتِ حیات اور نظام ہائے زندگی کو خدا کس طرح ایک مثال کے ذریعے واضح کرتا ہے۔ خوشگوار نظریۂ زندگی کی مثال ایک ایسے عمدہ پھل دار' درخت کی سی ہے جس کی جڑیں (پاتال میں) محکم اور استوار ہوں اور اس کی شاخیں فضائے آسمانی میں جھولے جھول رہی ہوں۔ (یعنی اُسے معاشی زندگی میں مادی تمکن بھی حاصل ہو اور اسکے ساتھ ہی وہ بلند اخلاقی اقدار سے بھی ہمکنار ہو جن کا سرچشمہ مادی کائنات سے ماوراء ہے)۔

۲۵ وہ درخت' قانونِ خداوندی کے مطابق' ہر زمانے میں' ہر وقت' پھل دیئے جاتا ہے۔ اللہ اس طرح' تجریدی اور نظری حقائق کو' محسوس مثالوں کے ذریعے واضح کر دیتا ہے تاکہ لوگ انہیں اچھی طرح سمجھ جائیں۔

۲۶ اسکے برعکس' غلط نظریۂ زندگی اور نظامِ حیات کی مثال ایک ایسے نکمے درخت کی سی ہے جس کی کھوکھلی سی جڑ' زمین کے اوپر ہی اوپر ہو کہ اُسے جب جی چاہے اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ (جو غلط نظام' اخلاقی اقدارِ خداوندی سے ہمکنار نہیں ہوتا' اسے ثبات و قرار نصیب نہیں ہو سکتا)۔

۲۷ اس طرح اللہ' اس محکم نظریۂ زندگی کی رُو سے' ایمان والوں کی جماعت کو' ان کی دُنیاوی

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ بَدَّلُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ كُفْرًا وَّاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ﴿۲۸﴾ جَهَنَّمَ يَصْلَوْنَهَا ۚ وَبِئْسَ الْقَرَارُ ﴿۲۹﴾
وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلُّوْا عَنْ سَبِيْلِهٖ ۚ قُلْ تَمَتَّعُوْا فَاِنَّ مَصِيْرَكُمْ اِلَى النَّارِ ﴿۳۰﴾ قُلْ لِّعِبَادِيَ الَّذِيْنَ
اٰمَنُوْا يُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَيُنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ سِرًّا وَّعَلَانِيَةً مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا
خِلٰلٌ ﴿۳۱﴾

اور اُخروی' زندگی (دونوں میں) ثبات اور تمکن عطا کر دیتا ہے۔ اور جو لوگ اس نظام سے سرکشی برتتے ہیں' ان کی کوششیں رائگاں چلی جاتی ہیں۔ یہ سب کچھ اس کے قانون مشیّت کے مطابق ہوتا ہے۔

۲۸ (اب تم' اس قانونِ مشیّت کو سامنے رکھ کر' اقوام عالم کی تاریخ پر نگاہ ڈالو اور) اُن رہنمایانِ قوم کی حالت پر غور کرو جنہیں اللہ نے زندگی کی خوشگواریاں اور فراوانیاں عطا کیں۔ لیکن اُنہوں نے اُن کی قدر نہ کی (ان کا غلط استعمال کیا)۔ اور اپنی ملّت کے کارواں کو ایسی منڈی میں لا کر ٹھہرا دیا جس میں ہر طرف کساد بازاری تھی۔ جہاں اِس جنس کا سدا کوئی خریدار نہ تھا۔

۲۹ یعنی انہیں تباہی و بربادی کے جہنم میں جھونک دیا۔ اور یہ کیسی بری جگہ تھی جہاں انہوں نے اس قافلہ کو اتارا!

۳۰ انہوں نے کیا یہ کہ (نام تو لیتے رہے قوانین خداوندی کا لیکن) اس کے ہم پایہ ٹھہراتے رہے غیر خداوندی قوانین کو تاکہ اس طرح لوگوں کو' خدا کے تجویز کردہ راستے سے بہکا کر دوسرے راستے پر ڈال دیں۔

تم اِن لوگوں سے کہدو کہ تم نے بھی ایسی ہی روش اختیار کر رکھی ہے۔ سو اس سے تھوڑے دنوں تک فائدے حاصل کر سکتے ہو۔ اس کے بعد' تمہارے لئے بھی تباہی اور بربادی ہے۔

۳۱ ان کے برعکس' تم میرے ان بندوں سے' جو میرے قوانین کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں۔ کہدو کہ (وہ اس سے نہ گھبرائیں کہ باطل کا نظام ہر طرف مسلط ہے اس لئے' اُس سے کس طرح نکلا جائے گا؟) وہ نظام صلوٰۃ کو قائم کرنے جائیں' اور ہم نے جو کچھ انہیں دے رکھا ہے ——— وہ ان کی مضمر صلاحیتیں ہوں یا محسوس سامانِ زیست ——— اُسے' حسب موقعہ و ضرورت' علانیہ یا پوشیدہ' اس بلند مقصد کیلئے صرف کرتے چلے جائیں۔ ابھی تو اس کا موقعہ ہے۔ اگر یہ وقت نکل گیا تو پھر مشکل ہو جائے گی۔ اس لئے کہ یہ جنس وہ نہیں جسے' جب جی چاہے' بازار سے خرید لیا جائے یا کسی دوست سے

اَللّٰہُ الَّذِیۡ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ وَ اَنۡزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخۡرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزۡقًا لَّکُمۡ ۚ وَ سَخَّرَ لَکُمُ
الۡفُلۡکَ لِتَجۡرِیَ فِی الۡبَحۡرِ بِاَمۡرِہٖ ۚ وَ سَخَّرَ لَکُمُ الۡاَنۡہٰرَ ﴿۳۲﴾ وَ سَخَّرَ لَکُمُ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ دَآئِبَیۡنِ ۚ وَ سَخَّرَ لَکُمُ الَّیۡلَ
وَ النَّہَارَ ﴿۳۳﴾ وَ اٰتٰىکُمۡ مِّنۡ کُلِّ مَا سَاَلۡتُمُوۡہُ ؕ وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا ؕ اِنَّ الۡاِنۡسَانَ لَظَلُوۡمٌ
کَفَّارٌ ﴿۳۴﴾ وَ اِذۡ قَالَ اِبۡرٰہِیۡمُ رَبِّ اجۡعَلۡ ہٰذَا الۡبَلَدَ اٰمِنًا وَّ اجۡنُبۡنِیۡ وَ بَنِیَّ اَنۡ نَّعۡبُدَ الۡاَصۡنَامَ ﴿۳۵﴾



احسانًا مانگ لیا جائے (اسے تو 'موقعہ پر' خونِ جگر سے حاصل کیا جاتا ہے ۲/۲۵۴)۔

۳۲ اس طرح انسانی دنیا میں وہ نظامِ ربوبیت قائم ہو جائے گا جس کے اسباب و ذرائع خارجی دنیا میں پہلے سے مہیا کر دیئے گئے ہیں۔ اس مقصد کے لئے خدا نے کائنات کی پستیوں اور بلندیوں کو پیدا کیا۔ وہ بادلوں سے مینہ برساتا ہے جس کی آبیاری سے طرح طرح کے پھل پیدا ہوتے ہیں تاکہ وہ تمہارے لئے سامانِ زیست بنیں۔ اس نے تمہارے لئے کشتیوں (اور جہازوں) کو مسخر کر دیا تاکہ وہ 'اس کے قانون کے مطابق سمندروں میں چلتے رہیں۔ اور تمہارے لئے دریا بھی مسخر کر دیئے (تاکہ تم ان سے آبپاشی کا کام لو)۔

۳۳ اور اس نے تمہارے لئے چاند اور سورج کو بھی قوانین کی زنجیروں میں جکڑ دیا —— وہ ایک مقررہ قاعدے کے مطابق' برابر چلے جا رہے ہیں —— نیز' اس نے تمہارے لئے دن اور رات کو بھی مسخر کر دیا۔

۳۴ غرضیکہ اس طرح اس نے' (اپنے کائناتی قانونِ ربوبیت کے مطابق) تمہیں وہ سب کچھ دے دیا' جس کی تمہیں' اپنی نشو و نما کے لئے ضرورت ہے (۵۵/۲۹)۔ یہ سامانِ رزق اس قدر متنوع اور فراواں ہے کہ اگر تم اسے گننے لگو تو اس کا احاطہ نہ کر سکو۔

(یہ سامانِ رزق ہم نے' تمام انسانوں کی عالمگیر پرورش کے لئے دیا تھا لیکن انسانوں نے اسے اپنے قبضے میں لے کر' ایسی دست درازیاں شروع کر دیں کہ) ہر ایک' دوسرے کے حقوق چھیننے لگا اور جو کچھ کسی کے ہاتھ آیا' اسے دبا کر بیٹھ گیا۔

۳۵ (سرکش انسانوں کی ان دست درازیوں اور ناہمواریوں کی روک تھام کے لئے' ابراہیمؑ نے' نظامِ خداوندی کی بنیاد رکھی اور اس کے لئے ایک مرکز قائم کیا۔ ۲/۱۲۵)۔ اور اس سلسلہ میں خدا سے دعا کی' کہ اے نوعِ انسان کو نشو و نما دینے والے تو اس بستی کو (جسے میں تیرے نظام کا مرکز قرار دے رہا ہوں) ایسا بنا دے' کہ یہ' سرکش اور مستبد قوتوں کے ستائے ہوئے انسانوں کے لئے' مقامِ امن بن جائے۔ اور مجھے' اور میری اولاد کو' جو اس مرکز کی محافظ ہو گی)' اس کی توفیق

رَبِّ اِنَّهُنَّ اَضْلَلْنَ كَثِيْرًا مِّنَ النَّاسِۚ فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّهٗ مِنِّیْۚ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝۳۶
رَبَّنَآ اِنِّیْۤ اَسْكَنْتُ مِنْ ذُرِّيَّتِیْ بِوَادٍ غَيْرِ ذِیْ زَرْعٍ عِنْدَ بَيْتِكَ الْمُحَرَّمِ ۙ رَبَّنَا لِيُقِيْمُوا الصَّلٰوةَ فَاجْعَلْ
اَفْـئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَهْوِیْۤ اِلَيْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِّنَ الثَّمَرٰتِ لَعَلَّهُمْ يَشْكُرُوْنَ ۝۳۷ رَبَّنَاۤ اِنَّكَ تَعْلَمُ

عطا فرما کہ ہم ہر اُس کام' اور اُس شے سے مجتنب رہیں. جو تیرے قانون کی اطاعت کے راستے میں حائل ہو' اور ہمیں تجھ سے بیگانہ بنا دے۔

۳۶ اے میرے نشوونما دینے والے! ان غیر خدائی قوتوں اور جاذبیتوں نے' بہت سے لوگوں کو گمراہ کر دیا ہے۔ (اور یہ جو میں نے دعا کی ہے کہ میری اولاد کو صحیح راستے پر چلنے کی توفیق عطا ہو تو یہ اس لئے کہ اگر وہ تیرے راستے پر چلے گی تو اس نظام کے مرکز کی تولیت کی اہل رہے گی۔ اگر وہ اس راستے پر نہ چلے گی' تو محض میری اولاد ہونا' اسے اسکا اہل نہیں بنا سکے گا (۲/۱۲۴)۔ اس نظام میں "اپنے" اور "بیگانے" کا معیار ہی بدل جاتا ہے) میرا اپنا وہ ہو گا جو اُس مسلک کا اتباع کریگا جس پر میں چلتا ہوں۔ جو اُس سے سرکشی برتے گا (تو میرا اس سے کوئی تعلق نہیں ہو گا' خواہ وہ میری اولاد میں سے ہی کیوں نہ ہو۔ ۶/۴۶)۔ البتہ اس کی حفاظت' اور پرورش کا انتظام' تیرے طبیعی قانون کے مطابق' اسی طرح ہو گا جس طرح دوسرے انسانوں کا انتظام ہوتا ہے۔ (کیونکہ تیرا طبیعی قانون' کافر و مومن سب کے لئے یکساں ہے۔ ۱۱/۱۵)۔

۳۷ اے ہمارے نشوونما دینے والے! میں نے (اس مقصد عظیم کے لئے) اپنی کچھ اولاد کو' تیرے واجب الاحترام گھر کے پاس لا کر بسا دیا (اسے "تیرا گھر" اس لئے کہا گیا ہے کہ یہ تمام انفرادی نسبتوں سے بلند ہو کر' عالمگیر انسانیت کی مشترکہ جائے امن ہے)۔ یہ ایک ایسے مقام پر واقع ہے جہاں کھیتی کا نام و نشان تک نہیں۔

میں نے یہ سب اہتمام اس لئے کیا ہے کہ میری اولاد نظام صلوٰة کو قائم کرے — یعنی اس نظام کو جس میں تمام افراد تیرے قوانین کا اتباع کریں — سو اے ہمارے نشوونما دینے والے! تو ایسا کر دے کہ (ان تمام' بظاہر' نامساعد حالات کے باوجود) لوگوں کے دل ان کی طرف مائل ہو جائیں۔ نیز تو' ان کے لئے' زمین کی پیداوار سے سامانِ رزق فراہم کر دے (۲/۱۲۶) تاکہ (یہ معیشت کی طرف سے مطمئن ہو کر' اس مقصد کے حصول کے لئے' ایسے جذب و انہماک سے کام کریں کہ) ان کی کوششیں بھرپور نتائج کی حامل ہوں۔

۳۸ اے ہمارے پروردگار! جو کچھ ہمارے دلوں کے اندر ہے اور جو کچھ ہم ظاہر کرتے ہیں' تجھ پر سب

مَا نُخْفِي وَمَا نُعْلِنُ ۗ وَمَا يَخْفَىٰ عَلَى اللَّهِ مِن شَيْءٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ ﴿٣٨﴾ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي وَهَبَ لِي عَلَى
الْكِبَرِ إِسْمَاعِيلَ وَإِسْحَاقَ ۚ إِنَّ رَبِّي لَسَمِيعُ الدُّعَاءِ ﴿٣٩﴾ رَبِّ اجْعَلْنِي مُقِيمَ الصَّلَاةِ وَمِن ذُرِّيَّتِي ۚ رَبَّنَا
وَتَقَبَّلْ دُعَاءِ ﴿٤٠﴾ رَبَّنَا اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِينَ يَوْمَ يَقُومُ الْحِسَابُ ﴿٤١﴾ وَلَا تَحْسَبَنَّ اللَّهَ غَافِلًا (٦ ٧ ١٨)
عَمَّا يَعْمَلُ الظَّالِمُونَ ۚ إِنَّمَا يُؤَخِّرُهُمْ لِيَوْمٍ تَشْخَصُ فِيهِ الْأَبْصَارُ ﴿٤٢﴾ مُهْطِعِينَ مُقْنِعِي رُءُوسِهِمْ
لَا يَرْتَدُّ إِلَيْهِمْ طَرْفُهُمْ ۖ وَأَفْئِدَتُهُمْ هَوَاءٌ ﴿٤٣﴾

روشن ہے۔ (اور ایک ہم ہی پر کیا موقوف ہے)' کائنات کی پستیوں اور بلندیوں میں کچھ بھی ایسا نہیں جو تجھ سے پوشیدہ ہو۔ (اس لئے تو یہ بھی جانتا ہے کہ جس نظام کی ابتدا' اس چھوٹے سے پیمانے پر ہمارے ہاتھوں کرائی جارہی ہے' اس کا مستقبل کیا ہونے والا ہے)۔

۳۹ (میں اس کے مستقبل کے متعلق بڑا پُرامید ہوں۔ اس لئے کہ یہ کچھ تو میں اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا ہوں کہ حالات کی نامساعدت کے باوجود' تیری عنایات سے وہ کچھ ہو جاتا ہے جس کی انسان کو' عام طور پر' توقع نہیں ہوسکتی۔ مثلاً) تو نے مجھے' میری کبرسنی میں (جبکہ میں اولاد کی طرف سے مایوس ہوچکا تھا) اسماعیلؑ اور اسحٰقؑ جیسے بیٹے عطا کردیئے' جو تیری حمد و ستائش کے زندہ پیکر ہیں۔ لہذا' مجھے پورا پورا یقین ہے کہ میرا خدا' میری دعا کو ضرور شرفِ قبولیت عطا کرے گا۔

۴۰ اس دعا کو' کہ وہ مجھے اور میری اولاد کو اس قابل بنادے کہ ہمارے ہاتھوں نظامِ صلوٰۃ قائم ہو جائے —— اے ہمارے نشوونما دینے والے! تو میری اس آرزو کو ضرور پورا کردے۔

۴۱ نیز میری یہ بھی دعا ہے کہ مجھ سے' میرے ماں باپ سے' اور دوسرے مومنین سے اگر کوئی چھوٹی موٹی کوتاہیاں ہو جائیں تو' ظہورِ نتائج کے وقت' ہم ان کے مضر اثرات سے محفوظ رہیں (٩/١١٤)۔

۴۲ (ان آرزوؤں اور التجاؤں کے ساتھ' ابراہیمؑ نے اس نظام کی ابتدا کی تھی جس کی تکمیل کے لئے' اے رسول! اب تم اٹھے ہو۔ اس لئے) تم یہ خیال نہ کرو کہ یہ ظالم اور سرکش لوگ جو کچھ کر رہے ہیں' ہم اس سے بے خبر ہیں۔ (ہمارا قانونِ مکافات سب کچھ دیکھ رہا ہے) لیکن یہ وقفہ مہلت کا ہے۔ جب ظہورِ نتائج کا وقت آجائے گا' اُس وقت' تباہیوں کو اپنے سامنے بے نقاب دیکھ کر' ان کی حالت یہ ہو جائے گی کہ آنکھیں کھلی کی کھلی رہ جائیں گی۔ ان کے ڈھیلے باہر نکل آئیں گے۔

۴۳ افراتفری کا یہ عالم ہوگا کہ یہ اِدھر اُدھر دیکھے بغیر' مُنہ اٹھائے' بدحواس بھاگے چلے جائیں گے۔

وَاَنْذِرِ النَّاسَ يَوْمَ يَاْتِيْهِمُ الْعَذَابُ فَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا رَبَّنَآ اَخِّرْنَآ اِلٰٓى اَجَلٍ قَرِيْبٍ ۙ نُّجِبْ دَعْوَتَكَ وَ
نَتَّبِعِ الرُّسُلَ ۭ اَوَلَمْ تَكُوْنُوْٓا اَقْسَمْتُمْ مِّنْ قَبْلُ مَا لَكُمْ مِّنْ زَوَالٍ ﴿۴۴﴾ وَّسَكَنْتُمْ فِيْ مَسٰكِنِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا
اَنْفُسَهُمْ وَتَبَيَّنَ لَكُمْ كَيْفَ فَعَلْنَا بِهِمْ وَضَرَبْنَا لَكُمُ الْاَمْثَالَ ﴿۴۵﴾ وَقَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَعِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ ۭ
وَاِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ ﴿۴۶﴾ فَلَا تَحْسَبَنَّ اللّٰهَ مُخْلِفَ وَعْدِهٖ رُسُلَهٗ ۭ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ
ذُو انْتِقَامٍ ۭ ﴿۴۷﴾ يَوْمَ تُبَدَّلُ الْاَرْضُ غَيْرَ الْاَرْضِ وَالسَّمٰوٰتُ وَبَرَزُوْا لِلّٰهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ ﴿۴۸﴾

(سب ان کا ساتھ چھوڑ جائیں گے۔ حتیٰ کہ) اِن کی نگاہ بھی کاشانۂ چشم میں لوٹ کر نہیں آئے گی۔ اُنکے دل امید سے خالی ہو جائیں گے۔ یاس انگیز جذبات ان پر بری طرح سے چھا جائیں گے۔

۴۴ اے رسول! تو ان مخالفین کو تباہی کے اس قسم کے ہولناک عذاب سے آگاہ کر دے۔ اُس وقت یہ سرکش اور مستبد لوگ خدا سے گڑگڑا کر التجا کریں گے کہ اے ہمارے پروردگار! ہمیں تھوڑی سی مہلت دیدے۔ ہم تیری دعوت کو قبول کر لیں گے اور تیرے رسولوں کی پیروی کریں گے۔

ان سے کہا جائے گا کہ تم' اس سے پہلے' قسمیں اٹھا اٹھا کر کہا کرتے تھے کہ ہماری قوتوں کو زوال نہیں آسکتا۔ (اب دیکھو کہ زوال کسے کہتے ہیں اور وہ کیسے آیا کرتا ہے؟)۔

۴۵ تم اُن لوگوں کی بستیوں میں بسے تھے جنہوں نے اپنے آپ پر زیادتی کی تھی۔ ہم نے تمہیں اُن کے واقعات سے آگاہ کر دیا تھا تاکہ تمہیں معلوم ہو جائے کہ ہمارا قانونِ مکافات اِس قسم کے لوگوں سے کیا کیا کرتا ہے۔ نیز اور بھی طرح طرح کی مثالوں سے' تم پر حقیقت واضح کر دی تھی۔

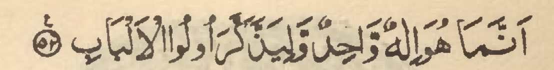
۴۶ ہم نے تمہیں یہ بھی بتا دیا تھا کہ اُن لوگوں نے نظامِ خداوندی کی مخالفت کے لئے طرح طرح کی چالیں چلیں — ایسی چالیں کہ اُن سے پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہل جائیں — لیکن ہمارے قانونِ مکافات کے مقابلہ میں ان کی کوئی چال کارگر نہ ہو سکی۔

۴۷ لہٰذا' تم اس زعم باطل میں نہ رہو کہ خدا' اپنے پیغامبروں سے (جو اس انقلاب کی دعوت لے کر آتے ہیں) وعدہ خلافی کرے گا۔ (اس کی ہر بات پوری ہو کر رہے گی)، اس لئے کہ وہ بڑی قوتوں کا مالک ہے' اور اس کے قانونِ مکافات کی رُو سے۔ ہر غلط عمل کی سزا مل کر رہتی ہے۔ اس سے کوئی اِدھر اُدھر نہیں بھاگ سکتا۔

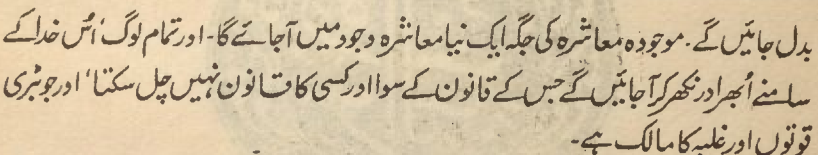
۴۸ (اے رسول: ان سے کہہ دو کہ میری اس دعوت سے ایسا انقلاب واقع ہو گا کہ) یہ زمین' ایک دوسری زمین بن جائے گی۔ آسمان' اور آسمان ہو جائے گا[1] — یہ زمین و آسمان

[1] اگر ان الفاظ کے (مجازی نہیں بلکہ) حقیقی معانی لئے جائیں تو اس سے مفہوم وہ کائناتی (طبیعی) انقلاب ہو گا (باقی صفحہ پر دیکھئے)

وَتَرَى الْمُجْرِمِينَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِينَ فِي الْأَصْفَادِ ﴿٤٩﴾ سَرَابِيلُهُم مِّن قَطِرَانٍ وَتَغْشَىٰ وُجُوهَهُمُ النَّارُ ﴿٥٠﴾ لِيَجْزِيَ
اللَّهُ كُلَّ نَفْسٍ مَّا كَسَبَتْ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ﴿٥١﴾ هَٰذَا بَلَاغٌ لِّلنَّاسِ وَلِيُنذَرُوا بِهِ وَلِيَعْلَمُوا



أَنَّمَا هُوَ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ وَلِيَذَّكَّرَ أُولُو الْأَلْبَابِ ﴿٥٢﴾



بدل جائیں گے۔ موجودہ معاشرہ کی جگہ ایک نیا معاشرہ وجود میں آجائے گا۔ اور تمام لوگ اُس خدا کے سامنے اُبھر اور نکھر کر آجائیں گے جس کے قانون کے سوا اور کسی کا قانون نہیں چل سکتا' اور جو بڑی قوتوں اور غلبہ کا مالک ہے۔

۴۹ اُس دن' تو ان مجرمین کو دیکھے گا (جو اس وقت یوں سرکشی اختیار کر رہے ہیں) کہ یہ (جنگی قیدیوں کی شکل میں) زنجیروں میں جکڑے چلے جا رہے ہوں گے۔

۵۰ ان کی زرہیں' جو انہوں نے اپنی حفاظت کے لئے پہنی تھیں' تارکول کی طرح ان کے جسم سے چمٹ کر' ان کے لئے وبالِ جان بن رہی ہوں گی۔ ان کے چہرے' جنگ کی آگ سے جھلسے ہوئے ہوں گے۔

۵۱ یہ سب اِس لئے ہوگا کہ خدا کے قانونِ مکافات کی رُو سے' ہر شخص کو اس کے کئے کا بدلہ مل جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ اُس کا قانون' اعمال کا محاسبہ کرنے میں ذرا بھی دیر نہیں لگاتا۔ وہ بہت تیز واقع ہوا ہے۔

۵۲ یہ تمام حقائق اور واقعات اس لئے بیان کئے گئے ہیں کہ

(۱) اِن کی روشنی میں' انسانیت اپنی منزلِ مقصود تک پہنچ سکے۔

(۲) لوگ آگاہ ہو جائیں کہ غلط روشِ زندگی کا نتیجہ کس قدر تباہ کن ہوتا ہے۔

(۳) وہ اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ کائنات میں اقتدار و اختیار صرف خدا کا ہے' کسی اور کا نہیں۔ اور

(۴) صاحبانِ عقل و بصیرت' ان حقیقتوں کو' اپنے سامنے رکھیں جنہیں عام طور پر نظر انداز کر دیا جاتا ہے' اور ان سے عبرت حاصل کریں۔

(بقیہ فٹ نوٹ صفحہ ۵۷۷) جو کسی وقت آئیگا۔ اس کی کنہ و حقیقت کے متعلق ہم قبل از وقت کچھ نہیں کہہ سکتے۔ لیکن ہمارے نزدیک اس سے مراد وہ انقلاب ہے جو نبی اکرمؐ کے ہاتھوں' اس معاشرہ میں رونما ہوا اور جس نے سب کچھ تہہ و بالا کر کے رکھ دیا تھا۔ اس اعتبار سے ہم نے اِن الفاظ کے مجازی معنی لئے ہیں۔

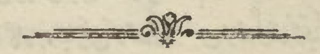


بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

الٓرٰ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ وَقُرْاٰنٍ مُّبِيْنٍ ①

---

① خدائے علیم و رحیم کا ارشاد ہے کہ یہ اُس ضابطۂ خداوندی' یعنی قرآن کریم' کی آیات ہیں جو اپنے مطالب کو بڑے واضح انداز میں بیان کرتا ہے۔



بصیرت افروز لٹریچر

اسبابِ زوالِ اُمت: (پرویز) ہم ذلیل کیوں ہیں؟ مجلد دو روپے

اسلامی معاشرت: (پرویز) روزمرہ کی زندگی کے لئے قرآنی احکام، مجلد دو روپے

اقبال اور قرآن: قرآن کی تعلیم، اقبال کا فلسفہ اور پرویز کا قلم۔ قیمت دو روپے

طاہرہ کے نام: (پرویز) عورتوں سے متعلق قرآنی احکام اور تعلیم۔ سلیس اور شگفتہ انداز میں۔ جلد اول مجلد دو روپے۔ جلد دوم مجلد ۲ روپے

سلیم کے نام: (پرویز) نوجوان تعلیم یافتہ طبقہ کے دل میں پیدا ہونیوالے شکوک کے اطمینان بخش جوابات۔ مجلد جلد اول ۸ روپے، دوم ۶ روپے، سوم ۶ روپے

اسلام میں قانون سازی کا اصول: نامور متقنین اور مدبرین کے خیالات ملی نکات، قیمت ۲ روپے

نظامِ ربوبیت: (پرویز) نظام سرمایہ داری اور کمیونزم دونوں کے بجائے قرآن کا معاشی نظام مجلد ۴ روپے

لغات القرآن: (پرویز) قرآن کریم کے ایک ایک لفظ کا مستند مفہوم اور قرآنی حقائق کا انسائیکلو پیڈیا چار جلدوں میں، قیمت فی جلد پندرہ روپے۔

فجر الاسلام (اردو): (علامہ محمد امین مصری) اسلام کے اولین دور کی محققانہ سرگذشت، قیمت ۸ روپے

ابلیس و آدم: (پرویز) آدم۔ انسان۔ ملائکہ۔ جن۔ ابلیس۔ شیطان۔ وحی۔ رسالت مجلد ۸ روپے

مَن و یزداں: (پرویز) خدا کیا ہے؟ اُس کا انسان سے تعلق کیا ہے مجلد ۱۰ روپے

جُوئے نور: (پرویز) حضرات انبیائے کرام اور ان کی اقوام کی زرّیں داستان از حضرت نوحؑ تا حضرت شعیبؑ۔ قیمت مجلد چھ روپے۔

برقِ طور: (پرویز) داستانِ بنی اسرائیل۔ قوموں کے عروج و زوال کے ابدی قوانین مجلد ۶ روپے

شعلۂ مستور: (پرویز) حضرت عیسیٰ کے کوائفِ حیات تحقیق جدید اور قرآن کی روشنی میں، قیمت مجلد چھ روپے

معراجِ انسانیت: (پرویز) حضور خاتم النبیینؐ کی رُوح پرور حیاتِ طیبہ قرآن کے آئینہ میں، قیمت مجلد بیس (۲۰) روپے۔

انسان نے کیا سوچا: (پرویز) کائنات، اخلاقیات، سیاست، معاشرت، معیشت اور مذہب کے متعلق انسانی فکر کی نادر کہانی قیمت مجلد ۱۲ روپے

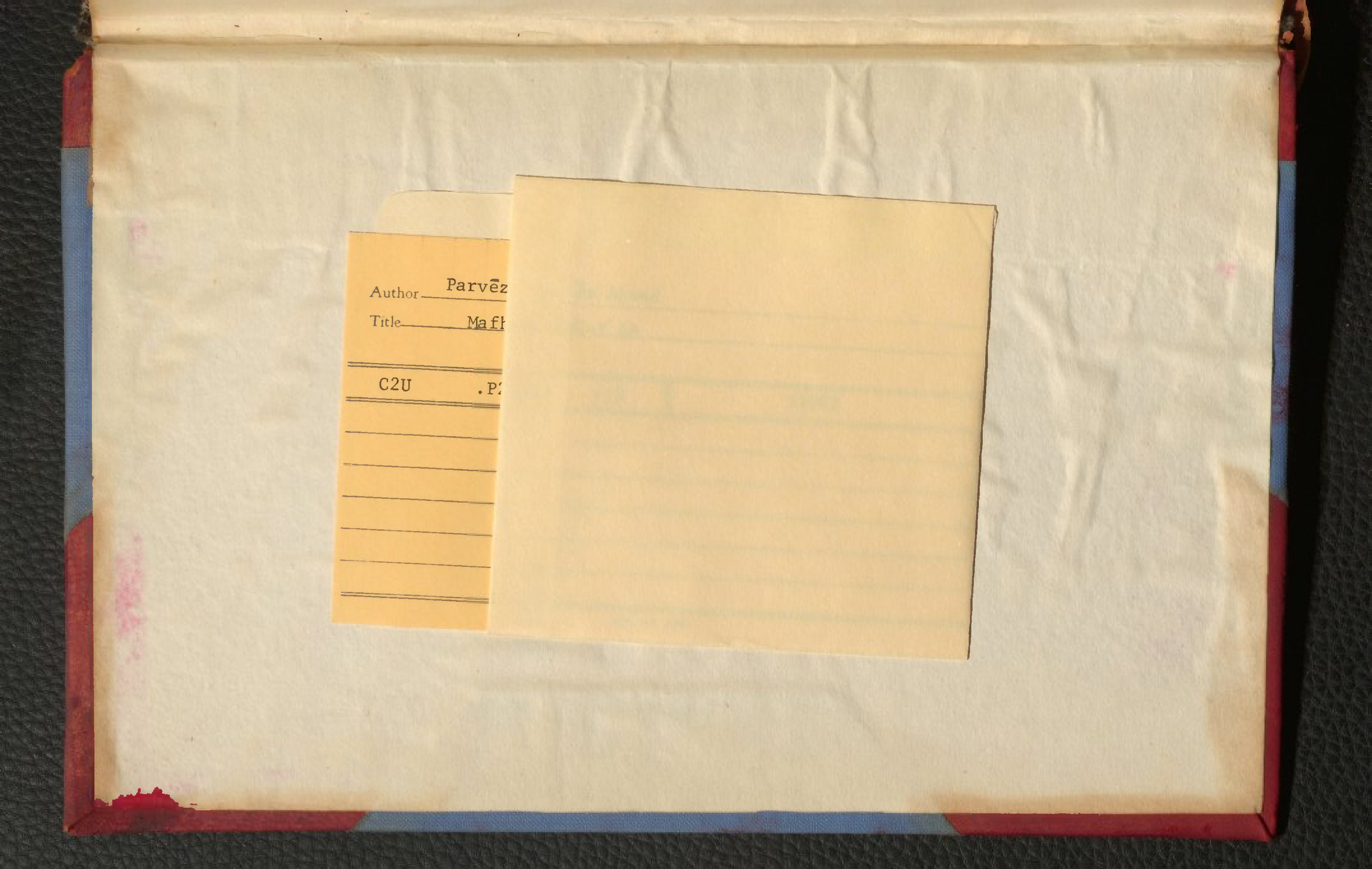
الفتنۃ الکبریٰ (اردو): (ڈاکٹر طٰہٰ حسین مصری) حضرت عثمانؓ کے زمانہ کی فتنہ سامانیوں کی داستان اور ان کا اصلی باعث (قیمت مجلد ۶ روپے)

تاریخ الامت: علامہ اسلم جیراجپوری مرحوم کا سلسلۂ تاریخ، کامل آٹھ جلدوں میں مکمل سیٹ روپے

میزان پبلیکیشنز لمیٹڈ

۲۷۔ بی شاہ عالم مارکیٹ لاہور

میزان پرنٹنگ پریس ـ ۲۷ ـ بی شاہ عالم مارکیٹ ـ لاہور
میں باہتمام نظر علی شاہ مینجر چھپا ـ



Author Parvēz
Title
C2U

